

17/2/75

# سلسلہ تصانیف مشائخ

S/C

## شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات

از

خلیق احمد نظمی

ایم۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی

لیکھار شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علیگढہ

(د مجلہ حقوق بحق مرتب معنواظہ ہیں)

قیمت ..... ستر

چنان بپر و فیضِ حمد علیب صاحب  
لی۔ اے د آن سن، پارا سٹ لا  
مددِ شعبہ بیانات مسلم یونیورسٹی میں گدھ

کی

خدمت ہیں



ALLAMA IQBAL LIBRARY



35344

# ”سلسلہ تصانیف مشائخ“

## دیباچہ

ہندوستان کے صوفیا اور مشائخ کی تصانیف اور حالات کے مطالعہ کا شوق دادا مرحوم جناب مولوی فرید احمد صاحب نظامی کی صحبت میں پیدا ہوا اور جناب پروفسر محمد صبیب صاحب سلم یونیورسٹی علی گڑھ، کی رہبری میں بڑھا۔ آج سے آٹھ سال قبل یہ طے کیا تھا کہ سلسلہ مشائخ ہندوستان سے ہندوستان کے اولیاء کرام کے حالات معتبر راغذ کی روشنی میں پیش کئے جائیں اور ان کی تصانیف کو صحبت کے ساتھ شائع کیا جائے۔ کہ ہندوستان کی تاریخی تاریخ کا ایک اہم باب اُن کی حیات طیبہ سے وابستہ ہے۔ کئی سال کے بعد مشائخ چشت (متاخرین) کی پہلی جلد حضرت شاہ نعیم اللہ دہلویؒ سے حضرت خواجہ المنش تونسوی تک (۱۹۳۷ء) میں جب کہ ان کی بول کو طباعت کے لیے ایک اداہ کے سپرد کر دیئے والا تھا، تقیم ہند نے مگر کی ساری نفقات دی۔ اور حالات اسے ملساز لگاد ہو گئے کہ اشاعت و مطباعت کی سلسلہ

گفتگو بے محل معلوم ہونے لگی۔ اسی مدت میں دو اور کتابیں یعنی حیر المجالس (ملفوظات حضرت شیخ نصیر الدین چوہانی ڈہریؒ) اور سردار الصدوق (ملفوظات حضرت شیخ فرید الدین محمد بن شیخ حمید الدین سوالی ناگوری خلیفہ حضرت خواجہ یاں الدین حشمتیؒ) ایڈٹ کرنے کا موقع مل گیا۔ اب پہ موضع ہی رہا تھا کہ اس میں کس کتاب کو پہلے شائع کرنے کا بندہ کروں کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مکتوبات کا ایک نادر جبوہ دستیاب ہوا۔ دل نے فیصلہ کیا کہ اسی کے انتساب سے اس سلسلہ کا آغاز کیا جائے۔ حلالت نے مساعدت کی تو انسار اللہ بقیہ کتابیں پہلی ایکس کرکے ہر یہ ناظرینہ کر دی جائیں گی۔

ان مکتوبات کی ترتیب سے متعلق بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ مقدمہ میں علام اخضدار سے کام بیا گیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ مختصر سے مختصر راہ سے ناظرین کو مکتوبات تک پہنچا دیا جائے۔ اس کے بعد جن جن پہلوؤں کی مزید تفصیلات درکار ہوں ان کو ضمیمه جات میں دیکھا جائے۔ اٹھارویں صدی میں ہندوستان کی سیاست پر ایک تفصیلی ضمیمه مرتب کیا تھا لیکن کتابہ کو جنم بڑھ جانے کے باعث اس کو حذف کرنا پڑا۔ میں نے اپنی بساط برابر کوشش کی ہے کہ ان مکتوبات کے تمام تاریخی اشارات کی وضاحت حاشی میں کر دی جائے۔ پھر ہمی پہت پے نفاذ رہ گئے ہیں اور مجھے ان کا احساس ہے۔

مجھے جانب پر فیض سر محمد حبیب صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے کہ انہوں نے اپنی انہمی مصروفیت کے باوجود اس کتاب کا حسودہ طالع

فرمایا اور تعارف لکھ کر کتاب کی افادیت میں اضافہ کیا اور میری عزت افزائی فرمائی  
 میں جناب شیخ عبدالرشید صاحب کا نئے حد مذکور ہوں کہ انہوں نے شروع سے  
 آخوند اس کتاب کی اشاعت میں حمایہ لیا اور تقریب لکھ کر ذرہ نوازی فرمائی۔  
 علاوه ازیں میں ڈاکٹر آرپی۔ تریپاٹھی وائس چانسلر سن اگر یونیورسٹی کا بھی ممنون ہو  
 کہ انہوں نے ان مکتبات کی اشاعت میں دلچسپی لی اور مفید مشورے دیئے۔ یہ  
 کتاب شاید اس قدر جبلہ شانح نہ ہو سکتی اگر جناب ماموں مولانا نسیم الحمد صاحب فریدی  
 کی امداد اور رہبری شامل حال نہ ہوتی۔ انہوں نے کتابت کی تصحیح اور مکتبات کے  
 ترجمہ میں میرا ملکہ بنا یا۔

## خطیق الحکماء نظامی

نفس منزل۔ بدرباغ  
 مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ  
 ۲۵ دسمبر ۱۹۵۴ء

# فہرست مضمایں

(ا) تعارف

(ب) تقریب

(س) مقدمہ

## - ۲ - مکتوبات

فارسی	اُردو ترجمہ	مکتوبات
۳۱-۳۳	۹۳-۹۴	(۱) مکتوب اول۔ بمحابی بادشاہ و دزیر و امراء
۳۵-۵۸	۹۸-۱۱۳	(۲) مکتوب دویم۔ بنام شاہی (احمد شاہ ابدی)
۵۸	۱۱۵	(۳) مکتوب سوم۔ بمحابی سخیب الدولہ
۵۹	۱۱۴	(۴) مکتوب چہارم۔ "
۴۰	۱۱۴	(۵) مکتوب پنجم۔ "
۴۱-۴۲	۱۱۸-۱۱۹	(۶) مکتوب ششم۔ "
۶۲-۶۳	۱۲۰-۱۲۲	(۷) مکتوب هفتم۔ "
۶۵-۶۶	۱۲۳-۱۲۴	(۸) مکتوب هشتم۔ "
۶۶	۱۲۵	(۹) مکتوب نهم۔ "

اردو ترجمہ ۱۲۴-۱۲۸	فارسی ۶۸-۶۹	(۱۰) مکتوب دہم - بجانب نجیب الدولہ
۱۲۹-۱۳۰	۷۰-۷۱	(۱۱) مکتوب یا ز دہم بنام شیخ محمد عاشق
۱۳۱	۷۲	(۱۲) مکتوب دواز دہم - " "
۱۳۲-۱۳۳	۷۳	(۱۳) مکتوب سیز دہم " "
۱۳۴-۱۳۵	۷۴	(۱۴) مکتوب چہار دہم " "
۱۳۶-۱۳۷	۷۵	(۱۵) مکتوب پانز دہم " "
۱۳۸	۷۶	(۱۶) مکتوب شانز دہم " "
۱۳۹	۷۷	(۱۷) مکتوب بخت دہم " "
۱۴۰	۷۸	(۱۸) مکتوب ہشت دہم " "
۱۴۱	۷۹	(۱۹) مکتوب نواز دہم - بجانب سید احمد روہیلہ
۱۴۲-۱۴۳	۸۰-۸۱	(۲۰) مکتوب بستہ - بنام وزیر الملک آصف جاہ
۱۴۴-۱۴۵	۸۲	(۲۱) مکتوب بست دیکم " "
۱۴۶-۱۴۷	۸۳-۸۴	(۲۲) مکتوب بست دوم " "
۱۴۸-۱۴۹	۸۵-۸۶	(۲۳) مکتوب مکتب بست دسوم - بطرف تاج محمد خاں
۱۵۰-۱۵۱	۸۷	(۲۴) مکتوب بست وچہارم - نواب نجیب الدولہ بہادر
۱۵۲	۸۸	(۲۵) مکتوب بست وپنجم - نواب عبداللہ خاں کشیری
۱۵۳	۸۹	(۲۶) مکتوب بست وششم - بطرف حافظ جاہ اللہ بنجاںی

## ۳۔ ترجمہ مکتوپات

۹۱ - ۱۵۳

## ۴۔ حواشی

۱۵۵-

## ۵۔ ضمیمه جات

۱۶۹-

(۱) شاہ ولی اللہ کی سوانح اور تصانیف ۱۶۹ - ۱۸۵

(۲) شاہ ولی اللہ کے ہم عصر سلاطین مغلیہ ۱۸۸

(۳) احمد شاہ ابدالی - سوانح ۱۸۸ - ۱۹۲

(۴) احمد شاہ ابدالی کے حملہ ہندوستان پر ۱۹۳ - ۱۹۸

(۵) بخیر الدولہ - سوانح ۱۹۹ - ۲۰۳

(۶) نواب مجدد الدولہ ۲۰۳ - ۲۰۴

(۷) مولانا سید احمد روہلیہ ۲۰۴ - ۲۰۹

(۸) کتابیں ہن کے حوالہ درج ہیں ۲۱۰ - ۲۱۲



# تعارف

(از جناب پروفیسر محمد حبیب صاحب بی اے (اکسن)، بازایٹ لاء)

صدر شعبہ سیاست مسلم یونیورسٹی علیگढھ

میرے نوجوان رفیق کا خلائق احمد صاحب نظامی نے ہند کے قردن وسطیٰ کی تاریخ اور اس کے لڑیجہ کا جس گھرے انہاکہ اور ذہنی یکسوائی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اُس سے میں نے مستقبل کی بڑی امیدیں والبستہ کی ہیں۔ کامل عنیہ جانبداری اور ناقادانہ تحقیق اُن کی علمی کارشوں کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ ان کی مسائی کا واحد مقصد یہ کہ تاریخ کے تاریک گوشوں کو روشنی میں لا آیا جائے اور جو چیزیں منصہ شہود پر ہنیں آئیں انکو پیش کیا جائے۔ موجودہ تالیف ان کے اس انداز تلاش و تحقیق کی ایک اچھی مثال ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو متفقہ طور پر الحمارویں صدی کا سنبھلے ممتاز عالم اور صوفی تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہمدرے کے بیٹھن اہل علم، خصوصاً مولانا خلیل احمد صناعیؒ اور مولانا عبد اللہ صاحب سندھی شاہ صاحبؒ کی تصانیف کے مطلعے اور مددوح کی اخلاقی و مذہبی تعلیمات کی تشریع کیلئے اپنی زندگیاں دقت کر چکے ہیں ماب نظمی صنانے ملک کے سامنے شاہ صاحبؒ کی سیاسی آراء اور سیاسی رعل کے متعلق پہلی بارہنايت قسمی مواد پیش کیا ہے دہلی، ہندوستان کے تمام شہروں میں سب سے زیادہ باعثت اور اسی کے ساتھ سب سے

بُوہ کر بد قیمت شہر رہا ہے۔ اس کی بنا سلطان شمس الدین الیتمنش کے ہاتھوں پڑی۔ اور سلطان علام الدین نے اس کو پرداں پڑھایا۔ یہاں تک کہ فارغ اربابی کا یہ حال ہو گیا کہ دیگوں یعنی نصیر الدین چلنا دہلوی (مہولی فیضروں کے پاس ایک چھوڑ دو دلخواست ہوتے ہیں)۔ اس محبوب شہر کی تعریف میں امیر خسرو دار عصامی کے لئے آجٹک دنیا کے کاؤنٹ میں گونج رہے ہیں۔ بلکہ عصامی نے تو ہر جو سم میں دہلی کی آب و ہوا کے منتدل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ع پر ہر پارفعملش ہوا معتدل۔ آخر ۱۳۹۸ھ میں تیمور کے حملہ کا سیلا ب آیا جس نے دہلی کو کھنڈہوں کا ڈھیر بنادیا۔

لیکن دہلی کے مقدار میں بڑکر پھر جانا تھا۔ اور اگرچہ آگرہ اس کا مقابلہ قائم تھا مگر مغلیہ کے عدید میں دہلی کی گئی ہوئی شان و شوکت پھر اپس آگئی جب سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا تو دہلی بے سہارہ رہ گئی۔ اگرچہ اس کی ظاہری شان میں چند افراد نہ آیا۔ بہادر شاہ اول کی دفاتر سے بیکر برطانوی حکومت کے قیام تک اہل دہلی کو جن مسلسل اور ہولناک مصائب کا سامنا کرنا پڑا اُن کے مقابلہ میں تیمور کا قتل عام کچھ بھی نہ تھا حالات میں رشیہ دو اسیاں ہو رہی تھیں اور چاروں طرف خانہ جنگی پیلی ہوئی تھی کہ بہادر شاہ کا جملہ ہو گیا۔ اس حملے نے دہلی کی رہی ہی شان بھی خاک میں ملا دی۔ ان حالات میں جب شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے احمد شاہ ابدالی سے پا اپیل کی

بخدماتی پہنچاہم از انکد بدستور نادر شاہ

را بعمل آیا کہ مسلمانان رازیرو وزیر و ساختمان

و مرہٹہ وجہت را سالم و غانم گذاشت

رفت ازاں باز دولت کفار قوت بافت

و جنود اسلام انہم پاشید و سلطنت دھیل

بنزال لوبی صبیان گشت" ص ۵۲

تو حقیقت میں وہ دہلی کے عام باشندوں کے جذبات کی ترجیحی کر رہے تھے۔

نادر شاہ کے حملہ کے بعد جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے: "از سلطنت  
بحجز نامے باقی نامہ"۔ اہل دہلی اور باشندہ گان ہندہ، مرہٹوں، سکھوں اور چانوں کا تسلی  
ضردہ گواہا کر لیتے بشرطیکہ مثل فاتحوں کا طرع ان کے سامنے کوئی تعمیری ایکم ہوتی۔ بزر  
وہ نہ تو سلطنت مغلیہ کا احیاء کر سکتے تھے مگر اس کے ہوش میں کوئی دیسی ہی عورہ کل ہندہ  
حکومت قائم کر سکتے تھے۔ اور معاصرین نے اس حقیقت کو خوب سمجھ لیا تھا۔

میں اسے ضروری ہیں سمجھتا کہ ان خیالات کو پھر دہرا دن جو لٹاخی صاحب نے  
اس قدر مناحت سے اپنے مقدمے میں پیش کئے ہیں۔ شاہ صاحب نے احمد شاہ  
ابدالی کو بالکل صحیح اطلاع دی تھی کہ ان قوتوں میں سے کوئی بھی "عوام" کی نمائندہ ہیں  
اور یہ کہ ان میں سے کبھی میں یہ دم ہیں کہ ایک زبردست حملے کی تاب لاسکے۔

حالات بالائیں یہ ناگزیر تھا کہ اس عہد کا ایک فاضل جو قرون وسطی کی اسلامی ہندہ پا  
کا حامل تھا "قدیم حقائق" کے نام پر اپیل کرے اور نیز احمد شاہ اپالی اور بخیر الدولہ

کو اُن "قدیم عقایق" کا اذ سر نو زندہ کرنے والا تصور کرے۔ ان دونوں لیڈروں کی قابلیت  
بودھمت سے انکار کرنا غیر ممکن ہے۔ لیکن ہندوستان کا سچا دہنہ بنتا ان "توں"  
میں سے کسی کی تحریت میں نہ تھا۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ صرف میرا خیال ہی ہے یا واقعی شاہ صاحبؒ کا یہ عقیدہ  
تھا کہ اس وقت ایک اہم انقلاب ضروری تھا!

جن زمان میں یہ خلود لکھے چاہے ہے تھے انگلستان، افع طور پر ایک صفتی انقلاب  
کی راہ پر گامزد تھا۔ سرباہی واری ٹیزی کے ساتھ پڑھتی آر بی اتی اور دوز بر وست انقلاب  
ذamer کیا اور فرانسیسی، جو مغربی دنیا کا ڈھانپنے بدل دینے والے تھے چند سال کے  
عرضے میں رہنا ہونے کو تھے۔ یورپ کے مزدور طبقے کی مشکلات جو کچھ بھار بھی ہوں  
تمہم یہ حقیقت ہے کہ اصول فلیم اور نظری ملکی سائنس میں یہ پایہ پایشی سے بازی لے گیا تھا۔ اب جنگ  
میں حصہ نکلم، ترتیب درجات درکار ہتھی ہمکہ سائنس اور صفت کا سوال تھا، جیسا کہ نیپولین کے مقابلہ  
میں انگریزوں کی فتح سے ظاہر ہے۔

نظمی صاحب نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ پانی پت کی تیسری جنگ نے پلاسی کے  
فاتحوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔

یہاں یہ سوال پییدا ہوتا ہے کہ آیا عقل آس چیز کا جواز بھی نکلتا ہے۔ یہ بالکل ترین  
قياس ہے کہ ہندوستان بھی، چین کی طرح پروردگاری سلطنت سے بچتے ہوئے عصر فو کا  
خیر مقدم کرتا، تاکہ اس کی قومی تاریخ کا سلسلہ پر قرار رہتا ہے، یہاں وہ نقطہ نظر ہے جس نے شاہ

گ

اللہ کے سیاسی افکار کی ترقیت بہت کچھ بڑھادی ہے اور جس کا نظامی صلب  
نے ہمایت و قیقد رسی سے تحریک کیا ہے۔ درحقیقت شاہ صاحب "سامجھ تھفظ" کے  
حای تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہند کے شاندار ماضی کی روشنی میں ملک کے سیاسی  
اداروں کو از سر نوزندہ کیا جاتے۔

محمد حلبیہ

# لُقْرِبٌ

(از جانب شیخ عبدالرشید صاحب ام تے آل آل بنی)

صدر شعبہ ناتخ مسلم یونیورسٹی علیگढّہ

سلج میں جب کوئی رہبر دست تبدیلی پیدا ہوئے دالی ہوتی ہے تو خواہ وہ سیاست اور انسانی تعلقات کے مدد میں ہو یا اقتصادیات اور تہذیب کے شعبے میں اس کا عکس سب سے پہلے حساس اور بیدار ذہنوں میں نظر آتا ہے۔ اور جبے تہلکہ کہتے ہیں وہ بعد میں رو نما ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ ہلویؒ اسی زمرے میں ہیں۔ ان کی عرفان بصیرت کے سامنے وہ تمام فتنے بے جواب تھے جہنوں لے کچھ عرصے بعد مغلوں کی سلطنت کو پارہ پارہ اور مسلمانوں کی معاشرت کو زیر وزیر کر دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی زندگی کا مقصد کیا تھا، ان کی شخصیت میں کون سے عناصر تھے اور وہ مسلمانوں کو کس خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے تھے یہ اور اسی قسم کے دوسرے سوال ہیں جن پر مسلمانوں کو غور کرنا چاہتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ شاہ صاحب کے متعلق ہماری واقفیت جوں جوں ٹھہری جائے گی اتنا ہی یہ احساس تیز ہوتا جائے گا کہ شاہ صاحبؒ کا زمانہ بڑی اہمیت اور قدر و قیمت کا حال ہے۔

خلیق احمد صاحب لٹاظی نے شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خطوط کا یہ مجموعہ ترتیب

کر کے ایک زبردست خدمت انجام دی ہے۔ یہ مجموعہ مسلمانوں کی ذہنی اور رہنمائی تا لئے  
کو سمجھنے میں بہت مفید ثابت ہو گا کیونکہ اس کے درجی درجی میں وہ درد اور وہ گداز ہے  
جو شاہ صاحبؒ کے رگ دپئے میں چاری و ساری تھا۔ ان خطوں سے پتہ چلتا ہے کہ  
شاہ صاحب آنے والی تباہی کو بہت قریب سے دیکھ رہے تھے۔ چینیوں کے یہاں  
ایک شخص میں علامت ہے جس کا ایک پہلو "خطروہ" کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دوسرا  
"امکان" کو ظاہر کرتا ہے۔ شاہ صاحب کی حیثیت اخخارویں صدی کے مندوستان  
میں بالکل اسی علامت کی سی تھی۔ وہ ایک طرف آنے والے خطرات سے آگاہ کرتے  
تھے دوسری طرف منے امکانات اور بیماریوں کے علاج کا پتہ دیکھتے تھے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے کارنامہ کی تقدیر قیمت کا اندازہ رکھنے کے لیے  
ضروری ہے کہ اخخارویں صدی میں مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ذہنی  
حالت پر نظر رکھی جائے۔ عام طور پر شہری یہ ہے کہ مسلمانوں کا ضعف، ان کی تہذیب کا  
زوال، مردہ پرستی، اخلاقی جمود، اور زندگی کے حقائق سے فرار، نیجہ لھا سلطنت مغلیہ کے  
زوال اور اس کے اقتدار کے خامہ کا۔ لیکن واقعہ اس کے عکس ہے۔ داصل مغلوں  
کی قوت اور حکومت کا زوال نیجہ لھا مسلمانوں کے زوال اور اننشا کا۔ تن آسانی اور تعیش  
نے مسلمانوں کی روح کو مضمحل کر دیا تھا۔ تہذیبی زوال کو روکنے کے لیے جو عناصر بھرے  
تھے وہ خود ان اثرات کے متحت، نیز اقتصادی اور نفسیاتی ابترا کے باعث مکروہ  
پڑ گئے تھے۔ جن لوگوں میں عمل کا حوصلہ تھا وہ فساد نئے قائل ہو گئے تھے اور علیش امر دز

کافرہ رکا کر فدا سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ اور دوسری طرف جن لوگوں میں عل کا  
ذوق ہنسی مقاومت کے حالات سے مار لئتے جا رہے تھے اور ان کی محبوسیت اور  
اخلاقی کمزوری، زوال کی رفتار کو تیز کرتی جا رہی تھی۔ یہ لوگ گزرے ہوتے زمانہ سو  
شرمندہ اور آئنے والے زمانہ سے نامیدھے تھے۔ خلق اے راشدین کی سیرت  
اور ان کے کارنامے، ان کی بے سود اور بے مصروف زندگی میں گرمی یاد رکھنی پیدا کرنے  
کے معتقد رہتے۔ یہ سب پرانی تہذیب کا خستہ لبادہ اور ڈھونے چھپے تھے اور  
اسانوںی شترمرع کی طرح اہنوں نے اپنے سروں کو مختلف سلطنت کی غلبت کے لیے  
میں چھپا رکھا تھا۔

شاہ ولی اللہ نے اس ماحول میں اعلان کیا: ”محبے خدا نے یہ شرط بخشنا  
ہے کہ میں اس زمانہ کا مجدد، وہی اور قطب ہوں۔ مجدد کے منصب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ  
شریعت کے قوانین کی توجیہ و تفسیر کو سنت کے مظاہر کرے اور اس میں قیاس کو ہرگز  
دخل نہ دے اور تعلیمات اور نظریات کو پیش کرتے وقت صحابہ اور تابعین کے اخواں و اعمال  
کو سامنے رکھے۔ وحیت سے مراد یہ ہے کہ دین کے ان قوانین کو جو بتاتے ہیں کہ حلال  
کیا ہے اور حرام کیا ہے، رسول کے اسرہ حصہ اور ان کے ارشادات کی روشنی میں ترتیب دے  
قطب وہ ہے جو خدا کی مرثی کو موجودہ حالات اور ضروریات میں بنی نوں انسان پر طاہر کر دے  
اگر خدا نے چاہا تو میری کوششوں سے مسلمانوں میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جائے گی“

شاہ صاحبؒ نے مسلمانوں کو جگانے کی کوشش کی۔ ان کے یئے ایک نظام عمل

مرتب کیا کہ اگر اس کی پیر دی کی جاتی تو ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ یہاں ایک نیا باب بھل جاتا اور اجنبی زندگی کو تقویت حاصل ہو جاتی۔ مگر اس نے شاہ صاحب کی

اس بردقت تنبیہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اپنی غفلت کی سزا پائی۔

شاہ صاحب کو مغلوں کی حکومت کے سنبھل جانے کی کوئی امید نہ تھی، زیادہ آن

کی خواہش تھی اور وہ اسے پسند کرتے تھے، مگر اس کے زوال کو اس وقت تک کے لیئے روک دینا چاہتے تھے۔ جب تک اس کا کوئی نعم اللہ تعالیٰ نہ چاہتے ان کے خیال میں نظام حکومت کا بہترین منوریہ فلافت راشدہ تھی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اس قسم کی حکومت ہندوستان میں قائم ہو جائے۔ پاک لوگوں میں استحاداً اور اتفاق ہوا اور وہ خوشی اور فارغ البالی کی طرف قدم پڑھا پئی۔

خلیق احمد صاحب نظامی نے یہ خطوط ایک بڑے مجموعہ سے منتخب کئے ہیں۔ ان خطوط کی وجہ پر ادا فوایت یہ ہے کہ ان میں شاہ صاحب نے اپنے زمانہ کی سیاسی حالت کا تجزیہ اور مطالعہ ہے۔ یہ گہری نظر سے کیا ہے اور مغلوں کے زوال، ان کی معاشرت کی خرابیوں اور ملک کے اقتصادی بھرمان پر دل بحث کی ہے۔

شاہ صاحب کی زندگی اور ان کی تعلیمات کو سمجھنے اور حالات کے مطابق سمجھانے کی ضرورت جس قدر آج ہے، اتنی شاید کبھی نہ ہوگی اور ہمیں خلیق احمد صاحب نظامی کا مذکون ہونا چاہیے کہ انہوں نے موجودہ نسل کی اس ضرورت کو پورا کیا ہے۔

شیخ عبدالرشید

# مقدمة

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے جب آنکھ کھوئی تو سلطنتِ مغلیہ کا  
انقلاب لبِ بام آچکا تھا، معاشرہ اور سیاست کا پر فنا نظام منہدم ہوا یا تھا  
ذمگی کے ہر شعبہ میں زوال و انحطاط کے اثرات نہایت تُعریت کے ساتھ کام  
کر رہے تھے، سارا نظام کھوکھلا ہو چکا تھا، اور اخلاقی قدر دل کی گرفت ڈھیسی  
پڑ رہی تھی، مرکز کے کمزور موجانے کے باعث ساری سلطنت میں ابتری بد نظمی  
اور طوائف الملکی بھی ہوئی تھی، شاہ جہاں اور اونگ زیب کی دہلی اپنی  
غطیتِ دیرینہ کو خیر باد کہی چکی تھی۔ ہندوستان کا یہ قلب و جگہ جس کی غطمت و شوکت  
کے ترانے کبھی اس طرح لگائے گئے تھے۔

حضرتِ دہلی کنفِ بین و داد	جنت عدن امرت کہ آباد باد
ہست چو ذاتِ ارم اندر صفات	حرسها اللہ عن الحاذفات
ملک ز ددا زہ افستح یا ب	سبزدہ دروازہ و صدقیاب
نام بلندش رہ بالا گرفت	تا بخت نذر رہ میخسا گرفت

گرشنود قصہ این بوستان  
مک شود طائفہ ہندوستان  
(امیر خسرو)

اس وقت "بائز لہ لصب جیبان" کھا۔ دکن سے جو طوفانِ افغانخواہ لال قلعہ  
ستے آکر تکرانا تھا پنجاب سے جو آندھی مٹھی تھی اس کے زلزلے دہلی میں  
محوس ہوتے تھے جاتلوں کا جو ہنگامہ بیپا ہوتا تھا اس کی جولان گاہ یہ ہی بخت  
شہر تھا تھا، امراء کی شدرا نہ چالوں کی بساط قلعہ محلی ہی کے اندھر پیٹھی، دہلی  
کے وہ باشدہ جنہوں نے شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے عہد میں امن چین  
کے ساتھ نہیں بسر کی تھی ان پیغم بہن گامہ آرایوں سے تنگ آگئے تھے، ان کو  
اپنی عزت دناموں کا بچانا محل نظر تھا، نہیں وہ سماں کا بدلہ ہوا رنگ دیکھ کر  
آن پر بد جواہی ایا یوں، وحشتِ اکتمانی، اور خود فراموشی کے وہ ہمیں سب اتنا شطر  
تھے جنہوں نے ساری قوم کو بے کار اور مغلوں ح کر دیا تھا۔

بادشاہ ہنگامہ استے ناؤ نوش میں مدھوش اور عدیش دعشرت، بیرونی  
تھے۔ ان کے چاروں طرف امراء کی سازش شوں کا ہونا کہ جال بچا ہوا تھا۔  
صوروں میں خود تھا بیان اور نہایاں قائم ہو رہی تھیں، سارا ملک بیساکی بڑا زمانی  
اور کش ایکش کا بازیجپن گیا تھا، پارہی بندی کے مسوم اثراں محلات سے  
کثر کر عوام کی زندگی میں تاخی پیدا کر رہے تھے!

خونج بیسا ابتری کھیلی ہوئی پارہی بندی، عماری، حکم عدالتی اور بقاوت

عسکری نظام کو تباہ کرو یا نھا۔ فوج اس قابل نہ رہی تھی کہ وہ ملک کے سرکش  
عنصر کا استیصال کر سکے۔ مجبوہ آباد شاہوں کو اپنے دشمنوں سے صلح خریدنی  
پڑتی تھی اور اس طرح سلطنتِ مغلیہ کا اقتدار دن بدن کم ہوتا جاتا تھا۔

اقفدادی حالت سب سے زیادہ تباہ تھی، صوبہ داریوں کے قائم ہو جانے  
کے باعث آمدی کے اصلی ذرائع ختم ہو چکے تھے جو علاقے باقی رہ گئے تھے، وہ جاگیر ناروں  
اومنصب داروں کے قبضہ میں ملے۔

### سلطنتِ شاہِ عالم

#### از دہليٰ تا پالم

کو انقشہ تھا۔ خالصہ کا علاقہ کم ہو جانے کے باعث بادشاہوں کی حالت کو گدگردی  
ستے بدتر کھلی۔

مرہٹے، سکھ، جاٹ، رہیلی، سب میں ملک گیری کی ہوئی  
بیہدہ ہو گئی تھی، ملک کے گوشہ گوشہ میں پابندیاں قویں کام کر رہی تھیں، بوٹ مارہ  
اوپل و غارت گری کا بازار گرم تھا اور شہزادوں مغلیہ کو تاج طوفانی میجوں  
کے ہخوں میں کھلوانا پہنا ہوا تھا۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ول و داعی پران حالات کا جوانز ہوا اس کا

لے اس زمانہ میں شہزادوں کو تین دن کے فاٹے کرنے پڑے ہیں۔ ملاحظہ ہوتا یہ عالمگیری

(قلقی)، ص ۱۹۰

نیز ۳۶-۳۷ Fall of the Mughal Empire Vol. II, P. 36-37

اندازہ تو ان کے اس شعر سے ہوتا ہے ہے  
 کات جنوماً او مضت فی الغیاہب  
 عيون الاقاعی اور عس العقار ب

تاریکیوں میں جو ستارے چمک رہے ہیں، مجھے ایسا معلوم  
 ہوتا ہے کہ یہ ناگوں کی آنکھیں ہیں یا بکھروں کے سر ہیں )  
 لیکن یا یوسی اور قتو طیت کو اکھنوں نے پاس نہ آنے دیا، بلکہ حقیقت یہ ہے  
 کہ طوفان کے ہر کھپیڑے نے ان کے مرکب ہمہت کے لئے ہمیز کا کام کیا —  
 امکھنوں نے حالاتِ گرد و پیش کا جائزہ پوری سیاسی بصیرت کے ساتھ لیا  
 زوال و انحطاط کے ایک ایک سبب پر خور کیا۔ ہندوستان کے بستے والوں  
 کی عام حالت کا اندازہ لگایا۔ اُمراہ و سلاطین کی انفرادی صلاحیتوں کو پر کھا  
 اور پھر اپنے صلاحی پروگرام کا خاکہ تھا رکھیا وہ زندگی کے ان نظام گوشوں سے  
 دافت نئے جن میں اصلاح کی ضرورت تھی۔ تخفیفات میں فرماتے ہیں۔

”ملاء عالیٰ کی طرف سے اصلاحی مطالبات کا اس رہنمہ میں جن

جن امور کے متعلق نقاضا ہو رہے ہیں اس کا ایک طویل باب ہے“

ان کا انعقاد تھا کہ یہ ”اصلاحی مطالبات ان ہی کے ذریعہ سے پورے  
 ہوں گے۔ چنانچہ قیوض الحرمین میں ارشاد ہوتا ہے۔“

”رأیتني فی المنام قال لهم الزمان عني بذلك“

ان اللہ اذ اراد شيئاً من نظام الخیر بتعلیٰ کا الجار

لانتقام مزادکا" ص ۸۹

"یں لخواب میں اپنے آپ کو دیکھا کر میں قائم الزمان ہوں جس کا  
مطلوب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسب بخلافی اور خیر کے کسی نظام کو قائم  
زندگی پا سایے تو مجھے اس مقصد کی تکمیل کے لئے گوریا ایک آلیا دعا سلطہ  
بنالیتا ہے۔"

## زوال کے سبب شاہ صاحبؒ کی نظر میں

شاہ صاحبؒ نے "مسلم سوسائٹی" اور سلطنتِ مغلیہ کے زوال  
انحطاط کے اسباب علیحدہ علیہ و متعین کرنے میتھے۔ ان کی تصانیف کا اگر بغور  
معطال الدین کیا جائے تو ان دونوں کے متعلق ہم کے خیالات کا پتہ چل سکتا ہے، مسلم  
سوسائٹی کے زوال کا سبب ان کے خیال میں نہ مسی شعار سے ہے اعلیٰ نامی، اور  
علوم دینیہ سے بے تعلقی تھی سلطنتِ مغلیہ کے زوال کا سبب انہوں نے  
اقصادی انحطاط کو فرمادیا تھا، اسی کے باعث تمام سیاسی انتشار اور  
بنیظیاں پیدا ہوئی تھیں۔ فرماتے ہیں کہ جس سوسائٹی میں اقصادی توازن نہ ہو  
اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں، نہ دہان عدل مانع فتنت اکھڑتے  
ہے اور نہ مذہب اپنا اچھا اثر زوال سکتا ہے۔

امکنون نے مسلم سوسائٹی کے ہر طبقہ سے خطاب کے اس کی بے راہ ری  
 پر اُس کو متنبہ کیا۔ تفہیمات کا وہ حصہ خاص طور سے مطالعہ کے قابل ہے  
 جس میں امکنون نے مسلم سوسائٹی کے ایک ایک گروہ کو نام بنا مخاطب کیا ہے  
 اور اس کے نتالص بیان کئے ہیں جو بیان اسکے معاشی خرابیوں کا تعلق ہے اس میں  
 تقریباً ہر طبقہ کو یکساں گرفتار پایا ہے، امیروں سے خطاب کرتے ہیں،  
 تے امیرادا بیکھو بکیا تم خدا سے ہنیں ڈستے ہ دنیا کی فانی لذتوں ہیں  
 تم ڈوبے جا رہے ہو اور جن لوگوں کی نیکی نمہادے پسپرد ہوئی ہے  
 ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے تاکہ ان میں بعض بعض کو کھانے اور نگلتے ہیں۔  
 نمہاری ساری ذہنی قویں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذید کھانوں کی  
 قسمیں پکوا تے رہوا اور شرم دگدا نہ جسم والی عورتوں سے سطح اٹھاتے  
 ہو، ہا پچھے کپڑوں اور اوس پنج مکاتات کے سوا نمہاری توجہ کسی طرف  
 منقطع نہیں ہوتی یا

سپاہیوں سے کہتے ہیں؛

"تم نمہادل کی راہ اپنے فریض میں اختیار کر دا در محض اتنی روزی برباد  
 غنائم کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ جو اسی نمہیں اخزوی زندگی کے  
 نتائج نک پہنچا دے.....؟ ویکھو اپنے خرچ کو اپنی آمدی سے کم رکھا کر دا  
 پھر جو نیچ جایا کرے اس سے مسافروں کی ملکیتوں کی مدد کیا کر دا۔ اس کے پچھے

۷  
اتفاقی رہ صاحب اور صفر و قوں کے لئے پہمانہ بھی کیا کرو۔“

مشائخ کو لکھا رہتے ہیں:

”ہم ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے جو محض لوگوں کو اس سلسلے مرضیہ

کرتے ہیں تاکہ ان سے ملکے وصولی کریں۔“

خواہم کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:

”اپنے مصارف دفعہ قطعہ میں تکلف سے کام نہ لیا کر دا، اگر تم ایسا کرو گے

تو تمہارے نفوس بالآخر ذائق کے حدود ناک پہنچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس

کو پروردہ رہتا ہے کہ اس کے بندے اُس کی آسانیوں سے فائدہ اٹھائیں

.... اتنے کافی کوشش کرو جس سے تمہاری صفر دنیں یوری ہوں

دوسرے کے سینوں کے بوجھ بینے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے ماں ک

ماں گ کر کھایا کر دیا تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اس طرح بیچارے

بادشاہوں اور حکام کے اوپر بھی بوجھ نہیں چاؤ۔ تمہارے لئے یہی

پسندیدہ ہے۔ کہ تم خود کماگر کھایا کر دا، اگر تم ایسا کرو گے تو خدا نہیں

معاش کی بھی را بمحاجھا ٹستے گا جو تمہارے لئے کافی ہو گی۔

اسے آدم کے بچے اپنے خدا نے ایک جاتے سکونت ہے رکھی ہجس

ہیں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے سیرب ہو، اتنا لکھنا جس سے بصر

ہو جاستے، اتنا کپڑا جس سے تن دھنگ جاستے، ایسی یوں جو اس کے

دہن ہمن کی جدوجہد میں مدد دے سکتی ہوتی یاد رکھو کہ وہ نیا کامل طور سے اس شخص کو مل چکی ہے۔ چاہئے کہ اس پر خدا کا فکر ہے۔

..... بہر حال کوئی شر اہ کمائی کی آدمی ہرور اختیار کرے ۔

ان انقرادی نقائص سے قطع نظر، شاہ صاحب نے سلطنت کے زوال کے اسباب "حجۃ اللہ البالغة" میں اجمال اور ان مکتبات میں جو آپ کے سامنے پیش کئے تھے ہیں، تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے حجۃ اللہ البالغة میں فرماتے ہیں:-

وَالْغَالِبُ سَبَبُ خَوَابِ الْبَلْدَاتِ فِي هَذَا الزَّمَانِ شَيْئاً كَمَا  
أَحَدُهُمَا تَضَيِّقُهُمْ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ أَن يَعْتَادُوا التَّكْسِبَ بِالْأَذْلِ  
مِنْهُ عَلَى النَّفَمِ مِنِ الْغَزَاةِ أَوْ مِنِ الْعَلَمَاءِ أَوْ ذِينَ لَهُمْ حُقْ  
فِيهِ - أَوْ مِنَ الَّذِينَ جَرَتْ عَادَةُ الْمُلُوكِ بِعِصْلَتِهِمْ كَالْزَهَّا  
وَالشَّعْلَاءِ وَلَوْجَهَ مِنْ وِجْهِهِ الْتَّكْرِي وَيَكُونُ الْجَدْلُ كَعَذْدَ  
هُوَ التَّكْسِبُ دُونَ الْقِيَامِ بِالْمَصْلُحَةِ فَيُدْخِلُ قَوْمًا عَلَى  
قَوْمٍ فَيُنْغَصُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَيُصَيِّرُوْنَ كَلَّا عَلَى الْمَدِيْنَةِ  
وَالثَّانِي ضُرُبُ الضرائبُ الثَّقِيلَةُ عَلَى الزَّرَاعِ وَالْتَّجَارِ  
وَالْمَتَّرْفَةِ وَالسَّنَدَلِ يَعْلَمُهُمْ حَتَّى يَقْصُنُ إِلَى الْإِجَافَ  
الْمَطَادِعِينَ وَاسْتِئْصَالِهِمْ وَالْمَتَّسِعِينَ وَلَيَبْلُغَ شَدَّدِيْلِ

وَبِغَيْهِمْ وَإِنَّهَا التَّصْلِحُ الْمَدِينَةَ بِالْجَبَابِيَّةِ الْمَسِيرَةِ وَ  
اَقَامَتِ الْحَفْظَةَ بِقُدْرَاتِ الْفَرْوَرَةِ فَلِيَقْبَلْ اَهْلُ الْوَمَانِ لِهُدَى

### النکتہ (باب سیاست المدینہ)

اے اس زمانہ میں ملک کی خرابی و دیرانی کے زیادہ تر دو سبب ہیں، ایک بیت المال یعنی ملک کے خزانہ پر سنگھارہ اور اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانہ سے روپیہ اس دنیوی سے حاصل کریں کہ وہ سپاہی ہیں یا عالم ہیں جن کا حق اس خزانہ کی آمدی میں ہے، یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام و اکرام دیا کرتے ہیں۔ جیسے زہد پیشہ صوفی اور شاعر اور دستے گروہوں میں سے جو ملک و سلطنت کے کسی کام کے بغیر کسی نہ کسی طریقہ سے روزی حاصل کرتے ہیں جو محنت کے بغیر ان کو ملتی ہے یہ لوگ ان کے اور دوسروں کے ذرائع آمدی کو نہ کر سکتے ہیں اور ملک پر بوجھ ہیں۔

دوسرے سبب کاشتکاروں، بیوپاریوں اور پیشہ وروں پر بھاری محصول لگانا اور ان پر اس بارہ میں سخنی بخوبی کرنا ہے، یہاں تک کہ جو چارے حکومت کے میطمع اور اس کے حکم کو مانتے ہیں وہ تباہ ہو رہے ہیں اور جو

اے عربی عبارت کا اور دشمن جناب مولانا سید سلیمان نذیقی کا کیا ہوا ہے۔

سکرشن اور نادینہ ہیں وہ اور سکرشن ہو رہے ہیں اور حکومت کے مخصوص

نہیں اور کرتے جمالانگ ملک اور سلطنت کی آبادی سنتے مخصوص اور فوج

اور عہد داروں کے بقدر صفت تقدیر پڑھئے چاہئے کہ اس زمانہ کے

لوگ ہوشیار ہو کر سیاست کے اس راست کو سمجھیں۔ ”

مکتبہ باستیں ان ہی بنیادی خرابیوں کی تشريح کی ہے اور زوال کے

اسباب متعین کئے ہیں۔

(۱) خالصہ کے علاقہ کا محدود ہونا۔

(۲) خزانہ کی قلت

(۳) جاگیرداروں کی کثرت

(۴) اچارہ داری کے ستم اثرات

(۵) افواج کے سوا جب کابر وقت نہ بلنا - دشیرہ وغیرہ

آج دوسو سال گزر جانے کے بعد بھی مو حین سلطنت سے غلیب کے زوال کے اسباب کا اس قدِ صحیح تجزیہ ہے کہ جتنا شاہ صاحبؒ اس طوفانی

دوریں ہوتے ہوئے کیا انھیں اس سے ان کی بے پناہ سیاسی تبدیلی کا انہماز ہوتا

ہے، انکوں نے ”جنت اللہ الی بالغدیں“ قمروں کے خروج و زوال سے مشتعل اپنے خیالات

کا اظہار اس طرح کیا ہے:

”اگر کسی قوم میں مدن کی سسل ترقی جاری رہے تو اس کی صفت و حرمت

اعلیٰ اکمال پر ہو پہنچ جاتی ہے اس کے بعد اگر حکمران جماعت آرام و آسائش  
اور رہنمائی و تفاہی کی زندگی کو اپنا شناخت بنا لے تو اس کا بوجوہ قوم کے کار بیکھڑتا  
پڑا تباہ طرہ جاتے گا کہ سوسائٹی کا اکثر حصہ جو اذون حسی زندگی بسر کرنے  
پر بحور ہو گا۔ انسانیت کے اجتماعی اخلاق اُس وقت بر باد دی جاتے ہیں  
جب کسی جہر سے ان کو انتقام دیتی گی پرمیو کر دیا جائے کہ اُس وقت وہ کوئی  
ایلوں کی طرح صرف روٹی کلنے کے لئے کام کریں گے جب انسانیت  
پر الیٰ معیبت نازل ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ انسانیت کو ان سے بخات  
دلانے کے لئے کوئی راستہ ضرور الہام کرتا ہے یعنی ضروری ہے کہ فدری  
الہیہ انقلاب کے سامان پیدا کر کے قوم کے سرے اس ناجائز حکومت  
کا بوجھا مار دے ॥

## حالات کو درست کرنے کی کوشش

شاہ صاحبؒ نے مسلم سوسائٹی کی تجدید و احیاء کے لئے جو سلسیل  
حد و جہد کی ہے اُس کے بیان کرنے کا یہاں موقعہ نہیں۔ یہاں صرف ان کی خدمات  
کے سیاسی پہلو سے بحث کرنی ہے۔  
متقہیمات میں فراتے ہیں اگر موقع و محل کا انتقام اہوتا تو میں جنگ کر کے  
عملاء اصلاح کرنے کی قابلیت پھر لکھتا تھا۔

”فلو فرض ان يكون هذاؤ الرجل في زمان واقتضت  
 الاسباب ان يكون اصلاح الناس باقامة الحروب و  
 نفثت في قلوب اصلاحهم لقاهر هذو الرجل بامر الحرب  
 ان تم قيام و كان اماماً في الحرب لا يقايس بالرستم  
 والاسفند يار وغيرهما طفيليون عَلَيْهِ  
 مستعداً و من مقتد و نبـ۔“ (ہدایات ص ۱۰۱)

حالات کا یہ اقتنا نہ تھا، بلہ اشاہ صاحبؒ نے اس زمانہ کی ہی مختلف  
 سیاسی طاقتؤں سے کام لیا اور ان کے ذریعے سے مہدوستان کی فضائی درست  
 کرنے کی بہشش کی۔ شاہ صاحبؒ پر سیاسی بد امنی، قتل و غارت گری، فتنہ  
 فساد کا بڑا اثر تھا وہ چاہتے تھے کہ ان سب مفسداتہ عناصر کی روک تھام کی جائے  
 تاکہ عام لوگ امن اور میں سے زندگی کی بسر کر سکیں۔ تفہیماتِ الہبیہ ہی میں باہدشاہ ہو  
 کی خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

الملاغال على ان تلنصبوا في كل ناحية وفي كل مسیر  
 ثلاثة أيام واربع أيام امير اعاد لا يأخذ للغطلو م  
 حق من الظالم ويقيم الحدود ويجتهد ان لا يحصل  
 فيهم لبني ولا قتال ولا ارتداء ولا كبيرة ويفشو الاسلام  
 واظهره بشوارعه ويأخذ بما يرضي كل احد ويكون امير

کل بدل شوکت یقدربه ماعلیٰ اصلاح بدل کو  
 لا یکون لہ شوکت یمتع بسببھا ولیھی عَلَى  
 السلطان و ینصب فی کل اقلیم لَبِرِ امیرا  
 یقدلہ القتال فقط یلُون جمعہ اثنا عشر الفا  
 من المعاہدین لا یخافون فی لومۃ لائِم یقاتلون  
 کل باشِ وعد فاذا کان ذلک فرضاء الملاع الاعلیٰ  
 ان یفتش جنیناً من النظamas المنزليَّة والعقو  
 ونحوها حتیٰ لا یکون شئیٰ الاموات الشرم حتیٰ  
 یامن الناس من کل وجہ۔ ” (تفہیمات ص ۲۱۶)  
 تو اس کے بعد ملار اعلیٰ کی ہر صنی یہ ہے کہ تم اے بادشاہ ہو! ہر غلاقہ  
 اور تین دن بیچار دن کی ہر سافت پر ایک صاحب بندی امیر کو مقرر  
 کرو، جو ظالم سے مظلوم کا حق رے سکتا ہو، اور شرعی حدود قائم کر سکتا ہو  
 اور اس کی کوشش کرے کہ ان کی طرف تے پھر سرکشی اور فساد پیدا نہ ہو  
 اور ارتزادر اور کبیرہ کا ارتکاب نہ کر سکیں۔ اسلام با کل فاشن اور  
 علما نہ ہو جائے، اس کے شعائر بالکل کھلکھل نظر ہر مول اور اپنے غصی  
 فراغ اور شخص اختیار کر لے چاہتے کہ برشہر کے امیر کے پاس اتنی قوت  
 شوکت ہو جس کے ذریعہ سے پئے شہر کی اصلاح پر وہ قابو پا سکے، مگر

اُتنی شوکت و قوت اُس کے پاس نہ ہو کہ اُس سے خود فتح اٹھانے لگے،  
اور بادشاہ وقت سے سرکشی کرنے لگے چاہئے کہ ہر اسلامی (اصحوبہ) میں ایک پڑا  
امیر کبھی مقرر ہو جس کے ذمہ نقطہ جنگ کی ذمہ داری عالمد کی جاتے، چاہئے کہ  
اُس کی فوجی تحریکت بگارہ ہزار مجاہدوں کی ہو جو اللہ کی راہ میں کسی ملکت  
سے خوفزدہ نہ ہوں اور ہر سرکش باغی سے جنگ کر سکتے ہوں، جب یہ  
ہوچکے تب چاہئے کہ منزلي نظماں اور عقود و معاملات کی جانب کی جائے  
اور اسی قسم کی دوسری باتوں کی کہ کوئی بات ایسی باقی نہ رہ جائے  
جو شریعت کے مطابق نہ ہو تو اسکے دو گل ہر لحاظ سے اُس دعایفیت کی نندگی  
بس سر کرنے لگیں؟

بادشاہ سازشوں میں اس طرح جگہ ہوتے تھے کہ حرکت بھی نہ کر سکتے  
تھے، پھر اپنے شاہ صاحبؒ نے سیاسی حالات کا یہ عنصر مطابق کریں کے بعد دو ایسی  
طاائفوں کو انتحاب کیا جن کے ذریعہ سے مقدس امام عثما صدر کی سرکوبی حاصل ہتھی۔

(۱) بخیب الدولہ (یعنی روپیلیہ)

اوہ (۲) احمد شاہ ابدالی

بخیب الدولہ کو شاہ صاحبؒ اپنے مکتبہ باتیں میں راس المجاہدین  
اور رئیس الغزاۃ کہہ کر پکارتے ہیں۔ ایک لکھنوب میں بخیب الدولہ کو تھکتے  
ہیں کہ:-

۱۴ اپنے معلوم حی شود آئندت کہ امر دزتا تا سید طمعت و آمیت مرحومہ در پردا

آن صمدہ رخیز طہور حی لکھد۔“

احمد شاہ عبداللی کو لکھتے ہیں

دریں زماں پادشا ہے کہ صاحب اقتدار و شوکت باشد..... نیز

ملازماں آنحضرت موجود نیست، لاجرم بر آن حضرت فرض عین ہست

نقہ سہند وستان کر زان یا۔“

شاہ صاحبؒ نے ان دونوں کے انتخاب ہیں بے پناہ سیاسی بصیرت کا ثبوت

دیا تھا، روہیلوں کی عسکری طاقت اور صلاحیت پر سرحد و ماقعہ سرکار نے

۵۱-۵۲ اپنی کتاب Fall of the Mughal Empire جلد اول صفحہ

پر بحث کی ہے چیب الدولہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس میں سچا ہیانا

بہادری، سیاسی نظریہ اور ریاضی اور صلاحیت جہانی سب کچھ تھا۔ (جلد دم سعی)

بلکہ وہ سولتے احمد شاہ دہلی کے اپنے تمام محاصریں میں لاثانی تھا۔

“He had no equal in that age

(۴۱۵ء II) (۷۰۸ء) except Ahmad Shah Abdali شاہ عبداللی تسلیم

شاہ صاحبؒ کی بالغ نظری، سیاسی بصیرت اور جنگائی تھی اسی کا  
اس سے ہر کوڑا درکیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انہوں نے دو ایسی عظیم المرتب شخصیتیں  
کو ایک جگہ جمع کر دیا ہیں کہ بیسویں صدی کا ایک شہرو ریورخ اکٹھا رہیں ہے

کی سب سے زیادہ قابل شخصیتیں تصور کرتا ہے۔

## جنگ پانی پت اور شاہ ولی اللہ صاحب

پانی پت کامیدان کارزارِ حقیقت میں شاہ ولی اللہ صاحب ع کا سچائیوں  
نقاوہ احمد شاہ ابد الٰی کو ہندوستان مدعو کرنے پر کیوں مجبور ہوئے؟ اس کو سمجھنے  
کے لئے ہندوستان کے حالات پر ایک طائر ان نظر ڈالنی ضروری ہے۔

نادر شاہ کے حملہ (۱۷۳۹ء) نے مغلیہ سلطنت کا سارا ڈھنچہ پے جان  
کر دیا تھا، مرکز سے علیحدہ عوپوں میں خود مختاریاں فائز ہو گئی تھیں۔ سعادت علی  
خاں نے اور ددھ میں اعلیٰ دردی خاں نے بُنگال میں نظام الملک نے دکن  
میں آزاد حکومتوں کی بنا ڈال دی تھی پنجاب میں سکدوں کا اقتدار برپا ہونے لگا تھا۔  
مغربی اور جنوبی علاقوں میں مرہٹوں نے تسلط فائز کر لیا تھا۔ اور بہار اور بیشہ  
بنگال کو تاختت و تلاج کر رہے تھے، دہلی میں ایرانی، تورانی نژاد پوسے  
خرد ج پر تھا۔ اُمراء آپس کے عیناً اور دوسرے فرقے کو شکست دینے کی خاطر  
مرہٹوں سے امداد لیتے تھے اور اس طرح مرہٹوں کا اقتدار دہلی کے ارد گرد کے  
علاقوں میں بھی ٹرپ درہا تھا۔

مرکز (۱۷۵۶ء) میں ملہار اور گراور رکھونا تھا اور نے شمالی علاقوں میں مرہٹوں  
کا اقتدار تباہ کرنے کا لیٹرا اٹھایا اور جہاڑوں کی امداد حاصل کر کے اکست (۱۷۵۸ء) کو

وہی پر حملہ کر دیا۔ نجیب الدولہ کو مجبور ہو کر صلح کرنی پڑی، پھر مرٹوں نے پنجاب کا رخ کیا، اور اپریل ۱۵۸۷ء میں لاہور پر قبضہ کر دیا اور آدینہ بیگ کو اپنی طرف سے پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ آدینہ بیگ کے مرے پر پنجاب میں گڑا بڑا ہوتی تو دنایجی سندھیا ایک بڑی فوج لے کر پنجاب کی طرف بڑھا اور عالات پر قابو پا کر سباجی سندھیا کو پنجاب کا گورنر مقرر کر دیا، یہ مرٹوں کے عروج کی انتہائی، اس عزیز معمولی کامیابی سے مرٹوں کے ہوشی بڑھ کتے تھے اور اب دنایجی سندھیا نے رد ہیلکھنڈ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ہندوستان کی تاریخ کا یہ نازک دور تھا۔ شاہان مغلیہ ان عالات میں بالکل بے بس تھے، انہوں نے اپس کے جنگلوں میں پھنسنے ہوتے تھے۔ شاہ صاحب نے اس موقع پر ایک طرف نجیب الدولہ کو تیار کیا کہ وہ ہمت اور مجرمات سے حالات کا مقابلہ کرے دوسری طرف احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی کہ وہ ہندوستان آگرہ مرٹوں کے تسلط سے خلاصی دلائے۔ طباطبائی نے لکھا ہے:-

مردم از دستِ شان (مرٹوں)، بجان آمدہ برائے ناموس و آبروئے

خود در فاہِ عالم شاہ ابدالی را به منت از دلایتِ مطلب داشتہ

ناور شاہ کے حملہ کے بعد مسلمانوں کی بیچارگی اور دمادنگی کی جو حسرتناک لخت

ہو گئی تھی، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے "جوہر" کر کے یعنی آگ میں جل کر خود کو ختم کرنے کا ارادہ کر دیا تھا۔ لے

یہ تھے ہندوستان کے وہ ہوش ریا حالات جن میں شاہ صاحبؒ نے احمد شاہ ایدالی کو ہندوستان بلایا تھا۔ مہنیں کہا جا سکتا کہ شاہ صاحبؒ اپنے مقاصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہو کہ جنگ پانی پت نے ہندوستان کی تاریخ کا ذخیرہ ہمیشہ کے لئے بدل دیا۔

## جنگ پانی پت اور اس کے نتائج

مرتبہ ۱۷۵۹ء کو احمد شاہ ایدالی نے پنجاب پر حملہ کیا ہاں اقتدار از سر ہوتا ہے کرنے کے بعد دہلی کا ارادہ کیا۔ تھا میسر کے مقام پر دہلی سندھیا نے مقابلہ کیا اور شکست کھانی، براری گھاٹ پر (دہلی سے ۰۔۰ میل کے فاصلہ پر ہے) دہلی کا خاتمه ہوا۔ جنکو جی سندھیا اور ملہیر راؤ ہو لگنے ایدالی فوجوں کو روکنے کی ناکام کوشش کی اپذیشو اک جیب ان حالات کا پتہ چلا تو سدادیوں اور بھاؤ کو جس نے حال ہی میں نظام کو شکست دی تھی اور جس کی پہاڑی کے افساوں سے دکن لے ملفوظات شاہ عبدالعزیز۔

را جپو توں کو حب شکست ہوتی تھی تو وہ اپنے ماں دمتراع اور اہل دیوال کو جلا کر خاک سرگردیتے تھا اور یہ کرسم جوہر کھلائی تھی۔

گونج رہا تھا، ابد الٰی کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ بھاؤ نے سراکست  
کی صبح کو دہلی پر قبضہ کر لیا اور شمال کی طرف پڑھنا شروع کیا، ۲۹ مارچ تو بہمن  
کو اس کانٹک پانی پت کے میدان میں پہنچ گیا۔

احمد شاہ ابد الٰی، یکم نومبر ۱۶۴۵ء کو پانی پت کے میدان میں پہنچا  
اور یہاں تک افغانوں اور مریٹوں کی مسلسل جنگ جاری رہی۔  
بالآخر ۳۱ دسمبر ۱۶۴۷ء کو مریٹوں کی شکست فاش ہوئی، سداشیورا و بھاؤ  
اور پیشو اکاپیٹا و شواس راوی میدانِ جنگ میں کام آتے اور بقول ایک مورخ کے  
”مریٹوں کی طاقت حتم زدن میں کافر کی طرح اُرٹائی۔“ سرحد و ناکھ مرکاری  
لکھا ہے کہ مہارا شاہ میں کوئی تھرا ایسا نہ تھا جس میں صفتِ مائم نہ بچھ لگتی ہوئی درد  
کی ایک پوری نسل ایک ہی معز کہیں غائب ہو گئی۔“

اگر سلطنتِ مغلیہ میں نفوذی سی بھی جان ہوتی تو وہ جنگ پانی پت کے  
ستانج سے فائدہ اٹھا کر پنے اقتدار کو ہندوستان میں پھر کچھ صدیوں کے لئے قائم  
کر سکتی تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مغلیہ سلطنت اس وقت ایک بے روح جسم  
کی مانند تھی۔ جنگ پانی پت کا اصلی فائدہ فاتحینِ جنگِ پلاسی نے اٹھایا۔

یہ سمجھ لینا غلط ہو گا کہ شاہ ولی اللہ صاحب یا احمد شاہ ابد الٰی انگریزوں  
کے خطرہ سے بے خرفا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں ڈر تھا کہ کہیں مغل بادشاہ  
کے نتالیں سے انگریز دل کو اپنا اقتدار قایم کرنے کا موقع شریل جاتے ہیں

وقت احمد شاہ ابد الی نے حملہ کیا تھا۔ شاہ عالم ثانی ہبھار میں تھا، جنگ پانی پت کے بعد احمد شاہ ابد الی نے شاہ عالم کو دہلی بلانے کی بے حد کوشش کی اور اپنا آدمی بھیجا جب ن آیا تو احمد شاہ ابد الی نے شاہ عالم کی والدہ نواب زینت محل سے خط لکھوا یا جس کا مضمون یہ تھا۔

شاہ عنشاہ (احمد خاہ) تلعیم آگئے ہیں جن تک کے ۲۰ رجب ہو

میں کیا مرتبہ ان سے ملی ہوں۔ وہ مختارے آئے کے بے حد فتنہ میں

..... میرے بیٹے! تم دعین رکھو کہ تمہارے آئے پر سب محاذات

ٹلے ہو جائیں گے..... تیمور شاہ نے خلوص و محبت سے مجھے تھنے

بیکھی ہیں، تمہارے بد خواہ بدگمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرئیں گے

تم ان کے کہنے میں ن آنا، میرے بیٹے تم جلد آ جاؤ، اگر خدا نخواستہ

شاہ چلے گے تو پھر تم نئی مصیبتوں میں بھنس جاؤ گے ॥ ۱ ॥

محاوم ایسا ہوتا ہے کہ احمد شاہ ابد الی نے انگریزوں کو بھی لکھا کہ وہ شاہ عالم

کو دہلی پہنچنے کے لئے ہر قسم کی سہولت دیں، ویسی طارٹ احمد شاہ کو لکھتا ہو

اے "If it should be Shah Shahr (Ahd al-daulah)

pleasure, he (Shah Alam) will be escorted

by some (British) troops to Delhi"

شاہِ عالم کو دہاں سے بُلانے کی کوشش اس لئے تھی کہ وہ انگریزوں کے اثر سے نکل آئے اور دہلی اگرا حمد شاہ کی موجودگی میں اپنی طاقت کا استحکام

کر لے!

## شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک کی اصلی نوادرت

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی سیاسی تحریک کو فرقہ دارانہ قرار دینا ان کی اساس فکر کو غلط سمجھنے کے منزادف ہو گا۔ شاہ صاحب کی تحریک بہت ہمیگیر تھی وہ سندھ و سستان میں رہنے والے ہر طبقہ کی نلاح و بہبود کے خواہاں تھے اور چاہئی تھی کہ عام احوال ایسا پرمکون اور پر امن ہو کہ مردگاں کی معاشی حالت مسکن جانتے، اور اوقصادی توازن جو مغلیہ دور کے آخری حصتیں بجزاً گیا تھا، صحیح طور پر قائم ہو سکے۔ اس سلسلہ میں مولانا عبد اللہ سندھی مترجم کے جیالات کی تشریح کرتے ہوئے مولانا محمد سرو رضا صاحب تھے میں — "شاہ صاحب نے خوب سمجھو لیا تھا کہ شاہ ہن شاہ ہمیت کا دو ختم ہو چکا، اب الگ کوئی حکومت بننے کی تو اس سے اساس کوئی اور ہو گا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے جس تحریک کی دار غیبلِ طالی وہ ہمیگیر تحریک تھی اُن کے پیش نظر پورا سندھ و سستان تھا۔ چونکہ ہرگز یہ سندھ و سستان کی قیادت اس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی اس لئے لا محالہ شاہ صاحب نے عام مسلمانوں سے خطاب کیا۔ لیکن شاہ صاحب کی دعوت کے اصول عام انسانیت کے اصول تھے، اُن کا لذور مذہب کی دسویں پرہیز، بلکہ مذہب کی روایت پر تھا، تاؤن کی ظاہری

شکل پر تہیں بلند تاون کی جان یعنی عدل و انسانات پر نظر چھانپنے والے مذاہدہ اپ کی اصل یہ چار اصول بتاتے ہیں۔

اول۔ خدا پرستی

دوم۔ عدل و انسانات

سوم۔ صحت و صفائی

چہارم۔ تربیت نفس

اُن کے نزدیک ہر ذہب کا فرض یہ ہے کہ ان چار مقاصد تک انسانوں کی بہنچی کریں گوئا ہر بیک طریقے الگ الگ ہیں لیکن ہر ذہب کی کوشش یہی ہوتی چاہئے۔ اس کے علاوہ شاد و سعادت نے یاسی دم مسالوں کی بھی ہر سی ہزار بیاناتی ہیں، اور مشہد شاہیت اور اُس سے پیدا ہونے والے مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا ہے..... شاد و سعادت سیلر کرتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قید و کسری سے نستدن دُنیا اور عصیت میں بیٹا کر کر انتہا اور قدرتِ اپنی بھی رہنمی کھلتی رہتا ہام کے ذریعہ اس روایتی تقدیر کر دے، اسی طرح آج کی حکمران ہوسائی یہی اُن احتجاجاتی مبارکوں سے کھوکھلی ہو چکی ہے، اور ظاہر ہے کہ اس کا مفہومی بینیانی نظر آکے۔ العزم مرثیوں، بالوں، سکھوں اور اس بندگی والے سری چہوئی چھوٹی تحریکیں اپنی بیکھریں ہوں گی لیکن اُن میں سے کسی تحریکیں نہیں ہوتے اور جو اگر یہ نظری کرو وہ ہندوستان

کی مرکزیت اور وحدت کو سجال رکھنے کی تدبیر سوچی، شاہ صاحب اپنے مجوزہ نظام میں اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے زمان کی مرکزیت اور سلطنتِ ہند کے اقتدارِ عالیٰ کو سجال دیکھنا چاہتے تھے، لیکن اس طرح سے کم مطلق العنان بادشاہوں کے بجائے انصاف کی حکومت ہو۔

”اب اگر کہا جاتے کہ اگر شاہ ولی اللہ کے فکر کا دامن استادیع تھا اور ان کے اجتماعی اور سیاسی نظام میں سارے انسانوں کو بلا تفرقی مذہب و ملت ایک سلوک کا مستحق سمجھا جاتا تھا تو پھر شاہ ولی اللہ کی تحریک لے فرقة دارانہ حیثیت کیوں اختیار کی۔ بات یہ ہے کہ پنجاب میں سکھوں نے صرف مغلیہ حکومت سے جنگ شروع ہئیں کی تھی بلکہ وہ کل مسلمانوں کے خلاف ہو گئے تھے، اس طرح مرہٹوں نے بادشاہی نظام کے اہل کاروں کو قتل ہئیں کیا بلکہ عام مسلمانوں کے مظالم کا نشانہ بنئے۔ ان حالات میں مسلمانوں کیلئے اسکے سوا درکوئی چارہ کا رہ تھا کہ وہ خود اپنی حفاظت کرتے تو میوں اور جماعتیں کی زندگی میں یہ منزل ایسی نازک ہوتی ہے کہ حضرتؑ اسی ایسے صلح کل اور ستایا پا مہرو محبت پیغمبرؐ اپنے حواریوں کو تلوار سنبھالنے کا مشورہ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ کی جماعت کا مرہٹوں اور سکھوں کے خلاف معزز کہ آرائیوں نانجیہ تھا اُن خاص حالات کا جن سے اس وقت مسلمانوں کو پالا چڑا۔ جہاں تک اصل حقیقت کا تعلق ہے شاہ ولی اللہ کی جماعت مغلوبوں کے تاج و تخت کے لئے ہئیں اڑای بھی وہ تو ان عالم انسانی اصولوں کو جن پر ان کے تاج کی بنیاد پر تھی زندہ

گرنا چاہتے تھے بھی وہ مسول شخص جن کے ذریعہ ہمارے خیال میں ہندوستان نیا جنم لے سکتا تھا۔ بہر حال انگریزی قسلطان نے تو سکھوں کو چھوڑا اور نہ مر مٹوں کا راج رہا۔ زمانہ دل گیا اور زمانہ کے ساتھ ہندوستان کے حالات بھی بدلتے ہیں، جب دشمنیوں کے اسایاں نہ رہے تو اب پرانی دشمنیاں بھی بے معنی ہیں ॥ ۱۷

### مکتوبات پر ایک نظر

پیشِ نظر مکتوبات شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے مکتوبات کے ایک ایسے ناد محبوسے میختب کے گئے ہیں جو ان کے عزیز شاگرد شیخ محمد عاشق پہلوتی اور ان کے صاحبِ نسلوں سے شیخ عبد الرحمن کامر تب کیا ہوا ہے، یہ مجموعہ دو جلدیوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں ۱۸۰ مکتوبات ہیں اور سری جلد ۱۷۰ مکتوبات پر مشتمل ہے، پہلی جلد شیخ عبد الرحمن نے مرتب کی تھی، جوانی میں ان کا استقال مونگید ان کے والد ماجد شیخ محمد عاشق پہلوتی نے اس کام کو جاری رکھا، اور دسری جلد میں ۱۷۰ مکتوبات جمع کر دیئے، دیباچہ میں خود فرماتے ہیں۔

اما بعد إفیر كثیر انتصیر احقر عباد اللہ العاذن محمد عاشق واضح میلید

کہ ولدی مرحوم عبد الرحمن غفرہ اللہ انتشارۃ و ادخلہ دار الجنان بسجی

تالیف مکتبات مبارکات حضرت مرشد الانام قطب العصر فردا نان  
 حضرت شیخ ولی اللہ فلک الدویلی فی الدوران احرارِ سعادت دد  
 جہانی فی کرد چون تحریر ب مکتب اشیف و ثانیین بعد المائتین رسید در  
 سنبه یک هزار دیک مسیو شفت داشت و آنی اجل را بیک گفتہ  
 سفر آخرت گزید حمد للہ علیہ سعدہ داعطا کرامۃ سابقہ پس این فقیہ  
 آن جلد بھاں مکتب تمام کرده جلدی شروع نمود حسبی اللہ د  
 لعمر اولکیل و فی کل الامور علیہ التوکل والتخویل

شاہ صاحب کے ان ۳۵ خطوط میں سے ۲۶ سیاسی مکتبات منتخب کر کے  
 پیش کئے جا رہے ہیں، میں اپنے ناموں جانب موبوی نیم احمد صاحب فرمدی امر وہ موبی  
 کام منون ہوں جنہوں نے یہ مکتبات مجھے عنایت فرمائے اور ان کی تصحیح میں سیری  
 امداد و اعانت فرمائی۔ ان مکتبات میں پہلا خط منخل با و شاہ اور وزیر اکر کے نام ہے۔  
 اس میں شاہ صاحب نے سیاسی زوال اور انتشار کے اسباب پر بصیرت افراد ز  
 گفتگو کی ہے اور ملک کے "اقتدارِ اعلیٰ" کو بتایا ہے کہ کس طرح حالات کی  
 درستی کی کوشش بار آور ہو سکتی ہے، فرمائے ہیں کہ "خالصہ کا علاقہ"  
 بڑھایا جاسئے تاکہ بادشاہ کو صوبہ داروں اور جاگیر داروں کی اقتصادی غلامی  
 سے بچات ملے، جاگیریں عطا کرنے میں احتیاط اور دوربینی سے کام دیا جائے  
 جیوں ٹیچھوئی جاگیری، سیاسی اور اقتصادی انتشار کا سبب ہیں جاتی ہیں۔

چھوٹے جاگیردار اپنی جاگیروں پر پوری طرح قابو مہنیں پاتے مجبور ہو کر ٹھیکہ دے دیتے ہیں، اس طرح اگر ایک طرف بظی میں اختلاف ہوتا ہے تو دوسری جانب شاشتکاروں پر مظالم ہوتے ہیں، صدری ہے کہ جاگیر صرف بڑے بڑے امیروں کو دی جاتے تاکہ وہ اپنی طاقت اور شوکت کے ذریعہ اپنے علاقوں کو قابو میں رکھ سکیں، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے بلا استشارة جاگیرداری کی مخالفت کیوں نہیں کی۔ اس سلسلہ میں دو باتیں قابلِ لحاظ ہیں:

(۱) قرونِ وسطیٰ کے سیاسی نظام اور حالات میں جاگیرداری ایک حد تک مندرجہ تھی، اور اس کو اس وقت تک قطعی نہیں مٹایا جا سکتا تھا جب تک پرے سیاسی نظام کی بنیادیں نہ تبدیل کر دی جائیں، سیاسی نظام کی بنیادیں تبدیل کرنا ان فرمانزوں کے بس کی بات نہ تھی، چنانچہ شاہ صاحب نے ایسی انقلابی تجویزیں کے سامنے پیش کرنی لائیں جیاں کی جو ان کے امکان سے باہر ہو۔

(۲) اس وقت ملک کا عام سیاسی ماحول حد درجہ خراب تھا، بظی اور استشارة نے حالات کو حد درجہ بگاڑ دیا تھا، اگر جاگیرداری کو بالکل ہی ختم کیا جاتا تو جاگیرداروں کا ایک بڑا طبقہ بغافت پر آمادہ ہو جاتا اور اس طرح بظی اور بڑھ جاتی، شاہ صاحب نے پوری حقیقت میں کاٹھوت دے کر صرف ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش فرمائی ہے جن کی موجودگی میں حکومت کی مشینی

بانکل حرکت ہی نہیں کر سکتی تھی۔

علاوہ ازیں اسی مکتب میں شاہ عماشؒ نے عذار لوگوں کو سزا دینے اور فوجوں

کو صحیح اصولوں پر منظم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے انھوں نے بادشاہ کو خاص طور سے  
اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ سپاہیوں کی تنخوا ہیں وقت پر ودی جائیں، اور ان  
میں نظم و ضبط کا اعلیٰ معیار قائم رکھنے کی سعی کی جاتے مقرر و صن سپاہی فوج کے لئے  
لعنث، اور قوم کے لئے ایک بوجھہ ہے وہ اُس وقت تک اپنی خدمات بجا طور پر انجام  
نہیں دے سکتا جب تک کاؤس کو مستقل "اقفیادی طمائیت" حاصل نہ ہو۔

آخر میں شاہ صاحبؒ نے بادشاہ اور وزرا اور کونٹننے کیا ہے کہ غفلت اور سُستی  
سے حالات خراب سے خراب تر ہو جائیں گے، انھیں چاہتے کہ عیش و نشاط کو ختم کریں  
اور ہمت و حُمرات کے ساتھ بقاتے سلطنت کے لئے کوشش ہوں، ایسی صورت میں تائید  
الہی بھی ان کو حاصل ہوگی اور فتح و فرست ان کے ہم رکاب ہوگی۔

اس مجموعے کا دوسرا خط احمد شاہ ابد الی کے نام ہے، یہ خط شاہ صاحبؒ  
کے ادیباً زکمال ممتاز نخدا می اور سیاسی بھیت کا شاہکار ہے، شروع میں مدد و رسان  
کے تاریخی واقعات مختصر اس طرح بیان کئے ہیں کہ ان کو سمجھ لینے کے بعد مذکور کی  
سیاسی نسبی شناسی کا کام ایک غیر مسلکی کے لئے بھی آسان ہو جاتا ہے فتنہ اور  
فساد کے زمانہ میں انتشار کے حقیقی اسباب کا تجزیہ بہت متکل کام ہے، انہوں نے انسان  
کی نظر طاہری حالات سے اس درجہ متناشر ہو جاتی رہے کہ اصلی سبب تک پہنچنے میں

نامکام رہتی ہے لیکن شاہ صاحبج نے سیاسی انتشار اور زوال کے اسباب  
کو حیرت انگریز سیاسی جمیعت کے ساتھ سمجھا اور سمجھایا ہے، راجپوتوں اور  
مرٹپوں اور جالٹوں وغیرہ کے تاریخی حالات بتائے ہیں ان کی اصلی قوت کا اندازہ  
کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح حالات پر قابو پایا جا سکتا ہے، چونکہ کی بعیت بتائی  
ہے اور مرٹپوں کے با اقتدار ہو جانے کے اسباب پر موئی خانہ نظر ڈالی ہے۔

نظام الملک کے مرٹپوں اور انگریزوں سے تعلقات پر اشارہ کرتے ہوئے  
دکن کے سیاسی حالات کو بیان کیا ہے، پھر بتایا ہے کہ مر ہے ظاہر میں کثیر تعداد  
میں معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں وہ قلیل ہیں ان کے ساتھ جو لوگ شرکیں ہوتے  
ہیں، ان کی تعداد دیکھ کر یہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ خود ان کی تعداد بہت  
زبردست ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کے ایک دستہ کو شکست دی جا سے  
تو ساری جماعت میں انتشار پیدا ہو جائے۔ فرماتے ہیں۔

”در اصل قوم مرٹپہ قلیل اند لمحت با یں طالعہ کثیر، در برہم زدن یک

صفت جماد کو لمحت ہے ایشان اند از ہم می پاشند و اصل قوم مرٹپہ ہے

ہمیں شکست منجیف می شود“

پھر فرماتے ہیں کہ جالٹوں کی طرف بھی توجہ صفر دری ہے دہلي اور اکبر آباد  
کے درمیان ان لوگوں کی ”گڑھیاں“ ہیں۔ مرکزی علاقے کے قلب و جگر میں ایسی  
مخالف طاقتلوں کا وجود سیاسی اختبار سے سخت خطرناک ہے، سڑاں مغلیہ کے

اکبر آباد اور دہلی کو عہد منزل دو جویلی، اس نے رکھا تھا تاکہ جاٹ اور راچھوت دونوں اُن کی شوکت و سلطنت سے مرغوب رہیں، دہلی کا اثر سہرمند وغیرہ پڑھے اور اکبر آباد سے راچھوت مانہ متاثر ہوا شاہ صاحب نے یہاں دن نئنہ ۱۰۰/- ۶۵۰/- کا ایک حصہ پر اپنیاں کرو دیا ہے۔

اس کے بعد جاٹوں کی طاقت کی اصلیت اور نوعیت واضح کرتے ہیں، اور اُن کی جمیعت کو منتشر کرنے اور طاقت کو نظر نے کاظریقہ جملے ہیں، لکھتے ہیں کہ جاٹوں کے قبضہ میں جو علاقت ہیں وہ اُن کے لپٹے نہیں ہیں، انکھوں نے دوسروں سے غصب کئے ہیں، اُن علاقوں کے اصلی مالک ابھی موجود ہیں، اگر کوئی اُن مالکوں کو مدد و مشتمل نہ کرے تو وہ خود جاٹوں کو اُن کے مقبوضہ علاقوں سے نکال کر بھینیک دیں اور اس طرح یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

جاٹوں اور مرسٹوں کی حالت بیان فرمائے کے بعد شاہ صاحب نے اُمراء اور وزراء کی سادشوں اور غذاریوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک غیر ملکی جو ملک کے حالات سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتا اُمرا اپر بالا سوچے اعتماد کرے اور کچھ اُن کی غذاری سے حالات اور زیادہ ناگفتہ لٹھ جائیں۔ ان سب حالات کو بتا دیتے کے بعد شاہ صاحب نے اقتضاوی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، لکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے محصولات میں، ۷۰ کروڑ سے کم نہیں۔ لیکن اُن کو وصول کرنے کے لئے غلبہ اور شوکت کی ضرورت ہے، اس کے بغیر

ایک کوڑی بھی حاصل نہیں کی جا سکتی جس علاقہ پر جاؤں کا تصرف ہے اُس کے محاصل ایک کرو رہے کم نہیں، ارجمند تانہ کا خراج ۲ کرو رہے، بنگال سے ایک کرو روپیہ سالانہ وصول ہوتا تھا۔ پھر اودھ کے حالات بیان کئے ہیں اور بتا یا ہے کہ صندر جنگ کی اقتصادی حالت ہی نے اُس کو بادشاہ کے خلاف علم بغاوت اٹھانے کی بہت دلائی تھی، ۲ کرو روپیہ اودھ کے محاصل تھے صندر جنگ ایک کرو روپیہ یہ صرف کرتا تھا اور ایک کرو رجع کرنا تھا، اس اقتصادی فراغت "نے بغاوت کی راہیں دکھا دیں۔

سلطنتِ مغلیہ کی اقتصادی برپاہی کا ذکر کرتے ہوئے شاہی ملازمین کی زیادتی، جائیداروں کی کثرت اور خزانہ کی فلت کے اثرات بیان کرتے ہیں، اور پھر بتاتے ہیں کہ ان سب بازوں نے سوداگروں اور صفت پیشیہ دوگوں کو تباہ کر دیا ہے اور وہ مدباو اربع نظم دینی میثت کی منتار فراہم کیا۔

شاہ صاحبؒ کو جس طبقہ کی تباہی اور برپاہی کا سب سے زیادہ خیال تھا وہ سوداگروں اور اہلِ حرفت ہی کا تھا وہ اس طبقہ کو ملک کی اقتصادیات کا مرکزی نقطہ سمجھتے تھے، ملک کی عام اقتصادی حالت پر اُن کے حالات اور بنیادی تصورات پر مجبوری حیثیت سے اگر غیر کیا جاتے تو معلوم ہو گا کہ وہ اس طبقہ کی برپاہی کو ملک کی برپاہی سے تغیر کرتے تھے۔

غرض اس طرح ملک کے سیاستی اور اقتصادی حالات بیان کرنے کے بعد

شاہ صاحب نے مسلمانوں کی غربت اور کسی پرہنایت علم گئیں لہجے میں گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ افلاس اور تباہی نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ :

"دریں زمانہ پادشاہ ہے کہ صاحبِ اقتدار و شوکت باشد و قادر بر شکست شکر

کفار و دو راندش، جنگ آزماء، یغیر ملائماں آنحضرت موجود و نیست لا جرم

برآں حضرت فرض عین است قصیدہ سیند وستان کر دن و تسلط کفار مرہٹہ

بر ہم زدن و ضعف کے مسلمین را کہ در دست کفار اسی را نہ اخلاص فرمود

اس خط کے نتیجے میں پانی پت کامیداں کارزار سجا، اس جنگ کی تاریخی اہمیت سے نارتھ کا ہر طالب علم متعلف ہے لیکن یہ حقیقت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مدرسہ حجمیہ کا ایک مدرس اس تاریخی جنگ کے نقشے تیار کر رہا تھا۔ اس خط کے مطالعہ کے بعد شاہ صاحب کی سیاسی خدمات کا ایک اہم پہلو روشن ہو جاتا ہے۔  
احمد شاہ ابد الی کے خط کے بعد بخوبی الدوڑ کے نام سات خطوط ہیں۔

ان مکتوبات سے اگر ایک طرف شاہ صاحب اور روہیلہ سردار بخوبی الدوڑ کے بآہی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف یہ چیز بھی پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ صاحب کس طرح اس زمانے کے حالات کا مطالعہ کر رہے تھے، اور کس جذب و اہمیک کے ساتھ سیاسی انتشار اور باریکی کو دور کرنے کے لئے کوشش کرتے تھے۔ وہ "راس المجاهدین"۔ "امیر الغراء"۔ "رئیس المجاهدین" کے خطاب سے

مخاطب کر کر اُس کے مذہبی جذبہ کو ممتاز کرتے تھے، اور کامیابی کی بشارتیں دے دے کر اُس کی بہت اور رُجُر آٹ کو بڑھاتے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:-

”دُر پر دَهِ عَنْبَرِ اَنْدَاخْتَنِ اِنْ دَوْفَرَتَهَ فَنَادَهَ يَعْنَى مَرْتَهَ دَجَتْ مَصْمَمْ  
شَرَهَ اَسْتَ“

پھر فرماتے ہیں جوں ہی تم کم تھت باندھو گے اُن کا طسلم پارہ پارہ ہو جائے گا۔ بعض خطوط کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو ابدالی فوجوں کی نفل و حرکت کا بھی علم رہتا تھا اور حالات و حالت دریافت کو لمحی طار کھ کروہ لوگوں کو بدایات دیتے رہتے تھے بخوبی شاہ صاحب سے متورہ لینا تھا اور مشکلات میں اُن سے رجوع کرنا تھا، ایک خط میں لکھتے ہیں کہ جب جنگ کے لئے گھر سے روانہ ہو تو فقیر کو اطلاع دے دینا تاکہ وہ خدا کے بتاتے ہوئے طرفیہ کے مطابق دعا کرتا رہے۔

جب صدقہ رجنگ نے جاؤں سے ساز باز کر دیا تو بخوبی شاہ کو خلک کھلکھلایا کہ غمزینی میں ارشاد فرمایا کہ غمزینی میں جاؤں کی شکست عالم بالا میں طے ہو چکی ہے، تھیں بالکل گھبرانا نہ چاہئے، اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اُن کی شرکیب ہوگئی ہے تو نا امیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

”فَهَذَا تَعْالَى اَدْسِتِ آنِ جَمَاعَةِ مُسْلِمِينَ بَنْدَ خَوَاهِ كَرْدَ، قَاتَلَ مُخْواهِنَدَ“

نجیب الدولہ کے بعد م خط شیخ محمد عاشق پھلتی کے نام ہیں۔ ان  
مکتوبات میں شاہ صاحب نے بادشاہ سے اپنی ملاقات کا حال لکھا ہے ملک  
کے عام حالات پر جگہ علیہ تشویش اور پر نیانی کا اظہار کیا ہے۔ ابد الٰٰی کے جملوں  
کی اطلاع میں ان خطوط میں اکثر جگہ ہیں۔ شاہ صاحب نے پھلت اور بلو دھرانہ  
کی سلامتی اور فوجوں کی پامانی سے بچنے کے لئے بہت ہی خاص سے دعا میں مانگی  
ہیں، اُنے ولے تواتر سے اکثر موقوتوں پر آگاہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ رضوان  
کے موقع پر پھلت میں اختلاف کے لئے شیخ محمد عاشق نے لکھا تو شاہ صاحب  
نے جواب دیا۔

”دیں حالت خازر انداشتن ... از آوابِ منصالح فاہر وہی نماید“

آخر میں متفرق خطوط ہیں جو سید احمد دہمیلہ، آصف جاہ، ملک محمد خاں بلوج  
نواب مجدد الدولہ، نواب عبد اللہ خاں کشیری اور حافظا جار اندھ کے نام لکھے  
گئے ہیں، ان خطوط کا مقصد ملک کے مختلف سیاسی یہودیوں کو اپنا ہم خیال بنالکہ  
حالات کی درستگی کے لئے تیار کرنا ہے۔

کوئے توفیق و کرامت درمیاں افگنده ملذ

کس بسیداں نبی اید سواراں را پڑھدے

کہہ کہہ کر عمل کی ترغیب دیتے ہیں، وزیر الملک آصف جاہ کو لکھتے ہیں کہ  
آل عزیز العقد رکا ہندوستان میں کافی اقتدار ہے ایم فیقر اس بات کے امیدوار

ہیں کہ آن عزیز "رفع مظلالم" اور تغیر رسم بدال کے لئے کوشش ہوں۔

شاہ صاحبؒ کے یہ مکتوبات اور فیضیت سے بھی بہت اعلیٰ ہیں امفوہوں نے صاف لیکن بامحاورہ اور پڑھ دوزبان میں ہنایت ہی اختصار کے ساتھ اپنے مدعا کو بیان کیا ہے بعارت کی شلگفتگی زور اور قاررت حیرت انگیز ہے، شاہ صاحبؒ نے اپنے مدلل انداز میں گفتگو کی ہے کہ ناممکن ہے کہ پڑھنے والا اُن سے متاثر ہوا اور ان کے نقطہ خیال سے ہمنوائی نہ کرے۔

### جامع مکتوبات

شیخ عبد الرحمن بن شیخ محمد عاشق پہلوتی کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی حیات ہی میں شیخ کے مکتوبات کے جمع کرنے کا خیال پہلیا ہوا چنانچہ امفوہوں نے اس مکتوبات جمع کر لئے۔ شیخ محمد عاشق حضرت شیخ کے عزیز ترین حرمیدی تھے، اس لئے شیخ عبد الرحمن کو ان خطوط کے حاصل کرنے کے بہترین موقع حاصل تھے۔<sup>۱۶۷</sup> میں ان کا استقال ہو گیا۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تغزیت کا خط لکھا۔

جبردشت اثر رسید۔ نہایم کہ در بر ابریاں چہ زیسم زیر اکہ حادثہ اتنی

شده است کہ در عالم البشریہ حادثہ شدید تر اداں نہی باشد۔<sup>۱۶۸</sup>

شیخ محمد عاشق نے اسی تغزیت نامہ کو دوسری جلد کا پہلا خطابنا کر اپنے مر جوں بیٹی کے عظیم الشان نام کی تحریکی کو کوشش کی۔ لہ

۔ ۵۔ حاشیہ صفحہ ۹۷ پر ملاحظہ فرمائیے۔

شیخ محمد عاشق کو شاہ ولی اللہ سے وہی نسبت ہے جو مولانا حسام الدین بیک کو اپنے مرشد مولانا اجلال الدین رومی سے، اگر مولانا حسام الدین کا اصرار ثنوی لکھنے کا باعث ہوا تو شیخ محمد عاشق کے پیغمبر تفاصیل نے شاہ صاحب سے حجۃ اللہ البا للغی عجیب عظیم الشان کتاب لکھ دیا تھا، خود شاہ صاحب تفہیمات اللہیہ میں فرماتے ہیں۔

هُوَ بِحَمْدِ اللَّهِ لِضَحْيٍ دُوَلَاءَ عَلَمِي وَهَافِظًا سَرَارِي وَ  
نَاطُورًا تَبَنِي بَلْ هُوَ كَانَ الْبَاعُثُ عَلَى تَسْوِيدِ الْكَثِيرِ  
مِنْهَا وَالْمُبَاشِرِ لِتَبَرِّعِهِ وَأَقْلَنَ أَنْ عَلَوْمَهِ تَبَقِّي فِي  
النَّاسِ مِنْ جَهَتِهِ رتفیعات ص ۲۵)

دہ سراپا میری تفیعت اور میری علم کا ذرا نہ ہیں میرے اسرار  
معادن کی تکمیل کا شرکت اور میری کتابوں میں عنز و فکر امن کا مشغله ہے بلکہ  
میری اکثر تابیں اُن ہی کی ستر کیپ سے لکھی گئی ہیں اور انکھوں سے اُن کی  
تیپھی کی ہے اندھے موقع ہے کہ دو گوں میں میرے علام اُن ہی کے  
ذریعے محفوظ ہیں گے۔

لے ان ۲۶ سیاسی ملکیات کے علاوہ (جو اس وقت پیش کئے جا رہے ہیں) یقینہ نہیں کہ تبلت  
جانب ماموں موروی نسیم احمد عاصب قیلد فریدی مرتب فزار ہیں، وہ مجرمہ کہی "سلسلہ الفتاویں"  
مشائخ کی جانب سے علائقہ شائع ہو گا۔

ایک موقع پر شاہ صاحبؒ نے اپنے اس عزمیز شاگرد کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

هذا امر منکر بدل و ایکم یعود، و تلک کلمۃ  
کنتم احق بہا و اهلہا و حق الرب المعبود،

(مقدمہ خیرکشیر ص ۱۲)

(میسر علی احادات کے) اس سلسلہ کا آغاز بھی تم ہی سے ہوا اور تم

ہی پر اس کا انجام بھی ہو گا اور ربِ معبود کی قسم کہ تم ہی ان "معاف"

کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل ہو۔

شیخ محمد عاشق شاہ ولی اللہ کے ماموں شیخ عبدی اللہ کے لڑکے تھے پھلت  
صلح مظفر نگر کے رہنے والے تھے اپنے دانے کے جیبد عالم تھے اور ایک ایسے  
گھرانے کے چشم و چراغ تھے جو عرصہ سے سلوک و احسان میں ممتاز رہا تھا،  
شاہ صاحبؒ کی صحبت نے سونے پر سہاگ کا کام کیا اور ان کی فطری صلاحیتیں  
پوری طرح انجاگر ہو گئیں، انھوں نے اپنے استاد کے افکار علمی کو اس طرح سے  
جذب کیا کہ شاہ صاحب سے پوری ہم آہنگ پیدا ہو گئی اور ان کی زبان کو  
حکمتِ ولی اللہی کے اسرار بیان کرنے میں کمال حاصل ہو گیا۔

و رسیں آئینہ طویلی عصفتم داشتند

آپچے استادِ ازل گفت ہمار جی گویم

شاہ عبدالعزیز صاحب نے ان کے سامنے زانوتے ادب لے کیا  
 اور اپنے باپ کے معارف کو ان کے شاگرد کی زبانی حاصل کیا اور سمجھا!  
 تناہ ولی اللہ صاحب نے پیشین گوئی درباری سختی کر "بوگوں میں میرے  
 علوم انہی کے ذریعہ سے محفوظ ہیں گے" بخوبی الفاق ہے کہ مکتوبات کا یہ  
 بیش بہزاد خیر بھی انہی کے ذریعہ محفوظ ہوا۔

### خلیق احمد منتظر امی

لکھار شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

---

کتبخانہ  
میوباتی

# مکتوب اول

## به جانب پادشاه وزیر و امراء

الحمد لله، وحده، والصلوة والسلام على من لا بنى  
بعداه وعلى أله وأصحابه أجمعين. أما بعد. این کلمه چند است  
که باعث بر تحریر آن نصیحت و خیرخواهی پادشاه اسلام ایده الله تعالیٰ  
بنصره و فرقه لما تمحب شویرضی و خیرخواهی امراء کبار و جمیع مسلمین  
اسن الله تعالیٰ آیه شاره است که اقا رسول الله صلی الله علیه  
والستبیم الدین النیصحت امیدواری از فضل پاری آن است که اگر بتواند  
ابن کلمات عمل کند تقویت امور سلطنت و بقاء دولت و رفع منزلت  
بلطفه و رحمی رسید. فرد

در پس آینه طولی صفتمن داشته اند  
اچه امتداد ازل گفت همان می گوییم  
کلمه اول. اصل اصول رکه صلاح دولت و رونق ملت همان تو اند

بود آنست که الحال برائے رضاۓ خداوے تعالیٰ و برائے حضرت عصر مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم لازم گرداند کہ چون فتح میسر می شود و عدو مخدوش، اول  
چیزے که بقدیم و کدام صفات آں کند جهاد بلا وجات <sup>لئے</sup> فتح قلاع وے  
باشد. درین کار فائدہ است دینی دینوی۔ ازان جملہ سرزنش ملائیں  
تابعد ازیں زیندارے ایں قسم شوخی و بیباکی نہ اندرید۔

کلمہ دویم۔ آنکہ خالصہ را کشادہ نہ باید ساخت، حضوراً اپنے گردان  
گرد شاه جہاں آباد است تا اکبر آباد و تا حصار و تا دریاے گنگ  
تاحد حدود سہر زند، سہمه اش یا اکثر شاخصہ شریفہ باشد کہ موجب ضعف  
امور سلطنت کی خالصہ و قلت خزان است

کلمہ سوم آنکہ جایگردان مخصوص با مراءے کبار باشد منصب داران  
ریزہ را نقد باید داد، چنانکہ در عصر شاه جہاں پادشاه مقرر بود. زیرا کہ  
منصب داران ریزہ بر جایگرات عمل نہیں یا بند و محتاج اجارہ می باشند. و  
در اکثر حال مفلس و بے خبر می شوند و تن بہ کارہاتے با او شاہی نہیں دہند۔

کلمہ چہارم۔ آنکہ جمعی کہ درین قته با غنیم رفیق شدند، لازم و مجب  
است کہ ایشان را بے جایگر و منصب و بے خدمت سازند، تا گوشتمانی باشد  
و دیگران و مثیل این حادثہ از جادہ حق نمک نہ گذرند

کلمہ پنجم۔ آن کہ ترتیب افواج با او شاہی پہ اسلوب شائستہ باید کرد

و این ترتیب سه وجہ تو اندر بود - یک آن که دار و عنه ها متفقون بسته صفت  
باشند - برای ایشان منصوب باید ساخت - اول آنکه بخوب باشد دوم  
آنکه شجاع و شفیق برای همراهیان خود باشد - سوم آن که خیرخواه باشند از  
تهدل باشند - دوم آنکه از ایشان که درین فتنه بی جی حرام نمکی روئے داده آنها  
معزول ساخته گردد - یعنی که درین ۳۰ روز متصدراً تردید شده اند ، داخل رساله ها  
پاییدند - سوم آنکه مواجب ایشان بغیر تعویق به ایشان رسیده باشند ، زیرا  
که در صورت تعویق محتاج به قرض سودی می شوند و اکثر مال ایشان خناب  
می شود و اکثر مال ایشان خناب می شود و بعده بخوب باشند -

کلمه ششم - آنکه رسم اجاره از خالصه باید بر اند اختر - این  
متندین کار خناس را در هر محل نصب می پاییدند - در اجاره دادن ملک  
خراب شود و رعیت پائمال و بدحال -

کلمه هشتم آنکه قاضی و محظب جمع را باید ساخت که منتهیم پرشوت  
باشند و متندین و مذهب اهل سنت و جماعت داشته باشند -  
کلمه هشتم آنکه بالکه مساجد روز مرد معهود بر و جه نیک می داده باشند  
و تاکید حضور جماعت و منع از تهیک حرمت رمضان و غیر آن پوجه بلیغ کرده شود  
کلمه دهم آنکه با انشاء اسلام و امراء کبار به علیش حرام مشغول  
نشوند از گذشتہ توبه تصویح بجا آورد و آندر اختناب نمایند ، بالفعل اگر  
..... کلمه هشتم .....

اين ده کله عمل نهایند اميدست که بقاء سلطنت و تایید عزیز و نصرت الٰہ  
 شیب گردد و مَا ذُنْقَى إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوْكِيدٌ وَالْيَمْنَى

---

# مکتب دو کم

## بنا م شاہی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على ائمه الاتخاف  
 الامثلان على رسوله شفيع المذهبين يوم الدين والهوا صاحبا  
 اجمعين - اما بعد ! این کلمه چند است که حمیت اسلام حامل بر عرض آنها  
 شده، خن عز و علا آن را بر مسامع غلیبه برساناد، وجود پادشاهان اسلام نعمت  
 است بغايت عظیم .... باید داشت که ولایت هندوستان ملک است  
 و سیع اویل ملوک اسلام درست بسیار بجهات بیشتر به دفعاتی داشتند ولایت  
 را مسخر ساختند - سو اسے دہلی کہ جائے نشست پادشاهان عاصی اقتدار  
 بوده است و هر زمانیه فرمانروائے علاحدہ بود، مثل بجرات، احمد آباد کے تسلط  
 پر والی جراتے داشت، و تسلط پادشاهیت دیگر و بنگاله درخت و تصرف حلکے  
 دیگر داود حمل سلطنت شفیع دیگر کراور ارسلان الشرقی گفتند و  
 ملک دکھن عبارت از پنج سلطنت است پرہان پور و برازویا و زکریا

و بیچاره که در هر ولاستی ازین پادشاه متنقل بوده است و در مالو  
حائکه جبار افرمای روا، هر یکی ازین موافق که نام کردند، پادشاه ہے غلیجه  
صاحب فسیح و صاحب خزانه می داشت - و هر کدامی در مملکت خود مسجد یا  
بناموزد و مدرسه ہا ساخته مسلمانان از اطراف عرب و گجرات استقال موزده درن  
مواضع حرمونج اسلام شدند و تا حال اولاد ہماں مردم یزیر طور اسلام قائم  
و ملک دیگر است که ییچگاه محل نشست پادشاه ہے از پادشاهان اسلام  
نشد و برکت حرف باقی مانده، الا آنکه پادشاه ہماں از منچه ک نزدیک حدود  
ایشان بود بارج می گرفتند، و آن ملک را چوتا نه است طبل او از حدود  
تہیته گرفته تا حدود بیگانه و بهار قریب چهل متزل و عرض او از نزدیک یک علی  
و اپسرا پاد تا حدود گجرات و اجین بست متزل، این بهار ملکے با وسعت است  
که گاه ہے نشست گاه ملک اسلامیه نشد، قسمه گوتا ہ پادشاهان یمیزور یعنی  
این از جانب خود منسوب ساخته اند با قوم را چوتا معاہدت و مناسبت  
پیمان آورده اند و آن جماعه را نوکر خود نامیده از شریان ہا مامون شدند -  
و دست از جهاد مطلق بازداشتند، و افغان فن تاریخ تمام ایں با جرافضل  
بعرض خواہندر سیده <sup>الف</sup>

با الجمله هر یکی نامی قسمی از کفار که ..... ریسے دارند، در  
اقصا و گنج از چند گاه سر برآوردن و خیع دلایت ہندوستان را احاطه

کرده‌اند. متأخرانِ سلوک تیموریه از جهت عالم دوران‌بیشی دکترت غفلت  
 و اختلاف فکر پرست خود ملک گجرات به مرسته<sup>للهم</sup> دادند، باز به همان سخت بیشی  
 دا سباب غفلت مالوه به آنها پسر دند و نام صوبه داری آنچنان‌بادند، رفتہ رفتہ  
 قوم هر میله قوی نمودند و اکثر بلایه اسلام را متصرف گشتند و از مسلمانان و مسنوی  
 باج گرفتند و آن را حکم نام نهادند یعنی ربیع حاصل الادبی دوامی و سے  
 چون رو ساتے ایشہ اولاد پادشاہان قدم اند و وزراتے و امراء اولاد  
 امراتے قدیم<sup>۱</sup> لاید هر مرسته با ایشان نوئے از مرقت بکار برده عمود در بیان  
 آدر و زیر و سلسه سلوک از طرفین جنبایشیده از انواع نملق مُتنا من کردند که اشتند  
 و اولاد کھن که اولاد نظام الملک هر جوم ..... گا ہے بالوائیں حیل میا  
 قوم هر میله چنگ اند اخته و گا ہے فرنگیاں را با خود رفیق گرفته شهر راتے  
 عنیتیم را مثل بُرہان پور و اوزنگ آپا و بیجا پور متصرف ناندند و اطراف و  
 نواحی را به هر مرسته که اشتند اغرا ی دو موضع خالص تصرف هر میله است با  
 براند اختن قوم هر مرسته آسان کاریست. اگر غازیان اسلام کریمیت بریندند  
 و وسیه صفت آنها بشکندند. در عمل قوم هر میله قلیل اند و متحقی به این طائفه کثیر  
 در پرم زدن یک صفت جماده کلیت به ایشان اند از هم می پاشند و اصل قوم هر مرسته  
 به همین شکست ضعیفی می شود چون او یا نیستند سیلیقه آنها فرامیم آوردن کفرت  
 افواج است که از سوره ملخ بیش تر تو ای گفت نه دلاوری و گونه بیراتی (۱۶)

غرضکه فتنہ قوم مرستہ دریند وستان عظیم فتنہ با است <sup>لله</sup> حق تعالیٰ خبر داد  
 کے را که این فتنہ را نشاند۔ قوم دیگر از کفا حبّت است لر مکن یعنی جما  
 در میان دہلي و اکبر آباد واقع است ایں ہر دو شہر بزرگ دو جویں بادشاہان بوده  
 است۔ تیموریہ گاہے در اکبر آبادی مانند نہ تنادی بیان بر راجپوتانہ فتح  
 گاہے در دہلي تاہیت ایشان بر سہر نہ دن و ناچ آں مستولی گرد د مرزا عان  
 مواضع ما بین دہلي و اکبر آباد قوم جب بودند پس احکام پریں قوم دز رمان شاه  
 جہاں پادشاہ آں بود کے ازین ہاپرا سپ سوار نشود و بندوق با خود نہ ارد  
 و قلعہ برائے خود بنانہ کنند۔ بعد ازاں رفتہ رفتہ پادشاہان از عالی آہنگ فلت  
 نمودند و آں ہافر صست یافته قلعہ بنا ساختند و بندوق با خود گرفته قلعہ طریق  
 آغاز کرند۔ اور نگات زیب مد آں وقت در وکھن مشغول قلعہ بیجا پور و حیدر آباد  
 بود۔ انا بخا فوج براتے تا دیب جب فرستاد و بسیرہ خود را بہادری فوج  
 معین نمود۔ ریسان راجپوتانہ بآں شہزادہ نقادر رزید ندو مخالفت پیش کردند  
 و اخلاقی دلشکر واقع شد و باندک فرد تمنی آہنگ اتفاق نموده فوج پادشاہی باز  
 گشت دنیز در زمان محمد فخر خ سپہ شورش ایں جماعت بجوش آمد قطب الملک  
 سکه دزیر بود، افواج قاہرہ فرستاد، و چوراں کہ میں آں قوم بود بعد محاربات و  
 مقابلات را ایشی بصلاح شد و اور اپیش پادشاہ آوردند و عفو و تقبیرات نمودند۔  
 جو اس نیزد در حقیقت خلاف مصلحت اسلام پر عمل آمد۔ باز در عهد محمد شاہ

طغیان و سرکشی ایں قوم زیاده از حد نبیهور آمد وابن عتم چور این کے سورج ملست  
 رمیس ایں جماعتہ شد و راه فساد پیش گرفت چنانچہ شهر بیانہ را کہ شهر قدیم  
 اسلام پو د و علماء و مثائخ از نمت ہفت مدرسال در انجا اقامت داشتند  
 قهراء و جپر آستصرف گئستہ ہمہ سلمان را بخواری اخراج نمودند. ازان باز ہر  
 روز سرکشی ایشان زیاده تر شد و سبب اختلاف و غلطی ملک دامراء کے  
 بآں نہ پرداخت۔ اگر بالفرض یکے فضیلہ تینیم او بحاظ مری آرد و کلائے سورج مل  
 پا امراتے دیگر رجوع نموده باوسے در ساختہ مشورہ پادشاه را برمی گردانند.  
 تا آنکہ در زمان پسر محمد شاه، صفحہ جنگ ایرانی خروج نمود و با سورج مل  
 متفق شد و بر شہر دہی کہنہ تافت آورد. جمیع اہل شہر کہنہ را غارت نمود۔ پسر  
 محمد شاه در شہر نظری دارازہ ہا محکم بستہ جنگ تو پچانہ سرکرد نیجھن فضل الہی  
 صنفدر جنگ و سورج مل بعد وسمہ ماہ خاتب و خاسر بازگشتہ طرح موافق  
 اندراختند چوں مردم پادشاه از جنگ عاجز شده پو دند و موافق ت آں اعداء  
 علیہست بار دہ شمر دند ازان باز سوکت سورج مل افزونی یافت۔ و امر  
 دو کر و دہی گرفتہ اقصیٰ اکبر آباد طول آزاد حدو دیسیاں تایفہ زان آباد د  
 شکوئی آباد عرضناً متصرف شد.... و اذان و صلوٰۃ مقدور کے  
 نہ کہ بہ پادرد، یک سال می شود کہ قلعہ الور کے مشرف بہ جمیع میواں است  
 سورج مل در لقرفت خود آور دہ ایچ کس ازار کان سلطنت را مقدمہ ورنہ شد

کہ ممانعت نہاید۔

محصولاتِ ہندوستان کم و سفت ہشت کرو نیت لیکن بشرط  
 غلبہ و شوکت دلائل درمے بدست نبی ایوب چنانچہ الحال دیدہ می شود جائیکہ جب تصرف  
 دار و محلی و صول یک کرو راست و راجپوتانہ یا آں و سعیت خود اگر پر سیر ہجہ  
 خلیج و فسح کردہ مشود کم از دو کرو نیت۔ در عہد محمد شام سراسال از بنگالہ یک  
 کرو مقرر بود و ہمیشہ صوبہ دار آنجا بلا قفق می فرتاد، یا وصف ادائے  
 ایں۔ بلن مالدار نزین امراء ہندوستان صوبہ دار بنگالہ بود، چنانچہ  
 با وجود بے نسقی دریں ایام ہم سفیہ کارنا دیدہ بوجوانے کے مسلط است بر  
 بنگالہ: گن نبیرہ ناظم قدیم آنجا است، صاحب خزانہ بلے شمار است  
 و سعادت خان ایرانی و بعد از وے صنفدر جنگ داما دا و صوبہ ادھر را  
 متصرف بودند، دو کرو ایں صوبہ عالم داشتند، یک کرو خرچ می کردند  
 یک کرو جمع می ساختند، و ہمیں مالداری حامل شد صنفدر جنگ را کہ بہ  
 با و شاہ خزو ج کرد۔

وہر ہم زدن شوکت جب تیز نزد یک تیزیر آسان است۔ ملکہا  
 کے در تصرف خود گرفته است از خود ش نیت، بلکہ از دیگر ان غصب کردہ  
 است۔ ہنوز بالکاں آں مواضع موجوداً نہ، اگر با و شاہ ہے صاحب شوکت  
 وعدالت و سرت مرحمت بر سر آنہا الگزار و، با سورج مل ہے مخالفت بر خیز

دیسان خویش در آویزند. این است حالِ کفار سهند وستان -

اما ماجرا سے حالِ مسلمانان این است کہ نوگران پادشاہ که زیادہ

از لکھ آدم بودند، پیاوه و سوار بعضی اهلِ نقدی و بعضی جاگیر دار. دار غفلت  
پادشاہان (نوبت) بجا کے رسید کہ جاگیر داران بر جاگیرات عمل و دخل نیا پسند  
و کسے غور نمی فرماید کہ باعث بے عملی است و چون خزانہ پادشاہ نماند نقدی هم  
موقوف شد، آخر حال تهمہ از هم پاشیدند و کاسه گداشی در دست گرفته اند، و  
از سلطنت بجز نامی باقی نماند. چون حال نوگران پادشاہ بایں گذشید،  
تباهی حال سارا اهل بلدان کو وظیغه خواران بودند یا سوداگران یا محترفه،  
قیاس باید گرد که چه حد رسیده باشد، با نوع ظلم و عینق معیشت گرفتار شده  
اند. علاوه این سه صنیع و عشرت چون قوم سورج مل و صغر رجنگ بر شهر کهنه  
دلی تاخت کرده به بے خانماں و پریشان دلے مایکشند، باز قحط منزو نژاد آن  
تازل شد، بالجملاء جماعت مسلمین قابل ترحم اند، درین وقت ہر عملے و دخلے که در  
سمه کار پادشاہی جاری است بدست ہنود است که مستصدیان و کارکنان  
غیر ای طائفه نیت، ہر دولت و ثروت کے همت در خانه های اینها جمع شده  
و هر ا فلاسے و مخچمه کے همت بر مسلمانان. — سخن در ان شد  
دار فاعده خنقا پیرون رفت. حا عمل کلام آنکه در ملک سهند وستان  
بلیه کفار بایں صورت است که دریان آمد و ضعف مسلمانان بایں -

در میں زمانہ پادشا ہے کہ صاحبِ اقتدار و شوکت باشد و قادر بر شکست  
شکر کفار و دور از دشیں ہجتگ آنما، غیر از ملائکا آنحضرت موجود نیت  
لا جرم بر آنحضرت فرض عین است قصیدہ نہ و تناک کردن ولطف کفار مرتبا  
بر سکم زدن و ضعفانے مسلمین را کہ در دستِ کفار اسی راز خلاص فرمودن،  
اگر غلبہ کفر معاذ اللہ بر بھیں مرتبہ ماند، مسلمانوں اسلام فرا موش کرند، و  
اند کے ان زمان نگذرد کہ قوئے شوند کہ نہ اسلام را دانندہ کفر را۔ ایں نیز  
بلاتے عظیم است کہ قدرت بر دفع آئی بفضلِ ایزد منان غیر آنحضرت لای  
میسر نیت۔

ما بندگانِ الٰی رسول خدا را صلی اللہ علیہ وسلم شیفع می آریم، و  
بنام خدا تے عز وجل سوال می نایم کہ مہت باہمیت را بجا ب جہاد کفار  
ایں نواحی مصروف فرمائید تا در پیشِ خدا تے عز وجل ثوابِ حبیل در نامہ اعمال  
آنحضرت بثت شود، در دریوانِ مجاہدین فی (حبیل) اللہ نام نامی نوشته  
شود در دینیا غنائم بے حساب بدستِ غازیان اسلام افتاد مسلمانوں از  
دستِ کفار سچات یا بند۔۔۔ بحدامی پناہم از آنکہ بدستور نادر شاہ  
بعمل آید کہ مسلمانوں را زیر و زبر ساخت و مر مٹھے وجھ را سالم و عنانم  
گذاشتہ رفت، ازان باز دولتِ کفار قوت یافت و جنود اسلام از هم پا شد  
و سلطنتِ دریلی بکثر لِ العبِ صبیاں گشت۔۔۔ معاذ اللہ۔ اگر آں قوم کفار

مسلم مانند و مسلمان افضل ضعیف، نایم اسلام ہم جاتے نہ خواہند ماند۔ اللہ اللہ  
 دلماحول دلاقوۃ الابا اللہ۔ خداۓ عزوجل در صفتِ مجاہدین می فرماید ﷺ  
 رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِنَ مَعَهُ أَسْتَلَّ أَعْلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءً بَيْنَ هُنْمَ تَرَاهُمْ  
 رُكْعًا سَجَدًا۔ الآیۃ۔ یعنی سخت دل اندہ بر کافر ایں، مہربان اندہ بر مسلمان ایں و  
 در صفتِ جمعیت کے باہر تڑاں جہا دکھنے افرمود۔ یا ایہا الٰئین امنوا من  
 یرتدَ مِنْكُمْ عَنِ الدِّينِ هُنُوفٌ يَا أَئِنَّ اللَّهَ بِقَوْمٍ كَيْبَحْشُمْ وَيَحْجُونَ  
 أَذْلَلَةٌ عَلَى الْمُعْصِيْنِ أَعْزَلَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجْعَلُهُمْ وَنَفَّ في سبیلِ  
 اللَّهِ ذَلِكَ لِيَخَافُونَ لَوْمَةٌ لَا تُلْتَلَكَ۔ یعنی خداۓ عزوجل دوست می دار د  
 ایشان را دا بیشان روست می دارند خدارا و متواتر عن اندہ بر ایتے مسلمان ایں سخت  
 دل اندہ بر کافر ایں، ازیں جامعلوم می شود کہ فتح اسلام ضعیف ہے میں جماعت  
 است کہ ہر جا مسلمان نے ہست اور اب نزل فرزندان پرادران یعنی روست می  
 دارند و ہر جا کہ کافر جو بی ایت ..... مانند شیریز یاں۔

پس واجب است کہ درین مجاہدات نیت تقویۃ اسلام بخاطر استقر  
 شوڈ چیز افواج قاہرہ در جاتے رند کہ مسلمان ایں و کافر ایں آنجا ہم کمیختہ باشند  
 باید کہ لستچیاں بہ استقلال آنجا تعین شوڈ و با آنہما تاکید شوڈ کہ جماعت از  
 ضعفائے مسلمین کہ در قربیات ساکن اندہ ایشان را در قبیبات و امسیار در  
 آرند و باز نسبتیں و قبیبات و امسیارات مانند تا بیچھ وجہہ مال مسلمان

غارت نشود و ناموس مسلمانه خلل نه پذیرد - در حدیث شریف دارد  
 شده که ذَوَالُ الدُّنْيَا أَهُونُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ قَتْلِ مُسْلِمٍ - سوره انبیاء  
 عليه من العصولة المهمة من التحيات الکملها (عازم) حدیث شذوذ بقصد عمره وكفار قریش  
 از دخول مکه مانع آمدند - آخر حال بالکفار صلح در میان آمد بعض کبار صحابه را پیش  
 دین یکوشید و راضی با آن صلح نگردند - حضرت سرور انبیاء صلی الله علیہ وسلم  
 بقول ابیثان التفات نه فرمود و صلح نمود - چون ازین سفر باز گشتند در راه سوره  
 افافختن نازل شد، حق بسجاهه حکمت وجود صلح و تاخیر فتح آنجا آشکارا فرمود  
 ولولا رجال مؤمنو و نساء مومنات لبر تعلم و همان تطهیه  
 فقضیکم مثهم معرفه بغير علم ليدخل الله في رحمته من يشلون  
 لو تزيلوا العذاب بذن الدين كفر و امنهم عذاباً أليمًا

یعنی چون مسلمانان را مضری می رسانید حکمت الهی تقاضا فرمود که این  
 مقصد را به مهلت سرانجام باید و کافران بطور یا بکره قبول اسلام کنند و  
 مسلمانان از گیر و دار مجاہدین محفوظ مانند، بعد ازاں بعد دو سال فتح مکه معتبر  
 گرفت و آن حضرت صلی الله علیہ وسلم پادشاه زده هزار کس قریب که رسیدند، و  
 اهل مکه به لطف و عطف داخل ربقه اسلام شدند و دست بیعت با آن حضرت  
 صلی الله علیہ وسلم دادند - درین قصه پادشاهان دورانیش دنادل همایب تبریر را  
 جیم حکم است تزییب، و آن آشت که در محل احتلاط مسلمانان با کافران حلم

تامی را کار فرما شوید و سخت کافران بگشیش را که بر سلمان اس تسلط یافته اند از نمایه  
متفرق سازند. بعد از آن سلمان اس خود بخود دست در دست پادشاه عادل دوراندیش

**خواهند داد و کجه لیله من لطف خفی  
یدق خفاه عن فهمیم الذکر**

چنانکه دو ای تلخ هر چند سودمند باشدند از مریضین با این غربت نماید  
طبیب حاذق آن را با شهد می آمیزد و همچنان پادشاهان عادل که بقصه، جمادی عدار  
الله متوجه شوید و آن جا سلمان اس خود و ریزه متفرق باشند و هر چنان و آبرو  
خود را سان و هر سان و گب طبیعت آن گیر و دار را ناخواهان. هر چنانکه بر سند  
فقیر از عزیز، و سادات و علمائے آن شهر را به الطافت شر و اندو الفاعم پادشاهانه د  
اوام دلاسا و مدارا محفوظ سازند تا آغازه لطف ایشان به احراق بلاد دور و نزدیک  
بر سردهم با همیم دست و عبارتے فتح پادشاه عدالت پناه بگذاشید. و از هنداست  
عز و جل شب در و دهیم است عالمایند که ایس آیتِ محبت به شهر ما فرد آید. آنهم لام  
والقدیم باید بنوید، و هر ما احتمال شکست مسلمانی باشد تو قت باید فرمود. علّه کفار را  
اول بر سرهم باید زد. و گرداگردد آن جماعت که کفار اسلام و جهاد مقدم باید داشت تا  
بی ترد و احتمال قتل مسلمانی نماید و بحصول انجامد. انتہای کلام می باید که بحسب  
حضرت خاتمه نبیا رساله علیہ الصلوٰۃ والسلام در حق پادشاهان اسلام و نصلح خلفاء  
را شدیدن در بابه حفظ آداب پادشاهی و لائق شود. ۵

اخرج البخاري عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ما استخلفت خليفة إلا ببيان تأمر  
 بالخير وتحظر عليه وببيان تأمر بالشر وتحظر عليه وأمروا  
 من عصمه الله - رأى جابر بن عبد الله (رحمه الله) عن ابن سارط  
 قال لما حضرت أبا يكربلا عن الله تعالى الرفاة أرسل إلى عيسى  
 ليس بخاتمة شر - قال له إني أوصيك بوصيتي أن حفظتها لمن  
 تكون شيئاً أحب إليك من الموت وإن صبيعتها لم يكن شيئاً  
 يغفر اليك من الموت ولو لم يجزئها أن لله تعالى عليك حقاً  
 في الليل لا يقبل في المنهار حتى النهار لا يقبلا في الليل  
 وإن لا يقبل ذلك حتى تدرك الفرق بينها وإن أخفقت موازين من  
 حفظها مازنت يوم القيمة بما تناههم باطل في الدنيا وحفظها  
 علىهم وحق الميزان لا تضمن فيه إلا باطل أن يكون حفيفاً داعياً  
 وأشاء قلت موازين من نقلت موازين يوم القيمة بما تناههم  
 الحق في الدنيا ونقول لهم عليهم حتى الميزان لا يضمن في إلا الحق  
 أن يكون ثقيراً لفان كنت حفظت وصيتي هذه فلا تكون عائلاً  
 أحب إليك من الموت ولا بد لك منه وإن كنت صبيعتها صحيحة  
 هذه فلا تكون عائلاً بغضنك إليك من الموت ولو لم يجزئها -

وَأَخْرَجَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ زَيْدَ الْبَامِيَّ قَالَ لَهَا أَصْحَى  
 قَالَ أَصْحَى الْخَلِيفَةُ مِنْ بَعْدِي بِتَقْوَى اللَّهِ وَأَصْبَحَ بِالْمُهَاجِرِينَ  
 الْأَوْلَى إِنَّ يَعْرِفُ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَكَرَامَتُهُمْ وَأَصْبَحَ بِالْأَنْصَارِ الدَّانِينَ  
 تَابِعُوَاللَّهِ رَوَالْإِيمَانَ إِنَّ يَقْبَلُ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَخْجُوُهُمْ مِنْ مُسْلِمِهِمْ وَأَصْبَحَ  
 بِالْأَهْلِ الْأَنْصَارِ فَاكِنَّهُ رَؤُونَ الْأَسْلَامَ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَجِيَاَةُ الْمَالِ إِنَّ لَا  
 يُؤْخَذُ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رَضِيَّهُمْ وَأَصْبَحَ بِالْأَعْرَابِ فَإِنَّهُمْ صَلَّ  
 الْعَرَبَ وَهُنَّ الْأَسْلَامُ إِنَّ يَلْهُذُهُمْ حِلْمٌ شَيْءٌ إِنَّهُمْ لَيَرْدِعُونَ فَقْرَأُهُمْ  
 وَأَصْبَحَ بِنَبِيِّ اللَّهِ وَنَبِيِّهِ رَسُولَهُ إِنَّ يَوْمَ لَهُمْ لِيَعْهَدُهُمْ إِنَّ يَقْاتِلُهُمْ  
 وَرَأَيْهُمْ وَلَا تَكُلُّ غَوْلٌ طَاقَتْهُمْ وَأَخْرَجَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ زَيْدَ  
 بْنَ عَفَانَ قَالَ كَانَ عَثَانَ حَنْفِي اللَّهُ صَحْنَهُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرِ بَكِيَ حَتَّى يَبْكِي  
 لِحَيَّتِهِ فَقَيلَ لَهُ تَذَكَّرُ الْمَجْنَةُ وَالنَّارُ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هَذَا قَالَ إِنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنَّ  
 مَنْ خَانَهُ فَهُمَا الْعِطَاءُ الْبَيْرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَهُمَا بَعْدَكَ أَشَدُّ مِنْهُ  
 وَأَخْرَجَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رِيَاحٍ قَالَ كَانَ عَلَى بْنَ أَبِي  
 طَالِبٍ إِذَا بَعْثَتْ سَرِيرَتِهِ وَلِيُأْمِرَهَا جَلَّ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَصْبَحَ بِتَقْوَى  
 اللَّهِ الَّذِي لَا يَبْدِلُكَ مِنْ لِقَائِهِ وَلَا مُنْتَهَى لَكَ دُونَهِ سِيمَكَ الدُّنْيَا  
 وَالْآخِرَةِ عَلَيْكَ بِالَّذِي بَعْثَتْ لَهُ وَعَلَيْكَ بِالَّذِي يَقْرِبُ إِلَيَّ اللَّهِ

فَإِنْ قِيمَاعِنَّ اللَّهِ خَلْقَاهُنَّ الدُّنْيَا - أَبْيَنْ إِسْتَأْنَتْ أَكْبَرْ لِعَلِيقِ الْمُجَاهِلِ لِتَبَوِيهِ  
دَرَآمَدْ وَأَكْرَتْ تَوْجِهِ خَاطِرِ عَاطِرِ بَارِ كَلَامَاتْ مِفْهُومَ شَدِيعَصْنَ سَطَالِبْ لِغَفِيرِ لَلَّاحَوْهَدِ رَسْهَدَه  
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا دَظَاهِرًا وَبَاطِنًا -

## مکتب سوم

جانب

### مجیب الدولہ

خدائے عز و جل آں امیرالمجاہدین را بنصر طاہر و تابید باہر شرن  
کناد، دایں عمل را بیتہر قبول رسائیده لکھرات غلیمہ و برکاتت حسیمہ بر آں مرتب  
گرداناد۔ از فقیر ولی اللہ علی عنہ بعد سلام مجبت مشام ناصح آنکہ دعائے  
نفترسلمین کرده می شود، اما زسروش غلبی نفحات قبول شنیده می شود، امیہدانت  
کہ خدائے تعالیٰ بر دست ایشان احیاء طریقیہ چہاد فرمودہ برکات آں عاجلاً  
و آجلاً فضیب کند۔

إِنَّهُ قَرِيبٌ مُجِيبٌ !

# مکتوب حَمَار

بجانب

## شیخِ الدوام

خداتے عزوجل آں امیر الغرات، رئیس المجاہدین را بفتوق تازہ  
و تشریف بے اندازہ محرنزو ممتاز ساختہ ابواب برکات بسلمین بکشا پڑے  
بکمال کریمہ ان قریب و مُجیہ، دراکثر اوقات مرجوہ ذیفہ و عائے  
خیر ادا کردہ می شود و بعض احیان نوید غلبہ اسلام بگوش ہوش می رسدا  
اگرچہ ایں معنی لعہد انتظار وہیں اذ کوشش ظاہر شود۔ بے دل نباید  
شد۔ لکل اجل کتاب۔ والسلام۔

---

# مکتوب خشم

دجروف

## بُحْرَى الدُّلَم

خداستے عزوجل آں ایسرالغزاۃ، رئیس المجاہدین محفوظ د محفوظ ندا  
وی علین عنایت ملحوظ دارا د بعد سلام و اصلاح آنکه رقمیہ کریمہ رسید، محمد الہی صبحت  
سلامت ذات سامی بجا آورده شد ادر پردہ عنیب براند اختن ایں دو فرقہ کھفالہ  
یعنی هرمٹہ وجہ مضمون شدہ است۔ موقوف بر وقت است ہمیں کوہ زیان کر  
ہمیت سبقیہ دور صد و قتالی آمد نہ طلسم کفرگان شاء اللہ تعالیٰ، می مشکنند، باقی  
ماں مظلومیہ دیگر چوں غیر افواج شاہیہ بہ دہلی داقع شود، اہتمام کلی باید کر د ک مثل  
ساین پا مال فلم نکر دد، ایں دہلی چندیں دفعہ منہب اموال د ہتک  
ناموس دیدہ انداز بہ ہمیں سبب درکار ہائے مظلوم بہ شاہی توقیت انتاد، اخز  
آہ مظلوماں کارہا دارو، ایں پا راگری خواہنہ کے کار دست لبستہ متبر شود و دن  
بلینے باید نتوو کے کے باسلمانوں و ذمیان دہلی کارہداشتہ باشند۔ داسلام

# مکوٰہ ششم

بطرت

## بچپ الدولہ

خداعے عزوجل آن منبع الحسنات، امیرالمجاہدین، ریس الغزۃ  
 را بفتوح خدازہ در کاتبے اذازہ شرف دمنمازگر داناو۔ از فقیر ولی اللہ  
 عفی عنہ، لکھتیں آنکہ اکثر اوقات بجانب محبوب لدعوات دعا کرده می شود کہ فرقہ  
 کفار میہزم و متصال سازد، امیدواری از فضل اول تعالیٰ آنست که عنقریب  
 بوجود آید، در سندستان سفر قدر از کفار بشدت و صلابت موصوف ایڈنا و قلیک  
 استیصال ایں سفر قدر نئی شود زباد شلبے ملین شدہ می لشیندانہ امراء و  
 نزعلیت بفراغ غاطری تو اندھیست، مصلحت دینی و دینوی ہر دو درال منحصر  
 است کہ بعد فتح مرہٹہ پید رنگ متوجه قلعجات جت شوند و آں را پنیر وے  
 بر کات غلیبیہ میسر فتح نہاید بعد ازاں نوبت سکھ آست، آنچہ عدا  
 نیز دیر دز برا باید ساخت، متنقیر نفعات الہیہ باید بود۔

مقدمہ مہم تر آن است کہ مسلمانانِ سہند وستان پر دہلي و په غیر  
آن چندیں صدماں دیدہ اند و چند بار نہب و غارت آزمودہ، کار دیہ  
انتخواں رسیدہ است جائے ترجم است، براتے خدا و براتے رسول خدا  
تاکید بلیغ باید کرد کہ متھرض مال مسلمانے نشود، دریں صورت اسید آشت  
کہ ابواب فتح پے در پے کشادہ گردد۔ اگر دریں امر تغافل شود بترسم کہ آہ  
منظوماں سد را مقصود گردد۔ والسلام۔

---

# مکتوب بہشتم

بطرف

## نواب سخیب الدولہ بہادر

خدائے عز و جل آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامرا ۰  
 بہادر را به فتوحاتِ تازہ و ترقیات بے اندازہ مشرف کردا ناد، از فقیر ولی اللہ علی  
 عنہ بعد سلام مودوت التزام واضح با وک فقیرزادہ ازان عالی مرتبہ پیغام زبانی  
 با بت غلبہ جنت برناوی ہی دہلی و سرکشی اونقل کرد و جواب آں مفصل در آں مقدسہ  
 درخواست لند، بناءً علیہ ایں چند کلمہ مردم می شو و حقیقت این است کہ فقیر در دعا قعہ  
 استیصال قوم جنت بہمان صفت کہ قوم مرتبہ متصال شدہ اند و دیدہ است  
 و نیز در عاقہ دید کہ مسلمین بہدیہات و قلاع جت مسلط شدہ اند و مسکن و ماواتے  
 مسلمین شدہ است۔ اغلب راتے آئست کہ روہیلہ اور قلعہ بے جات  
 اقامست کھنڈ ایں قدر دغیب الغیب مضموم و مقرر است، فقیر ادریں مقدمہ  
 شک و شبہ نہیت، اما سہنوز در عالم مملکوت صورت فتح ظاہر شدہ است امحتاج

توجه داشت بند گان خدا که درین کار ایشان را قائم ساخته اند هست پسون  
 ایں مقدمه داشخ شد صلاح دید ایں فقیر آنست که آس عالی مقام عزیز لقدر  
 بینت اعلام کلمه اللہ و تقویت ملت محمدیه علی صاحبها اصلوات وال تسیمات  
 در غاطر مضموم کشند و جهاد آس ملاعین شروع نمایند - روز بیکه از خانه بقصید  
 جهاد کوچ کنند، فقیر را اطلاع دهند، تابعه ریکه خدا تعالیم کرده است متوجه  
 شود - اسید واری از فضل حضرت گریم آنست که فتح عجیب دست دهد ، و  
 افواج آس ملاعین بر سرم خورد ، ایں قدر خود ہموار باید ساخت که چنگ اعداء  
 نشیب دفراندارد - به اندک خبر بیدل نماید - اذابتدار آفرینش حضرت  
 آدم تا ایوم کدام فتح بوده است که نشیب دفراندار است ، زیاده مبالغه  
 درین مقدمه عادت فقیر بینت ، آتا یک نکته داخاطر نشان خود بکشند که بعض معروف  
 ہمود که بظاہر نوکر شما دولت شما اند بد باطن میل بجا بآس ملاعین دارند نی  
 خواهند که قوم کفره متصال شوند ، هزار حیله درین مقدمه خواهند نیخت و بھر نزاع  
 صلح را در نظر آن عزیز القدر خواهند آراست ، در دل می باید بینت مضموم  
 که سخن آن جماعت شوتند و هر گز سخن ایشان میل ننمایند اگر میل سخن آس  
 جماعت نمودند نصرت متأخر می شود ، فقیر ایں مقدمه را چنان می داند که کویا  
 کے پیش خود می بینند - والسلام

# مکتوپ ششم

بجانب

## نواب نجیب الدوله همادر

خدائے عز و جل راس المجاهدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامراء بہادر را پر فتوحاتِ تازہ و ترقیاتیے اندازہ مشرف گرداناد۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام محبت التراجم واضح باشد مکتوب محبت اسلوب متفضن استعداد جهاد جات و استفسار اکل جماعت مسلمین با جات موافق شده اند، با آجمناعه چه نوع سلوک پایید کرده، رسیده، عمر میزان قدوسین، فتح جات در غیب، غیب مضموم است، درین باب آیع و سواس بخاطر شریف نہ رسد، ان شفاء اللہ تعالیٰ بدستور حرمہ میں که ہر دو صعن برادر شدند مانند طلس خواہ شکست، اک جماعت از مسلمین ہمراہ جات باشند تھی گل نہ واسوس نکنند، امیدوارم کہ غیر آنکہ بظاہر کثرت و شمان بنظر آیدا پیغ تقویش خواهد پیش آمد، خدائے تعالیٰ دست ای جماعت مسلمین بند خواهد کرد قتال نخواهند کرد انشاء اللہ تعالیٰ بمشال آنکہ شیراں در مرد گو سفندان در آیند

هرگز برا آن جماعت خواهد افتاد، از کثرت اعداد اندیشه نکند، و نه رفاقت  
 مسلمین با اخدادار — اراده خدا تعالیٰ بر سر غالب است سخن صلح اگر کافران  
 بخدمت شریف به حسیله عرض کنند، گوش سخن ایشان باید داشت، و اگر بعض مسلمانان  
 که نیست ایشان در اعلاءَ دین محمدی علی صاحبها الصلوٰۃ والسلیمات ضمیف است  
 اندیشه ها دور دور از مستوی کنند، آن را نیز استماع باید بخود، غیر استقاد  
 حرب و غیر شده درین کار محفوظ خاطر شریف نباشد. میان فقیر گل بعض گفتنی ت  
 مسلمانان و اندیشه ها باطل التماس بخود مفصل بیان کردند. پتاکیدت ام  
 نوشته می شود تا نفعی که برای رجهاد حیات کوچ کنند، فقیر را اطلاع دهند، انشاء الله  
 تعالیٰ از این وقت فتح بدعاَتی مشغول خواهد بود. والسلام

---

# مکتوبہ

بطرف

## بنجیب الدولہ

حقیل دعلی آس راس المجاہدین، رئیس الغرّاة، امیر الامرا و امیر مسند  
 خوت متمکن داشته اند ای خیرات، بمنخدمه طبیور آرد. از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام  
 محبت ای ام مکشوخت بااد، اپنے مدعیوں می شود آنست که امرود ناید ملت و امت  
 مرتومه در پرده آن مصدم بخیر طبیور می کند ما زیجع کمرد سواس بخاطر شریف راهیا  
 تهمہ کارها ان شا مدد تعالی ابریم را دودستان هست، و تهمہ دشمنان پامال سکونه ای  
 شاییاً دفعه آنکه حافظا بو ای خال مرضیک لپش است اخراج و تلاش که اتفع عیوب  
 پدنما پادشاهی نواند بود، و لپش او نیبا فزیده اند .....  
 سابق اشارتے بای مصنون مرقوم شده بود. والسلام

# مکتوب دام

بسام

## پندۀ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقائق و معارف آنکاه عزیزی القدر سجاده نشین اسلاف کرام شیخ  
محمد عاشق سلمه اللہ تعالیٰ، از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام محبت الیتام مطاع  
تمایند، الحمد للہ علی العافیة دی روز کفیقر از نماز جمیع پیش از وقت معتاد  
برخواست و زد و آں عزیزی القدر را رخصت نمود، اسباب آں همیں بود، که  
از دحام توشیش خاطر نداشت.

پادشاه و والده او آیدند، نخت در مسجد پند و بست زنانه کردند، عرض  
ازیں صورت آں بود که بی تکلف نشسته ساعتی توقف کنند، قریب یک پاس  
نشست و طعام هم حوزه و اکثر کلام او استفاده در امور رفاه غلن اللہ بود و  
تاسف بر آنکه اچه در آیام اغناکاف یعنی حبس برخود اترات هم نموده بود، لبھو رسید  
و آنکه کدام زلت از من صادر شده بود که صفا رفیع سنت شر شد، پیش ازیں در مقام

دویا ب مشاہد کے جمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرف ہی شدم، الحال میسر  
 نہی آپ، در آں سید ویا ذکر نہود، اول وقتیکہ رفیع الدوّلہ را پادشاہی  
 منصوب ساختہ بودند گفت پرسیدم کہ بعد رفیع الدوّلہ کرام پادشاہ خواهد شد  
 فرمودند روشن اختر، لعنتم بعد از دے، گفت دیگرے ہست گویا نیست  
 گفت بعد از دے، فرمودند تو، نہ پرسیدم تاکہ این معنی ممتند شود، و دیگرے  
 دقت کر قتل عام وقت نادر شاہ واقع شد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بخوب  
 دیدم گویا حصار می کند و بانگشت اشارت می کنم، پرسیدم ایں چیزیت ہے فرمود  
 آئتے عظیم واقع شد، حصار کر دم تا قلد محوٹا ماند، دیگر وقتی بخواب دیدم گویا آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم جیزہ درست بارک گورست می کند، فرمودند برائے نومی سازم  
 فیر طریقہ بیت با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخواست بیان کر دم و پڑھنے صورت  
 بارک آنحضرت اشارت نہود، گفت صبرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہ درویش رفیع الدوّلہ در روشن اختر دیده بودم حاضر ہن من ست، فیکر گفت اہم  
 نام پیش فاطر تحضر باید ساخت العمارنیں نماز در مسجد با فیقر خواندہ رخست شد  
 داتلام -

# مکتوب پا ز دم

بَنَام

پندت مولف (بیوی شیخ محمد عاشق)

حقائق و معارف آگاه و عزیز از قدر بجاوه نشین اسلافِ کرام شیخ محمد عاشق  
 سالمہ اللہ تعالیٰ از فقیر ولی اللہ عزیز عنہ بعد از سلام محبت هشام مطابعہ نہایت، الحمد للہ  
 والمنہ کہ دریں حادثہ عامہ عافیت نخیب شد، ایں محلہ رازِ حلوم نشد کہ فوجِ مخالف  
 آمدہ بودیا نہ از جہت دستبر فخرانی و ہم از جہتِ مصادرہ کہ برسر جویلی ہا مقرر شدہ بود  
 اذبیتے نرسید، عالمگیر اسابق اچھے گفتہ شدہ بود کہ دریں فتنہ شمار اسلامت  
 خواہ بود آں ہم بوقوع رسید، آل تنخاۓ الکریمے غبیط شد، الا آل تنخاۓ  
 اینجانب کہ وسخنگار کوہ دادہ نہ... الحال احمد شاہ درانی متوجه غزوہ جب  
 است، اچھے بوقوع خواہ آمد، فو شدت خواہ شد، اہل شہراز قتل خود بلامت نہ نہ  
 امامواد فاسدہ دراهم و دنایر کوہ مزانِ ایشان جمع شدہ بود، یہ راست قیدی کی ہبھم  
 رسید چانچہ جاتے عبرت است کہ ہر قدر کہ بجاہ و حمّت بشیرت بودند، در

قید و ضرب و چوب کاری پیش قدم شدند، الاما شمار الته نعما -  
والسلام

---

# مکتبِ وزادہ

بنام

## مولفِ معیٰ شیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر تجادہ شین اسلافِ کرام شیخ  
 محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیرِ لی اللہ عشقی عنہ بعد سلام مطاعہ نہایتِ الحمد للہ  
 علی العافیہ، امر و زادہ شنیدہ شد کہ تشویشِ خواطر آدرو کہ افواجِ قُرآنیہ بے طرف  
 باز ہمی رہد، آرے جہت تشویشِ خاطر پیدا شد، ہر حنپہ ملن غالب است کہ طرف  
 پہلیت و بودیانہ کارے نداشتہ باشد، بالجملہ از هنفیں الہی امیدِ قوی داریم کہ  
 خداۓ تعالیٰ اشنا ما از جمیع آفات سلامت دار دو ایں معنی از دل می جو شد  
 ہر حنپہ بحسبِ ظاہر تشویش می آید و نہ سیر اصلاح کردہ می شود۔

# مکتب سیر دهم

بِنَامِ  
پندۀ مولف (العیّن شیخ محمد عاشق)

حقایق و معارف آگاه عزیز القدر سجاده نشین اسلاف کرام

شیخ محمد عاشق سلمة اللہ تعالیٰ اذ فیروزی اللہ علی عینہ بعد اسلام مطالعہ نہایت  
الحمد للہ علی العافیۃ والمسئول من اللہ الکریم ان یہ بیم العائینہ لہا ولکم رفتہ  
کریمہ رسید، آمدن یہ مونج پہلیت بعافیۃ وسلامت معلوم شد، الحمد للہ علی ذالک  
موافق سعہود در اغتراف داخل شدیم، الحمد للہ علی التوفیق وعلی فتح ابواب المزید  
اچھے از قبل واردات احوال است نوشتمن آں چند اں مزہ مدارو، وانچہ  
از قبیل معارف است، ان شا ما شد تعالیٰ بعد فراغ نوشته خواهد شد.

اچھے فقیر را معلوم می شود آئست کے ابد آلی باز خواهد آمد۔ برائے کہت  
کفار دارالله دولت آں فرقی و بعد ان تمام موجود در ہمیں سر زمین جیا، ادای نہایت و تقاضا  
امر با وجود کثرت اوزار و تراکم لعن بجهت ہمیں دولت کفار پوہ است۔ والسلام

# مکتوب پچهاردهم

بسام

پندرہ مولف (معینی شیخ محمد عاشق<sup>ؒ</sup>)

خاقان و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین اسلام کرام

شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر فی الْدُّنْعَیِ عَنْهُ، بعد سلام مطاع عینہ بانید  
الحمد لله علی التحاء و المسئول من کرم العاقیة والمعافاة ولعفو  
فی الدُّنْیَا وَ الْمُحْرَة، نامہ مشکین شمامہ رسید و حقیقت مرقومہ با صنوع پیوست  
تبديل دل و جذبیل کاف و زیر و زبر ساغلن بلاد پناظری آید مسئول دریں حاویہ آنت  
کے دائرہ سو، بر قدم کفار افتد دیک مشت سلمان اس کے دریں بلاد عزیز یام افتاده اند  
در کنف عاقیت مانند افکار قریب مجیب، پر جپ قضاۓ الہی است لعزیز  
عزیز او ذلیل البينة متنشی است، طوبی مرآں جماعت را که تسلیم و رضا  
شعوار ایشان است مقالاً و حالاً طوبی مرآنجماعت را که بعد تسلیم و رضا لفخ  
از لفخات قدس که از مکن تدریی کل حافظ آں جماعه و ناصر آں قوم باشد۔ انش  
دلیتی اللہ الذی نزل الکتاب وهو بتول الصالحین - د السلام

# مکتوب پا نزدِ حکم

بِنَامِ

## پندرہ مولف ایضاً شیخ محمد عاشق

حقایق دعارت آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام از  
 فقیر دلی اللہ علی عنہ بعد سلام مطالعہ نمایند۔ الحجۃ بیشہ علی الحافظہ خط سید فتح اللہ  
 خان رسمیہ۔ یا حفیظ، بعد تجمل برائے خواندن نوشتہ شد۔ ختم تونہ فیں  
 یک ہزار و یک بارہ چند بار قبل و چند بار بعد درود بایں نفظ اللہ علی سید الفاظہرین علی عذر  
 رب العالمین، و چند لغویہ سلاح فرستادہ شد، و ایں فقرہ در خط ایسا  
 مندرج شدہ — سچا طرفی فقیر میں کہ اگر ایں سلمان از در یا عبکرنند  
 و یک بار جملہ بر جماعتہ هر ہیہ جست نمایند شانہ از نشانہ نہانے خدکے تعالیٰ  
 مشاہدہ اُفتند، آں ملاعین مانند طلسماں از ہم پا شد۔ اسلام

# مکتوب شانزدهم

بنام  
شیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاه، عزیز القدر سجاده نشین اسلام کرام شیخ  
 محمد عاشق سلمه اللہ تعالیٰ از فیقر ولی اللہ عقی عنہ، بعد از سلام میطاعمنا یند  
 نامه مشکین شمامه رسید و تمہل لکه که بسبب قرب افواج کفره مجره دران نواحی  
 واقع سنت معلوم گشت، از جناب رب العزت مطلوب آنست، که  
 قریب اعداء الحسنه را از جهنم آفات نگهدارد -

# مکتوب پنجم

بنام

## مولف یعنی شیخ محمد عاشق

..... نوشتہ بودند که چه خوب باشد اگر اغناطیف مرضان

در پهلوت واقع شود، فقیر این معنی بغاایت هر غذب است. اما اختلال حال شهر که روز نفتنه تازه گل می کند و ترس می دیگر در خواطر مردم می نشیند، در این حالت خانه و کس و کوئے را گذاشتند اما آداب بی صلاح ظاہر دور می نماید

همان مضرع مشهور مناسب حال می یابد <sup>و چه</sup>  
بجزی الربیاح بهما لا نشتهی السفن

# مکتوب بہشت هم

بنام

## مولف (معنی شیخ محمد عاشق ح)

حقائق و معارف آنگاه عزیز القدر رسجاده نشین اسلامی کرام شیخ  
محمد عاشق سلمه اللہ تعالیٰ، از فقیرین لی الشد عفی عنہ بعد از سلام مطاعت نمایند...  
..... اصل قصه آنست که در قع دهنه از آنچه واقع شده مجمع التحقیق است -  
چوں آمد آمد افواج اید الی بیجان بگشته میررسون گشت، آن خطره کامنه گل کرد و  
مشاورت در ای باب در میان آمد، بعد مشاورت مفرز کر دیکم که چوں کش کش  
تابه لا ہور رسد، در همان وقت قبلیه راه طرف پھلتاره از کنیم که دیکت قبل  
حدوث اندیفات از قبیل طیش است و تو قفت الی ما بعد بحوم از باب رعوفت تا  
حال ہم ہمار اندیشه مصمم است - لئے دایم آں معنی قریب الواقع است یا  
مت اخترتا میعادسے .....

# مکتوب نوار و مم

بجانب

رسانید احمد که از دیارِ هرودم رفته بیله استاد  
 بعد از سلام سذن اسلام از فقیر و مولی اللہ علی عنہ مطلعند  
 الحمد للہ..... یاراں که ایس طرف آمدند شکر بخاب بریافت آب طب اللسان  
 بودند که تخریض چویش رو ہمیلہ بر فاخت با دشاد اسلام در فح نہیں و قتل  
 از مسلمین بوضیع نبودند که زیاده ازان منصور شماشی فقیر از استماع ایں حکایت  
 بخایت مبلغ و مسرور شد و دعا بر علو مرتبہ ایشان در دنیاد آخرت ادا  
 نمود.....

---

# مکتوپہ بِتُّم

بیجانب

## وزیرِ الممالک اصفہان

الحمد لله وسلام علی عبادۃ الدین اصطفیٰ برخاطر عاطراں  
 فیقیر واضح شود کہ در ملکوت مقرر شدہ ک کفار ذلیل و خوار شونرو بعد ازاں بچند  
 مدت باعیاں رُسوا و خراب کر دند اگر آس شوکت و شہامت آب بریں ملائیں  
 کم رہت بہ بندداں یہ منوب بایشان شود و تمام عالم سخراشیاں کر دو و  
 سلبِ رواجِ لست و استقاماتِ دولتِ ایشان باشند رسیٰ تکلیل خواہد پڑو  
 دعوا ایڈلیل - اگر رسیٰ نکنداں یہ حبلہ خود بخواہ بجادت سماویہ ہلاک و مفعلاً دند  
 دریں صورت ایں معنی بایشان منوب نکر دو

کارِ زلفِ شست مرٹک افشا فی اما عاشقان  
 مصلحت را تھنتے برآموں سے جیں بستہ اند

چوں ایں معنی منقح و کد معلوم است لہذا آس عزیز القدر بے اختیار گفتہ نو شتہ  
می شود، وقت راغبیت داشند و در جهاد اعدام اللہ تعالیٰ دفعاً فی را کار فرما شوند

بعد چندیں کام و اسلح خواہ شد۔

وسوف تری اذا انکشف العبار

اَنْسِ سَعْتَ رَجُلَكَ أَمْ حِمَارَكَ

چون اطمینان تم مطلع بود و دستی دخیر خواهی داشن گیرا ز مبالغہ احتراز نداشت و سخن  
از میں فاش تر متفحور نہ شد۔ فرمد۔

گوستے توفیق و کرامت در میان افگنستانه اند

باشه

کس بسیدان ذرمنی آید سواراں را چهشد

سخن کہا محترمی خود در پرده ادایی کردیم ایں جا بے پرده نو شتہ شدنا اغذ رئماند  
والسلام والا کرام۔

# مکتب بست و کم

وزیر الممالک آصف جاہ مختتم بعض فصایح شرف یا فرم

..... آما بعد از فقیر ولی اللہ علی عنہ واضح شود خداست عزوجل

نکریم خود نویادہ سخرا اقبال رامبارک دسو و کناد در پرورش آں دوچھے سعادت  
پر و شہابے انداده دهاد، آین لفظیۃ الکلام آنکہ حکیم مطابق جل شانہ، آدمی را بدود جه  
مرکب ساخته بدن عضری که متقارضی شہوان حیثہ سنتوروح پاک که متدعی عفای حقہ و  
اعمال فافعہ است، لاجرم سعادت آدمی نیز به دو قسم باشد، شیخہ اہل فطرة سلیمانی است  
که ہر دو سعادت را جمع نمایند نہ آنکہ بریکی اختمار کنند اچنانکہ عذای سے روح ہم  
صرد ری ایست کہ سبب فقدانِ هراج روح از ہم می پاشد، رفع مظالم اہ  
مسلمین و ترویج دین و رسم نیک پیدا ساختن ہمہ سعادت در سعادت در سعادت  
است۔ والسلام

# کمیٹ ب پست ۹ دوم

## بجانب وزیرالممالک اسمحف چا

خدای عزوجل ترقیات بے نہایت دہاد و نعم ذارین مخطوط او از لعیم شامیں محفوظ داراد۔  
 اما بعد ابا پانفضل اللہ جا نبینہ (ما) استفسار بعض احوال منود نم۔ سخا طرفی قیر رسید کہ بیان  
 قلم داشخ باید ساخت، ایں ہمہ شدت ہائیکروئے می دهد با عنقدو فقیر بسبب تقابلیت  
 کہ از جنگ مرہٹہ بافتیار یا با هنطرار واقع شد، دراں آیام کہ فقیر آگاہ ساخته بود  
 عنایت غریب از پیش گاہ حضور کبکم ان لوگوں فی ایام دھر کہ لفخات الافتخر حضور  
 لہا۔ بشایہ باراں می بارید ہر چند قدر شامل جمیع حوادث اُمست در کار رفاهہ حکیمت <sup>الله</sup>  
 سره <sup>سنه</sup> ہرا مردابستہ بکفریت خوب صنی ماضی۔ اما فقینہ قطب خان افغان پس امیدواری  
 از نفضل حضرت باری آنست کہ منقرپ فروشنید و ظاهر آنست کہ آن شخص سرسریز  
 نشود و دعاۓ باطل خود را بست نیا سرو اپنے فقیر اعلام می شود آنست کہ آن  
 عزیز القدر منصور و مظفر مخطوط او مخطوط اند، پادشاه را دریں جاماندن بہترست

از برآمدن از شاهزادگان هر کراخواه سه راه گیرند، بقیة اسلام آن که  
آس عزمیز اند را خدا سے غزوہ جل سلطانی دریند و شان داده، ماقبل این مید  
در از پیدا کرد و ایکم که رفع منظالم و تغیر سیم بد و تزدیج دین میشین و افاقت امر  
..... داشاعت علم و نمازو روزه با حسن صورت بظهور آید، زیرا کو در طالع  
ایشان فرستے دسخاد نیجیب مفهوم می شد و هزارج ایشان صلاح و ذکا و عربت  
با سور خیر مدرک می بود از مقتنيات زمانه آنکه تا حال ایں معانی یزج گونه بجهود  
نه رسید، خدا کن کمن بعد تلافي مافات واقع شود. ایں قدر خود البتة کنارش مشود  
که هر چند مقدور باشد در برآنده اختن گرانی غل اسی فرمایند و غارت و تاریخ کو در طرف  
عالی شاستع شده، بقدر اسکان برآنده اختن آن اهمیات است. والسلام.

---

# مکتوب پرسنل سوم

بطریق

## مئاج محمد خاں بلوچ

رفعت و عوالي مرتبت عزیز القدر روزابن ماج محمد خاں محفوظ و مخطوطه داعیین  
 عنایت ملحوظ باشدند از فقیر ولی الله عزیز عنده بعد سلام مجتب التراجمد اضطر  
 آنکه مکتوب بیجت هسلوب متصنعن سرکشی یا ت جو طریق امیدواری از فضل باری  
 آنست که آن سرکش حربی را محدود و پامال گرداند، خاطر شریف جمع دارند —  
 درین حالت واجب آنست که آن عزیز القدر باموسی خاں و دیگر جماعت مسلمین  
 موافقت نمایند و با یک دیگر مصافحة و یک چشمی بعمل آورند و صرف طاقت و جهاد  
 اعداء بر تقدیم رسانند، اغلب که خدا است تعالیٰ پر برکت اجتماع مسلمین، و  
 حُسن عزیمت ایثار فتح تازه نصیب گرداند، خدا است تعالیٰ در قرآن عظیم  
 می فرماید ان تنصر و الله نیصر کرده، درین زمانه سبب غلبتی کفار و <sup>۵۵</sup>

مغلوب شدنِ سلیمان غیر ای علیت بیست که سلما نا... اغوفِ فضایی  
در میان آور دند. و هنود را دخیل کار و بار خود مساختند، ایشان البته استیصال  
کفار رخواه است: دورانه لشیها و تجاهها محمود است، آن‌ها تا اینجا که کافرها  
بر بلاعه سلما نا غالبه آیند و هر روز شهر دیگر پدست آورند، این وقت تحمل دورانه لشی  
بیست، وقت توکل است و شیرین است، واستعداد حرب کردن، و غیرت  
سلما نی را بخش آوردن - اگرچنان کندا غلب کنیم نصر و زیدن گیرد، اما اینچه  
نقیری داند جنگ جنگ مانند طلحه است که اول پرمهول و سهلیگیں می‌ناید  
چون بتولی داعمیا در صحن حضرت قادر حجج باش جانب توجه واقع شود ظاهر گردد  
که غیر متوجه بودیم بخوبی. توقع که از چگونگی احوال خود و کیفیت استعداد حرب اینچه  
میسر آید، اطلاع می‌داده باشند که این معنی سلسله جنبان دعاء محافظت و  
نصرت ایشان خواهد بود. والسلام

# مکتوب پر لیست و چہارم

لطف

## نواب مجدد الدولہ مہسادار

خدات عزوجل محفوظ و مخلوق طا د بعین عنایت المحفوظ واراد دریں  
ولاء فتحیہ کریمیہ قمن رومد اشکر و شرح راست صنیعیف ..... کہ آں را دریا  
خود ہا پختہ گنند رسید اعزیزہ الفدر میں ! فقیر ایں فذر می داند کہ ملکوت  
براند اختن ایں دو فرقن کہ هر سبھہ وجہت باشندہ ہضم است و بعض اشخاص  
کہ ہمت ایشان را در جل و عقد مثل ایں امور در جل دادہ انہ پیوستہ نامیو براند  
پہ دعاے استیصال ایشان الگریں سبیم عزم بر اہلاک ایشان لئی شود، ساعتہ  
خاعۃ داعیہ سہمت بر استیصال ایشان در دل ایشان لئی جو شید، اگر  
آندن آں شقی کہ محترب سلطنت تیموریہ است مشحق شود یقین کہ عدیق  
ان کمیدی میتین خواهد بود خاطر شریف جمع دارند۔ والسلام

# کلتب بست و پیم

بطرف

## نواب عبدالله خال کشمیری

خدارت عزوجل محفوظ و محظوظ و بعین عنایت محفوظ آراد. قلمه  
سامیه رسید و استفخار یکدی از اقامات در دیار حبیث کرده بودند، معلوم شد،  
عزیز القدر! از غیب بر دل جمع مکر را غایب دعا باستیصال هر دو فرقه فرد  
می آید. زینهار در میان ایشان نباید بود. خیر شرط است، اگر دیگر آیام  
غزمه حج کنند، از همه بهتر هم در دنیا و هم در آخرت. اگر میسر شود استقال از دارالکفر  
خدصروف است، اگر حج کنند انتشار اللہ تعالیٰ، بعد عود فارده ها خواهند دید این  
ایام هرچ و هرچ است، هرچ ادر سال تعطل در حوزه و حضرت باید بود. والسلام

# مکتبہ سیاست و ششم

بطریف

حافظ جارالله پیریابی !  
در آیا مے کہ برائے خج بڈیا ر عرب رفتہ بود

..... وقد وقعت بالدھلی دا ھیتہ عظیمة  
فنھب الکفار من قوم جتت . المبلقة القدیمة من الدھلی  
و محجزت الدول تعن دفعھم فنھبیت الاموال و انتھکت و  
حرقت البيوت ولكن الله تعالى خلصنى مع جمیع اهلي  
و ملی و بیوی من ایدیا م ..... وكانت الواقعۃ فی اوا  
ر حب سلیمان و استمرت الی او اخر سعیان ۱۹۵۶

ترجمہ ملتویات

# ترجمہ مکتب اول

بجانب

## پادشاہ وزیر و اُمراہ

بعد حمد و صلواۃ یہ چند کلمات ہیں جن کی تحریر کا باعث  
پادشاہ اسلام، اُمراہ اور جمہور مسلمین کی خیرخواہی ہوتی ہے جنور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ہے "آخر خواہی دین ہے" اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ اگر  
ان کلمات کے بمحبوب عمل کیں گے تو امورِ سلطنت کی تقویت، حکومت کی بقا و رُغبت  
کی بلندی ظہور پذیر ہوگی ۔

درپس آئینہ طوطی صفت داشته اند  
اُپچہ استادِ ازل لفت ہمار می گویم  
(معنی مجھ کی آئینہ کے پچھے طوطی کی مانند رکھا ہے، جو کچھ "استادِ ازل" نے  
کہا ہے وہی کہتا ہوں)

**کلمہ ادل:** - اصل اصول جس پر حکومت کی بہتری اور رُغبت بیضما کی

دونی موقوت ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے یہ بات لازم کر لیں کہ جب فتحیابی نسبیت ہو اور مخالف شکست یافتہ ہو تو سبے پہلی چیز جس کے اجراء کا معتبر طور اسادہ گریں، جماں کے خلاف اور ان کے قلعوں کے فتح کرنے کی جدوجہد ہو۔ اس کام میں دینی دُنیا وی دلوں قادر ہے ہیں۔ منجملہ ان ضروری کاموں کے بدعایتِ ملکی سرزنش کرنا بھی ہے، تاکہ کوئی زیندار انسان کی شوخی اور بیباکی کا خیال بھی نہ لائے۔

کلمہ دو ہم۔ یہ کہ خارجہ کو کشادہ تر کرنا چاہئے تھوڑو صد اہ علاقہ جو دہلی کے ارد گرد ہے، اگرہ، حصہ اور آئے گنگ، اور حدود سہرمنڈ تک سب کا سب علاقہ یا اس میں کا اکثر خالصہ ہو، یکونکہ امورِ سلطنت میں ضعف کا سب خالصہ کی کمی اور ضرر از کی قلت ہو اکرتی ہے۔

کلمہ سوم۔ یہ کہ جاگیر لاعطا کرنا پڑے بڑے اُمرا کے لئے مخصوص ہو پھر ٹھوڑے پسندیدہ داروں کو نقد دینا چاہئے (جاگیر نہ دی جائے) جیسا کہ عہدِ شاہجہان میں تھا۔ اس لئے کہ چھوٹے سفیب دار جاگروں پر فابوں ہیں پاتے اس لئے تھی کہ ذینے کی احتیاج ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ اکثر اوقات مفاسد رہتے ہیں اور اپنے آپ کو لا رہا ہے پاوشہ اسی میں پوری طرح مشغول ہیں کر سکتے۔

کلمہ چہارم۔ یہ کہ جو لوگ اس فتنہ میں غنیم کے ساتھی ہوتے ہیں

ضروری ہے کہ ان کو جاگیر منصب اور خدمت سے بیخ خل کر دیں تاکہ ان کے لئے یہ چیز سزا کے قائم مقام ہو جائے، اور وہ سب سے لوگ اس قسم کے موقع

پر "حق نمک" کی ادائیگی کے راستے سے نہ بھیں۔

**کلمہ پنجم۔** یہ کہ افواج بادشاہی کی ترتیب عمدہ طریقہ پر کرنی چاہیے

اور یہ ترتیب میں طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

(۱) وہ داروغہ مقرر کئے جائیں جو مندرجہ ذیل میں صفتیوں سے متفہم ہوں

الف۔ بخوبی ہوں

ب۔ بہادر ہوں اور اپنے ساتھیوں پر شفیق ہوں۔

ج۔ تہ دل سے بادشاہ کے پیغام ہوں

(۲) جن لوگوں سے اس فتنہ میں بلے غیرتی اور نمک حرامی سرزد ہوئی ہے اُن کو معزول کر کے دوسروں کو داخلِ رسالہ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ ملازموں کی تجوہ ہیں بغیر تاخیر کے اُن کو ملنی چاہیں، اس لئے کہ تاخیر کی صورت میں وہ لوگ سودی قرض لینے پر محبوہ ہوتے ہیں اور اُن کا اکثر مال فداع میں ہو جاتا ہے۔

**کلمہ ششم۔** "غالقہ" سے ٹھیکہ دہندگی کی رسم متوقف کر دی جائے دیندار، واقف کار امین ہر علیہ مقرر کر دیتے جائیں، ٹھیکہ دینے میں ملک خراب ہوتا ہے اور رعیت پامال و بدحال ہو جاتی ہے۔

کلمہ سیفِ تم۔ یہ کہ فاضنی و محتسب ایسے لوگوں کو بنایا جاتے جو رشوتِ متناہی کی تہمتِ زندگائے کئے ہوں اور مذہبِ اہل سنت و جماعت کھتے ہوں۔

### کلمہ ششم.....

کلمہ تہم۔ اللہ مساجد کو اپنے طریقہ پر تنخواہ دی جائے، نمانیا جماعت کی حاضری کی تاکید اور ماہِ رمضان کی بے محنتی کی ممانعت پورے طریقہ کی جائے، کلمہ دہم۔ یہ کہ بادشاہ اسلام اور اُمّہ اعظم ناجائز عیش عشرت میں مشغول نہ ہوں، گزشتہ گناہوں سے سچے دل سے تو بکریں اور آیندہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ بالفعل آئیں دس کلمات پر عمل کریں گے، مجھے امید ہے کہ بقات سلطنت، تائیدِ غیری اور نصرتِ الٰہی میری گی۔ وَمَا ذُقْتَ فِي الْأَبَابِ لَهُ

علیہ تو کلت والیہ آئیں ب۔ یعنی مجھے توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوگی اور اُسی کی ذات پر سیرا تو کل ہے اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

# مکتبہ دو مم

## کسی بادشاہ کے نام

بعد حمد و صلواۃ کے — یہ چند کلمات ہیں جن کے لکھے  
جانے کا باعث اسلامی حمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات کو گوشنِ مبارک  
تک پہنچا دے۔

بادشاہ ان اسلام کا وجود اللہ تعالیٰ کی ایک زبردست نعمت ہے  
..... جاننا چاہئے کہ ملکِ مہر دشان ایک وسیع ملک ہے۔ قدیم  
اسلامی بادشاہوں نے بڑی مدت میں بڑی جدوجہد کے بعد کتنی دفعہ ہبہ بنا کر  
اس ولایت کو فتح کیا ہے، علاوہ دہلی کے جو صاحبِ اقتدار بادشاہوں کا  
مستقر ہے، ہر علاقہ میں علیحدہ علیحدہ نزمازدا تھے، مثلاً گجرات، احمد آباد  
سماں علاقہ ایک علیحدہ حکمران سے تعلق رکھتا تھا۔ مہنگہ کا دوسرا بادشاہ تھا، بنگال  
ایک اور حاکم کے زیر حکومت تھا۔ اور دوسرے جدید ایک شخص کے زیر اقتدار تھا

جس کو سلطانِ الشرق، یعنی پورب کا بادشاہ کہتے تھے، ملک دکھن پائی  
حسب ذیل سلطنتوں کا مجموعہ تھا۔

(۱) بُرہان پور

(۲) بہار

(۳) اورنگ آباد

(۴) حیدر آباد

(۵) سیچان پور

ان پانچوں سلطنتوں میں سے ہر سلطنت کا ایک جد اکارن مستقل  
بادشاہ تھا۔

مالوہ کا بھی حکمران علیحدہ تھا، اور ان تمام مذکورہ علاقوں جاتیں میں  
ستے ہر ایک علاقہ کا بادشاہ مستقل طور پر صاحبِ فوج اور صاحبِ خزانہ ہوتا تھا  
ہر ایک بادشاہ نے اپنی اپنی حملہت میں مسجدیں تعمیر کرائیں، مدرسے  
قاویم کئے، عرب و عجم کے مسلمان اپنے اپنے وطنوں سے منتقل ہو کر ان علاقوں  
میں آگئے اور یہاں اسلام کی ترویج و اشتاعت کا باعث بنتے، اس وقت  
تک اُن لوگوں کی اولاد اسلام کے طور و طریقہ پر قائم ہے، ایک اور ملک بھی ہو  
جو کبھی کسی بادشاہ اسلام کے قبضہ میں مہنیں آیا اور وہ اپنے خالص غیر مسلمان  
طریقہ پر باقی رہا، اتنا نظر درہوا کہ بادشاہ ان راجاوں سے جوان کے حدود

میں نئے خراج لیا کرتے تھے۔ یہ ملک جس کا تذکرہ ہو رہا ہے راجپوتانہ کا  
ملک ہے، اس ملک کا طول حدودِ ظہر سے لے کر حدودِ بیکالہ و بہار تک  
چالیس نزدیک ہے اور عرضِ دہی و آگرہ سے لے کر گجرات و جین کی حد تک  
بیس نزدیک ہے یہی وہ با وسعت ملک ہے جو کبھی ملکِ اسلامیہ کی شستگاہ  
نہیں بنا۔ فتحہ محمد قصر پادشاہانِ مغلیہ نے راجپوتوں سے معافہ کر لیا اور  
اس گزہ کو اپنا ماخت قرار دے کر ان کی مخالفت سے مامون و مختارِ طہری کے  
اور جوگ سے دست کشی اختیار کر لی، واقفانِ فنِ تاریخ تفصیلی طور پر، ان  
و اتفاقات کو بیان کریں گے۔

غیر مسلمیں میں ایک قوم مر جہہ نامی ہے کہ ..... ان کا ایک  
سردار ہے اس قوم نے کچھ عرصہ سے اطرافِ دکن میں سرماٹھا یا ہے، اور  
تمام ملکِ ہندوستان پر اثر اداز ہے۔ شاہانِ مغلیہ میں سے بعد کے بادشاہوں  
نے عدم دورانیشی عقلت اور اختلافِ فکر کی بنا پر ملکِ گجراتِ مرہٹوں کو  
رے دیا پھر اسی شست اندیشی اور عقلت کی وجہ سے ملکِ مالوں بھی ان کے  
سپرد کر دیا اور ان کو دہلی کا حصہ بنا دیا۔ رفتہ رفتہ قومِ مر جہہ قویٰ تر ہو گئی اور  
اکثر بلادِ اسلام ان کے قبضہ میں آئی۔ مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں  
دولوں سے باج لینا مشروع کر دیا اور اس کا نام حچوکھہ (یعنی آبدی کا چو نفا حلقہ)  
رکھا۔

دہلی اور نواحی دہلی میں مرہٹوں کا تسلط اس وجہ سے نہ ہو سکا کہ دہلی کے رؤساؤ پادشاہانِ قدیم کی اور بیہاں کے وزراء اور اُمرا اور اُمرا تے قدیم کی اولاد ہیں، ناچار مرہٹوں نے ان لوگوں سے بیک گونز مردودت کا معاملہ رکھنے ہوتے عہد و پیمان کر لیا اور رداری کا سلسلہ جاری کر کے طرح طرح کی چالپوسی سے دہلی والوں کو اپنی طرف سے امن دامن دے کر چھوڑ دیا۔ دکھن پر بھی مرہٹوں کا قبضہ اس بنابری نہ ہو سکا کہ نظام الملک مرحوم کی اولاد نے بڑی بڑی تدبیریں لیں کبھی مرہٹوں کے درمیان میں بھوٹ ڈالوادی، کبھی انگریزوں کو اپنا فیق بنایا۔ اور بڑھان پور، اور نگاہ آباد، سجھا پور جیسے بڑے شہروں پر اولاد نظام الملک قابض رہی، البتہ اطرافِ نواحی کو مرہٹوں کے لئے چھوڑ دیا۔ المحتقر سواتے دہلی دو کھن کے خالص طور پر مرہٹوں کا تسلط ہے۔ قومِ مرہٹہ کا شکست دینا آسان گام ہے، بشرطیکہ عازیزانِ اسلام کی محنت باندھ لیں، حقیقت یہ ہے کہ قومِ مرہٹہ خود قلبیل ہیں، لیکن ایک گروہ کبیشِ آن کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس گروہ میں سے ایک صحف کو بھی اگر در ہم پر ہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اسی شکست سے ضعیف ہو جاتے گی ماچونکہ یہ قوم قوی ہنہیں ہے، اس لئے اس کا تمام تر سلیقہ ایسی کثیر فوج جمع کرنا ہے جو چینیوں اور ٹیڈیوں سے بھی زیادہ ہو دلا دری اور سلطانِ حرب کی بہتان اُن کے بیہاں ہنہیں ہے۔

الغرض قومِ مرہٹہ کا فتنہ مہندوستان کے امداد بہت بڑا فتنہ ہے<sup>۱۵</sup>

حق تعالیٰ بھلایا کرے اُس شخص کا جو اس فتنے کو دباتے ۔

غیر مسلموں کی ایک قوم جات ہے جس کی بودباش دہلی و آگرہ کے درمیان ہے، یہ دونوں شہر بادشاہیوں کے لئے دو حولیوں کی مانند ہے ہیں مغل پادشاہ کبھی آگرہ میں رہتے تھے تاکہ اُن کا وہ بہ اور رعب راجپوتانہ تک پڑے اور کبھی دہلی میں فروکش ہوتے تھے تاکہ اُن کی شوکت و سہیت سہر زدرا در نواحی سہر زد تک اثر ڈالے ۔

دہلی و آگرہ کے درمیان کے مواضعات میں قوم جات کا شستکاری کرتے تھے۔ زمانہ شاہجہاں میں اس قوم کو حکم تھا کہ گھوڑوں پر سوار نہ ہوں، بندوق اپنے پاس نہ رکھیں اور اپنے لئے گزصی نہ بنائیں، بعد کے بادشاہیوں نے رفتہ رفتہ اُن کے حالات سے غفلت اختیار کر لی اور اس قوم نے فرعت کو غنیمت جان کر بہت سے قلعے تعمیر کر لئے اور اپنے پاس بندوق رکھ کر سب ماری کا طریقہ شروع کر دیا۔ اور زماں نیب اُس وقت دکھن میں قلعہ سیجا پور و میدر آباد کے نشیخ کرنے میں مشغول تھا، دکھن ہی سے ایک فوج جاٹوں کی تادیب کے لئے اُس نے روانگی اور اپنے پونے کو فوج کا سردار مقرر کیا، رہیان راجپوتانہ نے اس شہزادے سے مخالفت کر لی، لشکر میں اختلاف واقع ہوا، جاٹوں کی لفڑی سمی عاجز می پراکتفاکر کے فوج پادشاہی والپس ہو گئی ۔

محمد فرج یسر کے دماغ میں اس جماعت کی شورش پھر جوش میں آئی

قطب الملک دزیر نے دہر دسرت فوجیں ان کی طرف بھیجیں۔ چورا من جو اس قوم کا سردار تھا بعد جنگ صاحب پر راضی ہو گیا، اُس کو بادشاہ کے سلطنت لائے اور تفضیلات کی معافی دلوائی، یہ کام بھی خلاف مصالحتیں میں آیا۔

پھر عہدِ محمد شاہ میں اس قوم کی سکشی حد سے متباہ و ذکر گئی، اور چورا من کا پچھا زاد بھائی سورج محل اس جماعت کا سردار ہو گیا اور فزاد کا لاستہ اختیار کیا، چنانچہ شہر بیانہ جو کہ اسلام کا قدم شہر تھا اور جہاں پر علماء و مشائخ نسات سال سے افاسست پذیر تھے اُس شہر پر قبہ رضیٰ وجہ اتفاقہ کر کے مسلمانوں کو ذلت و خواری کے ساتھ وہاں سے نکال دیا، اُس کے بعد سے سکشی برابر طبقتی گئی، بادشاہوں اور امیروں کے اختلافات دعقلت کی بنا پر کوئی بھی اس جانب منوجہ نہ ہوا۔ اگر یا الفرض ایک امیر اس کی تبلیغہ کا فقد کرے تو سورج محل کے کارکن دوسرے اُمراوں کی جانب چواع کرتے ہیں اور اس طرح بادشاہ کے مثودے کو ملپٹ دیتے ہیں پسِ محمد شاہ کے عہد میں صعدر جنگ ایرانی نے خرد ج کیا اور سورج محل سے سازش کر کے پڑا نی دہلی پر حملہ کر دیا اور نامام باشندگان شہر کہنہ کو لوٹ لیا۔

پسِ محمد شاہ نے شہر کے در فارزوں کو بند کر کے جنگ توبخانہ مشروع کی محسن خدا کے فضل سے صعدر جنگ اور سورج محل دو تین ماہ کے بعد

نام کامیاب و اپس ہوئے اور صلح و معاونت کی دار غیل شاہ ڈالی، چونکہ پادشاہ کے آدمی جنگ سے نجک چکے تھے اس لئے انہوں نے صلح کو غنیمت شمار کیا اُس کے بعد سے سورج محل کی شوکت ترقی پائی، ہمیں سے دو کوس کے فاصلہ سے لے کر آگرہ کے آذن تک طول میں اور میوات کے حدود سے فیر روز آباد و شکوہ آباد تک عرض ہیں سورج محل قابض ہو گیا کسی کی طاقت نہیں کہ وہاں اذان و نماز جاری کر سکے۔

ایک سال ہوا کہ قلعہ الور جو کہ تمام میوات کی خبر گیری کی تھے ایک جاتے بلند بھی، سورج محل اُس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا، ارکان سلطنت میں سے کسی کی مجال نہ ہوئی کہ وہ اس کام سے روک دیتا۔

ہندوستان کے محصولات سات آنٹا کر ڈر سے کم نہیں ہیں بشرطیکہ غلبہ دشوکت موجود ہو رہا ایک کڑی بھی ملنی مشکل ہے جیسا کہ اس وقت بھیجا جا رہا ہے جس علاقہ پر جات قابض ہیں وہ ایک کر در د پریمہ محصول کی جگہ ہے راجپوتانہ کا علاقہ اپنی وسعت کے باعث دو کروڑ روپیہ سے کم آمدی کا نہیں ہے بشرطیکہ ہر راجہ پر خراج مقرر کیا جائے۔ عہدِ محمد شاہ میں بنگال سے ہر سال ایک کروڑ کی آمدی تھی اور وہاں کا صوبہ دار ہمیشہ بلازوں قفت بھجن کرتا تھا اس رقم کی ادائیگی کے باوجود صوبہ دار بنگالہ ہندوستان کے اُمراء میں انتہائی مالدار امیر تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی کہ بنگال میں بے انتظامی ہے اور وہاں

ایک بے وقوف ناد اتف کار نوجوان یعنی ناظم قدیم کا پوتا مسلط ہے، بھر بھی  
 وہ نوجوان خزانہ بنیاد رکمال کا ہے سعادت خاں ایرانی اور اس کے بعد اس کا  
 واماد صفت دینگ صوبیہ اور حصہ پر قابض تھے، دو کروڑ اس صوبے سے وصول کرتے تھے  
 ایک کروڑ خرچ کرتے تھے، اور ایک کروڑ جمع کرتے تھے، اسی مالداری نے صفت دینگ  
 کے اندر بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کیا لے جات کی شوکت کو درسمم بریم کرنا  
 بھی تدبیر کے نزدیک آسان کام ہے، انہوں نے جو عمل فی اپنے قبضے میں کرتے  
 ہیں وہ ان کے ہنریں ہیں بلکہ غصب کرنے ہوتے ہیں، ان کے مواضع کے مالک بھی  
 نک، نزدہ موجود ہیں، اگر کوئی صاحبِ شوکت دعاالت پادشاہ مہربانی کا ہائے  
 اُن مالکوں کے سر پر رکھے تو وہ لوگ سودن حمل کے مقابلہ کے لئے اُنہوںکے  
 یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہندوستان کے غیر مسلموں کا حال تھا۔ رہا مسلمانوں کا حال  
 وہ یہ ہے کہ نوکران بادشاہ جو کہ ایک لاکھ سے زائد تھے، ان میں پسادہ و سوار  
 بھی تھے، اہل نقشی دجالگیر دار بھی تھے، بادشاہوں کی غفلت سے ذہت یہاں  
 تک پہنچی کہ جاگیردار اپنی جاگیروں پر عمل و داخل ہنریں پاتے، کوئی غور ہنریں کرنا کہ اس کا  
 باعث بے عملی ہے، جب خزانہ بادشاہ ہنریں رہا نقدی بھی متوقف ہو گئی، آخر کار  
 سب ملازمین تستر بتر سو کئے اور کاسہ لگائی اپنے ہائے میں لے دیا۔ مسلطت کا  
 بجز نام کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ جب ملازمین بادشاہ کا یہ بُرا حال ہے تو تمام  
 دیگر اشخاص کے حال کو جو کرو طبقہ خواریا سواد اگر باہلِ صفت ہیں صحفیں پر

قياس کر لینا چاہتے کہ کس حد تک خراب ہو گیا ہو گا، طرح طرح کے ظلم اور  
بے روزگاری میں یہ لوگ گرفتار ہیں اعلاوہ اُن نئی و مفلسی کے جب سورجِ مل کی  
تو م نے اور صندھ جنگ نے مل کر دہلی کے پڑنے شہر پر دھاوا بولا، یہ غیر سب کے  
سب بے خانماں، یہ ریشیاں اور بے ما یہ ہو گئے۔ پھر متواتر آسمان سے نخت  
نازل ہوا، غرضیکہ جماعتِ مسلمین قابلِ حرم ہے اس وقتِ عمل و خل سر کار پاتشا  
میں باقی ہے وہ ہمنو د کے ہاتھ میں ہے کیونکہ متقدہ می د کا کرن سوائے ان کے  
اور کوئی مہنیں ہے مہرہ سم کی دولت و ثروت اُن کے گھروں میں جمع ہے اذلا  
و مصیبت کا باطل مسلمانوں پر چھاہا ہے۔ بات طیل ہو گئی اور اختصار کے  
حدود سے باہر نکل گئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ملکِ ہند وستان میں غیر مسلموں  
کے غلبہ کی نوعیت یہ ہے جو معرضِ بیان میں آئی۔ اور مسلمانوں کا ضعف اس  
حد تک پہنچ گیا ہے جو لکھا گیا۔ اس زمانے میں ایسا پادشاہ جو صاحبِ اقتدار  
و شوکت ہوا اور شکرِ مخالفین کو شکست دے سکتا ہو، وہ راندیش اور جنگ آزمایا  
ہو، سو اسے آجخاناب کے اور کوئی موجود مہنیں ہے، لیکنی طور پر جنابِ عالیٰ پر  
فرضِ عین ہے ہند وستان کا فقدر کرنا اور مرتضیوں کا سلطنت توڑانا اور ضعفاتِ مسلمین  
کو غیر مسلموں کے پنج سے آزاد کرنا۔ اگر غلبہ کفر معاذ اللہ اسی انداز پر ہاتھ مسلمان  
اسلام کو فراموش کر دیں گے اور فتوڑا زمانہ نہ کذرے گا کہ یہ سیل قوم ایسی قوم میں جائیگی  
کہ اسلام اور غیر اسلام میں نہیں ہو سکے گی، یہ بھی ایک بیاناتے عظیم ہے، اس بلیں

کے دفع کرنے کی قدرت پفضل خداوندی جناب کے علاوہ کسی کو میرزا ہیں ہے۔  
 ہمیندگانِ الٰہی، حضرت رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَسَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو شفیع گردانتے  
 ہیں اور خدا سے عز و جل کے نام پر التاس کرتے ہیں کہ ہمتِ مبارک کو اس جانب متوجہ  
 فرمائ کر مخالفین سے مقابلہ کریں تاکہ خدا سے تعالیٰ کے یہاں پڑا ثواب جناب کے  
 نامہ انہال میں لکھا جائے، اور جاہین فی سبیل اللہ کی فہرست میں نام درج ہو جائے  
 دُنیا میں بے حساب غنیمتیں ملیں اور مسلمان دستِ کفار سے خلاصی پا جائیں۔ خدا  
 سے پشاہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو کوہہ ملنا بُل  
 کو زبردست کر گیا، اور مریضہ وجہ کو سالم دنایم چھوڑ کر علیتاً بنا۔ نادر شاہ کے  
 بعد سے مخالفین قوت پکڑ گئے اور شکرِ اسلام کا شیرازہ بچھر گیا، اور سلطنتِ دہلی  
 بچوں کا کھیل بن گئی۔ پشاہ بخدا اگر قومِ کفار اسی حال پر رہے اور مسلمان فتنیف  
 ہو جائیں تو اسلام کا نام بھی کہیں باقی نہ رہے گا۔

خدا سے تعالیٰ مجاہدین کی صفت میں فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِدٌ

مَعَهُ الْأَيْتَ۔ یعنی وہ غیروں پر سختِ دل ہیں اور انپوں پر مہربان ہیں۔

اس جماعت کے وصف میں جو مرتزووں سے مقابلہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ مَرَّتِ الْمُنَاحَةُ فَلَا تَكُونُوا مَعَ الظَّالِمِينَ

بِقُرْءَمِ۔ الْأَيْتَ۔

یعنی خدا سے تعالیٰ دوست رکھنا ہے اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں

خدا تعالیٰ کو وہ مسلمانوں کے سامنے نما شمع سے پیش آتے ہیں، اور غیر وہ پر

سخت ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ فتحِ اسلام اُس جماعت کو فضیب ہوتی ہے جس کی بیشان ہو کہ اگر کسی عالمِ مسلمان ہوں اُن کو وہ اپنے بیویوں اور سگے بھائیوں کی طرح رکھتے اور مخالفت کے مقابلہ میں وہ شیرنگ کی مانند ہو۔

پس واجب ہے کہ ان مجاہدات میں تقویتِ اسلام کی نیت کر لی جائے، جب اذانِ قاہرہ لیے مقامِ رہنمائی پر مسلمان اور غیر مسلمان دونوں ہٹتے ہوں چاہئے کہ منتظرینِ خاص طور پر ایسے مقامِ پیغمبرین ہوں اور اُن کو تاکید کی جائے کہ جو عمنیفِ مسلمان قربوں میں ساکن ہیں اُن کو فقبوں اور شہروں میں لے آئیں کہ منتظرینِ قربوں اور شہروں پر مقرر کئے جائیں جو اس بات کی کڑائی نکرانی کریں کہ کسی مسلمان کمال نہ لوما جائے اور کسی مسلمان کی عزت میں فرق نہ آئے پائے

حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ "اللہ کے نزدیک تمام دنیا کا زوال

"فیلِ مسلم کے مقابلہ میں ہیچ ہے" ، حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لفظ پر عمرہ جب حدیثِ شریف لے گئے، اور کفارِ قریش مکہ کے داخل سے مانع آئے آخر الامر کفار مکہ سے عملح ہوتی۔ اگرچہ بعض بڑے صحابہ میں سے ایسے تھے جن کی حیثیتِ دینی جوش میں آئی اور اس عملح پر راضی ہیں ہوتے تھے، لیکن

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول پر اتفاقات ہنپس فرمایا، اور  
صلح کر لی، جب اس سفر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے سورہ آتا فتحنا  
نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں صلح کی حکمت اور تاخیر فتح کی وجہ  
ظاہر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ افرینا ہے

وَلَوْلَا رَجَالٌ مُّوْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّوْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ  
تَـا عَذَ ابِي الْيَمَـا

اگر نہ ہوتے (ملکہ ہیں) کئی مرد ایمان والے اور کئی عورتیں ایمان  
والیاں جن کو تم ہنپس جانتے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم ان کو میں ڈالی کے  
پس اس کے نتیجے میں تم کو گناہ ہوتا بغیر داشت کے تو نقدیت خوب  
بالفعل ہو جاتی اور ہلہ فتح میسر ہوتی (خدا نے فتح کو موخر کیا) تاکہ  
داخل کر دے جس کو چاہے اپنی رحمت کے سایہ میں۔ اگر ہر دو فرقی  
ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تو ہم منکر دل پر (فی الرغیر) آفت  
ڈال دیتے۔

یعنی چونکہ مسلمانوں کو حضرت پیغمبر جانے کا اندر لیشہ تھا، حکمتِ الہی نے  
تفاضا کیا کہ اس مقصد کو مہلت کے ساتھ انجام دیا جائے تاکہ منکرین کسی نہ سببی  
طرح قبول اسلام کر لیں اور مسلمان مجاہدین کے غلبہ سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ  
صلح حدیثیہ کے دو سال بعد کے فتح ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار

ان شخص کے ساتھ مکتے کے فریب پہنچے اور اہل مکہ بہر طور دخلِ اسلام ہوتے  
اوہ شخصت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہوتے۔

اس واقعہ صحیح حدیث و فتح مکہ میں پادشاہانِ دورانِ دشیں کو حکمت کی  
عجیب و غریب تعلیم دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلم و غیر مسلم کے اختلاط کے مقابلہ پر  
حلم کا معاملہ کرنا چاہتے، پہلے مخالفینِ اسلام کو جو مسلمانوں پر تسلط جائے ہوئے  
ہوں متفرق کریں، بعد ازاں مسلمان خود بخود پادشاہ عادل و دورانِ دشیں کے  
ہاتھ میں ہاتھ دیا ریں گے۔

### ترجمہ شعر عربی

اللہ کی کتنی پوشیدہ پوشیدہ مہرایا نیاں ہیں جن کی پوشیدگی سے  
ایک ذکی و فہیم بھی بے خبر ہے ۔

جیسا کہ دوستے تلخ ہر چند فائدہ مند ہو لیکن مریض کی طبیعت اُس کی طرف  
زبنت ہنیں کرتی۔ طبیبِ حاذق، اُس کڑوی دوا کو شہد کے ساتھ ملاتا ہے،  
اسی طرح پادشاہانِ عادل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی طرف جس جگہ متوجہ  
ہوتے ہیں اور مرہاں پر جو مسلمان تنفر طور پر ہوتے ہیں اور اپنی جان و آبر و کاخون کرتے ہیں  
اور اپنی طبیعت سے اُس گیر و دار کو ہنیں چاہتے، وہاں پر فقیروں غریبوں  
اور سادات و علماء کو اپنے الطافِ حشر و ان اور انعام پادشاہانہ میں اور طرح  
طرح کے دلاسوں اور لنسیبوں سے محفوظ رکھتے ہیں تاکہ اُن کی مہرایانی کا شہرہ

دور و نزدیک شہروں تک پہنچ جاتے اور سب کے سب ہاگذاً مٹھاً اٹھا کر  
پادشاہ عادل کی فتح و نصرت کی دعائیں کریں اور خدال سے عز و جل سے شب روز  
یہی درخواست کریں کہ اے اللہ یہ رحمت کی نشانی پادشاہ عادل ہمارے  
شہر میں فروکش ہو۔

سب سے پہلے اہم اُس کے بعد بالترتیب اُس کے بچے درجہ کے  
اہم امور احجام دیتے جائیں جس جگہ کسی مسلمان کی شکست کا اختناک ہو دہاں تو  
کرنا چاہتے، جماعتِ منکریں کے کرد اکر جہاں مقدمہ رکھنا چاہتے ہاں کے بغیر  
اختناک قتلِ مسلم مذکور حاصل ہو جاتے۔ آخر کلام میں خانم الابیار صلی اللہ علیہ وسلم  
کی صیحت پادشاہ ان اسلام کے حق میں اور خلفاً تے راشدین کی فضیحتیں حفظ  
آدابِ پادشاہی کے باب میں لکھی جاتی ہیں۔

## ترجمہ و صایا و نصائح

ارشادات رسالت مأبیت صلی اللہ علیہ وسلم

بخاریؓ نے حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت لکھی ہے کہ وہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ شخص جو خلیفہ بتایا  
جانا ہے اُس کے دو دلی دوست را طلبی قوت (ہوتے ہیں ایک اُن میں سے اُس کو خیر و نیکی  
کی تلقین کرتا اور اُس پر آمادہ کرتا ہے، دوسرا اُس کو مشرکا حکم کرتا ہے اور اس کی

عنبت دل تاہیے اور محفوظاً وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ۔

### وصیتِ صدیقِ اکبرؒ

امام ابو یوسفؓ نے ابن سابط سے روایت کی ہے کہ جب کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا، انہیں نے حضرت عمر فاروقؓؑ کو ملایا پھر ان سے فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اگر تم اُس کو یاد رکھو گے نعموت سے زیادہ کوئی شے نہیں محبوب نہیں ہو گی اور اگر اُس وصیت کو تم نہ کھلادیا تو موت سے زیادہ کوئی شے نہیں رہے۔ اور اس وصیت کے پچھے سے نکل نہیں سکتے۔ وہ وصیت یہ ہے ۔

”اللہ تعالیٰ کا تم پردازیں ایک تن ہے کہ وہ اُس کو دن میں قبول ہنیں  
ہنیں کرے گا، اور ایک دن میں حق ہے جس کو رات کو قبول ہنیں  
کرنے کا (یعنی ہر حق کو ادا کرنے کے لئے ایک وقت مقرر ہے) اللہ ۴  
نفل اُس وقت تک قبول فرمائے گا جب تک فرض کی ادائیگی نہ ہو گی  
جن لوگوں نے دنیا میں باطل کی پریدی کی اور باطل کی پریدی کو سمعو لی چیز  
نقوی کیا اُس کی پا داش میں اُن کی میزان ملکی ہو جائے گی، اور میزان  
قیامت کا معاملہ یوں ہے کہ وہ ہمیشہ اسی صورت میں ملکی پڑنی ہے جبکہ  
اس میں باطل دھرا ہو۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں حق کا اتباع کیا ہوا کا  
اور اس کو اہم نقوی کیا ہو گا اُن کی میزان قیامت میں بخاری ہو گی۔“

اور میران بیس جب حق ہو کا اُس کا پذیر بھاری ہی ہو گا ॥

پس اگر تم نے میری اس وصیت کو بیاد کر لیا تو کوئی غائب شے موت کے مقابلہ میں محبوب ہنہیں ہونے کی، اور موت کا آنا یقینی ہے، اور اگر اس وصیت کو ضائع کر دیا رجھوں گئے تو کوئی غائب شے موت سے زیادہ مبعوض ہنہیں ہوگی۔  
 اور تم موت کو سرگز عاجز ہنہیں کر سکتے رہو ہتم پر غالب آکر رہے گی ।)

### وصیتِ فاروقِ عظیم

امام ابو یوسفؒ نے زبیدؓ سے روایت کی ہے کہ جبکہ حضرت عمرؓ نے وصیت کی تو فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈلنے کی ۔ اور وصیت کرتا ہوں مہاجرین اولین کے بارے میں کہ ان کا حق پہچانا جائے اور ان کی کرامت و عظمت لمحظہ رکھی جاتے اور وصیت کرتا ہوں انصار کے بارے میں، وہ انصار جہنوں نے داروایمان میں ٹھکانہ پکڑا ان کی خوبیوں کو قبول کرتے ہوئے ان کی لعنتیوں سے درگزر کی جاتے، اور اولادِ انصار کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اسلام کی جڑ اور عدو کے غصہ کا سبب ہیں کہ ان سے ان کی رضامندی کے بغیر ان کا زائد مال وصول نہ کیا جاتے، اور اعراب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں وہ اعراب جو اصل عرب ہیں، اور اسلام کے لئے مرکز طاقت ہیں کہ خلیفہ ان کے اموال کو لے کر ان کے فقراء پر تقدیم کر دے اور میں اللہ اور اُس کے رسول کے عہد کی پاسداری کی

بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے خہد کو پورا کیا جائے اور ان کی حفاظت کے لئے  
مقام کیا جائے اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ حکم نہ دیا جائے۔

### نصیحتِ حضرت عثمانؓ

امام ابو یوسفؒ نے حضرت عثمانؓ ابن عثمان کے آزاد شدہ علماء  
حضرت ہانی کی روایت نقل کی ہے کہ ہانی نے کہا کہ جب کبھی حضرت عثمانؓ کسی قبر کے  
پاس کھڑے ہوتے تھے تو زارزار دتے تھے یہاں تک کہ آپ کی دارصی ترمذی بھتی  
اُن سے کہا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اُس پر تورتے ہمیں فبر پر  
کیوں روایا کرتے ہیں، اس کے جواب میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ حضرت محمد صطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اسی منزل  
سے نجات پا گیا سمجھو کو اس کے بعد معاملہ آسان ہے، اور اگر یہاں سے نجات ہمیں ملی  
تو اس کے بعد کی منزل اس سے نہ مل سخت ہے۔

### وصیتِ حضرت علیؓ

امام ابو یوسفؒ نے عطاء رابن ابی ریاح سے روایت نقل کی ہے کہ عطاء نے  
کہا، حضرت علیؓ نے حب کبھی کوئی شکر روانہ کرتے تو اس شکر کا ایک شخص کو امیر بناتے  
پھر اس سے یہ وصیت کرتے تھے کہ میں تجھے اس خدمت سے ڈلنے کی وصیت کرتا ہوں جس  
کی ملاقات بقینی ہے، اور اس کے علاوہ تیرا کوئی بھکانا ہمیں ہے، وہ دُنیا اور آخرت  
کا مالک ہے۔ میں تجھے کو جس کام کے لئے روشنہ کر رہا ہوں تیرے اور پاس کی

اسنجام دہی ضروری ہے اور تیرے اوپر ایسے امور کی پاندھی لازم ہے جو  
باعثِ قربِ خداوندی ہوں۔ اس لئے کہ خدا کے بہاں دُنیا کے ہر کام کا بدلتا ہے  
یہ کچھ چیزیں بطریقِ استعمال تحریر ہوئی ہیں اگر ان کلمات کی جانب  
آجخانہ کی توجہ محسوس ہوئی تو بعض مطالب تقاضیاً پہنچیں گے۔  
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا

---

# مکتوب سوم

## بِحَاجَةٍ إِلَى حُجَّيْبِ الدَّوْلَةِ

خدا تے عزوجل امیرالمجاہدین کونصرت ظاہرا وزنا سید واضح  
 کے ساتھ مشرفت کرے اور اس عمل کو قبولیت کے درجے میں پہنچا کر بڑی بڑی ہر کتنیں  
 اور جتنیں اس پر مرتب کرے۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام  
 محبت مشام کے واضح ہو کر نصرت مسلمین کے لئے یہاں دعا کی جا رہی ہے  
 اور سروش علیہ سے آثار قبول محسوس ہوتے ہیں۔ امید یہ کہ اللہ تعالیٰ انہا سے  
 ہاتھ پر طریقہ "حد و جہد" کو زندہ کر کے اس کے برکات اس دُنیا میں اور آخرت  
 میں عطا فرماتے گا۔ افْ مَا قَرَبَ مُجَبِّبٍ

# مکتوب چہارم

## بجانب صحیب الدولہ

خدامتے عزوجل اُس امیر الخراۃ، رئیس المجاہدین کو فتوحاتِ تازہ اور بزرگی بے اندازہ سے معزز و ممتاز فرما کر مسلمانوں پر برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھوؤں دے — اپنے کمالِ کرم سے —

إِنَّهُ قَرِيبٌ مُحِبٌ — اکثر خاص اوقات میں دعائے خیر کا وظیفہ ادا کیا جاتا ہے، اور بعض اوقات غلبہ اسلام کی خوشخبری ہوش کے کان میں پہنچتی ہے اگرچہ یہ حقیقت لبِ انتظار اور اپنے از کوشش حاصل ہو گی، لیکن ما یوس نہ ہونا چاہئے۔ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ والسلام

# مکتبہ سخن

## بطرف بحیث الدوام

خداتے عزوجل آن ایسر الغزاۃ، رئیس المجاہدین کو محفوظ محفوظ  
اور نظرِ عنا یت لمحِ طار کئے۔ بعدِ سلام کے: فتح ہو کہ خطِ مبارک پہنچا، ذاتِ گرامی  
کی صحت وسلامتی معلجم کر کے شکرِ الہی بجا لایا گیا۔ ”پردہ غائب“ میں ہر سڑھے اور  
جٹ کا استعمال مقرر ہو گیا ہے، بس وقت پرموقوف ہے جو ہنی کال اللہ کے  
بندے کی رہت باندھیں گے، اطلسِ باطل ٹوٹ جائے گا۔

ایک بات ایکہنی ہے وہ یہ کہ جب افواج شاہیہ کا گذرِ ولی میں واقع  
ہونے والی اس وقت اہتمام کلی کرنا چاہتے کہ دہلی سابق کی طرحِ ظلم سے پامال نہ ہو جا،  
دہلی والے کئی مرتبہ پسے مادل کی بوٹ اور اپنی عزت کی توہین اپنی آنکھوں سے  
دیکھ چکے ہیں، اسی وجہ سے کارہاتے مظلوموں کے حصول میں تاخیر ہو رہی ہے۔  
آخر مظلوموں کی آہ بھی تواشر رکھنی ہے — اگر اس بارہ آپ چاہتے  
ہیں کہ کارِ بستہ جاری ہو جائے تو پوری پوری تاکید کرنی چاہتے کہ کوئی فوجی دہلی کے  
مسلمانوں اور غیر مسلمین سے جو ذمی کی حیثیت رکھتے ہیں ہرگز تعارض نکرے۔ واسلام

# مکتوب ششم

لطف

نجیب الدولہ

خدا سے نعمانی آں بننے احتیات، امیرالمجاہدین، رئیس الغزانہ کو فتوح نازہ اور برکات بے افزاں سے مشرف و ممتاز کرے۔

فیقر دلی اللہ عزیز عنہ کی طرف سے التماس یہ ہے کہ اکثر اوقات مجیب المحتیاٹ کی درگاہ میں دعا کی جاتی ہے کہ وہ مخالفینِ اسلام کے فرقہ کو "شکست خورنا" کرو۔ فضل یاری سے امید یہ ہے کہ یہاں عنقریب د جوڑ میں آتے گی، سہروستان میں تین فرقے شدت و صلاحت کی صفت سے موجود ہیں محبت تک ان تینوں کا استیصال نہ ہوگا، نہ کوئی بادشاہ مظلوم ہو کر بیٹھے جا، نہ امراء حضین سے بیٹھے۔ اور نہ رعیت خاطر جمیعی سے زندگی بسر کر سکے گی۔

جیسی دنیا دی مصلحت اسی میں ہے کہ مریض سے جنگ جیتنے کے بعد فرائفلو جاتِ حب کی جانب متجه ہو جائیں اور اس میں کوئی برکات غایبی کی نہ

سے آسانی کے ساتھ مسکر لیں۔ اس کے بعد نوبت سکھ ہے، اس جماعت کو بھی شکست دینی چاہئے اور حجتِ الہی کا منتظر ہنچا ہے۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانانِ ہندوستان نے خواہ وہ دہلی کے ہول فہار اس کے علاوہ کسی اور جگہ کے۔ کئی صد بات دیکھے ہیں اور حپنڈ بار بیٹ مار کا شکار ہوتے ہیں۔ ”چافو ہڈی تک پہنچ کیا ہے؟“ رجم کا مقام ہے، خدا کا اور اُس کے رسول کا واسطہ ویتا ہوں کہ کسی مسلمان کے مال کے درپے نہ ہوں اُلَّا بات کا خیال کھاؤ تو امید یہ ہے کہ فتح ہات کے دروازے پے درپے کئی سنتے چلے جائیں گے؛ اگر اس امر سے نفعاً فل برتا گیا تو میں ڈرنا ہوں کہ ”آہِ منظوماں“ سُدِ راہِ مقصود نہ بن جائے۔

---

# کلسوپ سفہم

بطریف

## نحیب الدوامہ بہادر

خداتے عزوجل آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ  
امیر الامراء بہادر کو فتوحاتِ تازہ اور ترقیات بے اندازہ سے مشرف  
و منماز کرے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت التزام کے  
واضع ہو کہ فقیرزادہ نے آنحضرت کا ایک ایسا زبان فیضیعام نواحی دہلی پر جاؤں  
کے غلبہ اور ان کی سرکشی کی باہمہ مجھ کو سنایا اور اس پارے میں مفضل جواب  
کی درخواست کی۔ بنابریں یہ کلمات لکھتے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے عالمِ روایا میں قومِ حیات کا استیصال اُسی  
فترم کا دیکھا ہے جس طرح قیم مرستہ کا استیصال ہوا ہے، اور یہ  
بھی خواب میں دیکھا ہے کہ سلمان جاؤں کے دیہات اور قلعہ جات پر

سلطہ ہو گئے ہیں اور وہ دیہات و قلعے مسلمانوں کی جائے بودہ باش بن گئے ہیں۔ غالباً گمان یہ ہے کہ روپتے چاڑیں کے قلعوں میں افامت گزیں ہیں گے یہ چیز غریب یہ مضموم و مقرر ہے، فیقر کو اس بارہ میں ذرہ برابر شک و شبہ ہنیں ہے۔ لیکن ابھی تک عالم ملکوت میں صورتِ فتح ظاہر ہنیں ہوئی ہے، جن خدا کے خاص بندوں کو اس کام پر قائم کیا گیا ہے اُن کی توجہ اور دعا کی ضرورت ہے

جب یہ بات واضح ہو گئی تو اب فقیر کا مشورہ یہ ہے کہ جنابِ عالیٰ اعلاءِ کلمۃ اللہ اور تقویتِ ملتِ محمدیہ کی سنتِ مصتبہ طاطریفیہ پر کر لیں، اور مخالفین سے مقابلہ نہ شروع کر لیں۔ جس دن گھر سے بقصدِ جنگ کوچ کریں فقیر کو اطلاع دیں تاکہ فقیر اس طور پر حدا و ند کریم نے اس کو تعلیم دی ہے منوجہ ہو۔

ایدیفضلِ خدادندی سے یہ ہے کہ فتح عجیب رہنا ہوگی اور افواجِ خلق در ہم برج ہو جائیں کی۔ یہ بات بالخطار ہے کہ جنگ اعدام اُنمار چڑھاؤ رکھتی ہے کہیں ذرا سی خبر سے بد دل نہ ہو جانا۔ پیدائشِ حضرت آدم عَسَلَے کرتا ایں دم کو سنی ایسی فتح ہوتی ہے جو شیب و شراز ہنیں رکھتی ہتی۔ اس بارے میں مبارکہ کرنا فقیر کی عادت میں داخل ہنیں ہے۔ لیکن ایک نکتہ اور خیال میں رہتے وہ یہ کہ بعض مردم مہنود چوپڑا ہر

تمہارے اور تمہاری حکومت کے ملازم ہم ہیں اور باطن میں ان کا مسیلان  
 حق الحفیں کی جانب ہے وہ نہیں چاہتے کہ حق الحفیں کی جڑ کٹ جائے وہ  
 ملات میں ہر زارِ حقتن اس معاملہ میں کھڑے کریں گے اور ہر طرائقے سے آن عزیز اُن  
 کی تظریں صلح کو آئندہ وسیرہ است کر کے دکھلائیں گے۔

دل میں یہ بھا ان دین اکہ اس جماعت کی بات نہ سنوں سکتا اور ان کی  
 باتوں کی طرف سیدانِ طبع پوچھیا تو تصریح میں تاثیر ہو گی۔ فقیر اس چیز کو اس  
 طرح جانتا ہے گویا اپنی شکھیوں سے مشاہدہ کر رہا ہے۔ والسلام

---

# مکتبہ شتم

بجانب

## نحیب الدوّلہ یہودا در

اللہ تعالیٰ راس المجاهدین، رئیس الغرائز، امیر الامراء مولود  
کو فتوحات مازہ او ترقیات بے اندزادہ کے ساتھ مشرف گرے۔  
غیر وغیر اللہ عزیز عنہ کی طرف سے بعد اسلام حبیت الزمام کے واسع  
پر کہ آپ کا مکتب گرامی جنگ کی استعداد کے بارے میں اور اس بات کے  
استفسار کے سلسلہ میں پہنچا کہ سلمانوں کی ایک جماعت جمالوں کے ساتھ مل گئی  
ہے ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے۔

میر عزیز اجاڑوں پر فتح عجیب الغیب میں مقرر ہو چکی ہے، اس  
یادے میں کوئی لذیشہ دل میں نہیں لاملا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امریوں کی  
طرح سے جو تھی کہ مقابلہ ہو گایا یہ ستم روٹ جائے گا۔ اگر سلمانوں کی ایک جماعت

جاٹوں کے سامنہ ہے تو اس کا کوئی خیال نہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ بجز اس کے کہ  
ظاہر میں دشمنوں کی کثرت نظر آتے اور کوئی تشویش پیش نہ آتے گی، اللہ تعالیٰ  
آن مسلمانوں کے ہاتھوں کو جو دیگروں کے سامنہ ہیں اور وک دے گا وہ جنگ  
نہ کر سکیں گے۔ انتشار اللہ تعالیٰ اپنے یوں سمجھ دو کہ جس طرح شیر بکریوں کے  
لگنے میں آجاتے ہیں اور بکریاں بھاگ جاتی ہیں، اسی طرح مخالفین کو بھاگتے  
بنتے گی۔ دشمنوں کی کثرت سے اور دشمنوں کے سامنہ مسلمانوں کی رفاقت سے  
ڈرامہ چاہئے اللہ تعالیٰ اکارادہ سب پر غالب ہے، اگر مخالفین مکر و جیلہ  
کے سامنہ صلح کی گفتگو کریں تو ان کی بانوں پر کان نہ دھرننا، اگر لبھن ایسے مسلمان  
جن کی اولادِ دینِ محمدی کے سلسلہ میں نسبت مکمزور ہے بلیہ چوڑے خطرے سلمان  
لا کر میپیش کریں زمان کی بھی نہ سننا چاہئے۔

اس کام میں بس آپ کی توجہ استغدادِ حرب کے یہم ہنچانے اور شدت  
کی طرف منعطف ہوئی چاہئے۔ میاں فیقرِ حکم نے مسلمانوں کی بعض یاتیں اور غلط  
اندیشہ مفصل بیان کئے۔ تاکہ بد مزید کے سامنہ لکھا جاتا ہے کہ جس وقت  
جنگِ جاٹ کے لئے نکلیں، فیقر کو اطلاع ویں، انتشار اللہ تعالیٰ ریوانگی کے  
وقت سے بیکروڑخ کے وقت انک دعا کے دلی میں مشغول رہوں گا۔

والسلام

# کتبہ نہم

## بطرف بحیث الدوّله

اللہ تعالیٰ آں راس المجاہدین، رئیس الغزاۃ، امیر الامراء کو  
مندی عزت پر برقرار رکھ کر طرح طرح کی بھلا بیان فہریں لاتے۔  
فیقر و لی اللہ عقی عنہ کی جانب سے بعد سلام مجہبت التزانم کے واثق  
ہو کہ — جو کچھ معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس دو میں تائیدیت اسلامیہ  
و حمتِ مرحومہ آپ رجو کے متصدِ رخیزیں کے پردے میں فہر کر دی ہے۔ کسی  
طرح کا وسوسہ قلبِ گرامی میں نہ آنے پاتے۔ تمام کام انشاء اللہ تعالیٰ  
دوستوں کی مراد کے مطابق ہون گے۔ اور تمام دشمن غلبہ قهرِ الہی سے  
پامال ہو جائیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حافظ جو اہر خاں بہت نیک خصلت آدمی ہیں۔

..... پہنچی اس مضمون کی طرف اشارا

کیا گیا نقا - والسلام

# مکتبہ دعماں

بِنَامِ

بَشِّرَةَ مُوْلَفِ (الْعَيْنِي شَيْخِ مُحَمَّدِ عَاشُورِيِّيِّيِّ)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلام کرام شیخ نعمہ عاشق

سلّم اللہ تعالیٰ افیقر و لی اللہ علی عنه کی جانب سے بعد سلام محبت المقادیم مطالعہ  
کریں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے خیر دعا فیت دے رکھی ہے۔ دیگر آنکہ کل میں بعد  
از نمازِ حجہ مپنے مفرزوہ وقت سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تھا اور آں عزیز کو جلد  
مُخصست کر دیا تھا، اس کی وجہیہ تھی کہ ہمیں ہجوم خلق پریشان نہ کرو دے پادشاہ  
اور اس کی والدہ آتے تھے۔ پہلے مسجدیں زنانے کا استظام کیا گیا۔ اس صورت  
سے بادشاہ کے آئے کی عرض یہ تھی کہ نے تکلف ہو کر کچھ دیر کھڑھے، تقریباً نیتن چار  
گھنٹے وہ بیٹھیا کھانا بھی کھایا، اس کی زیادہ نزدیکی مخلوق خدا کی بھلائی کے کاموں میں  
مدچا ہنسے متعلق نہیں۔ وہ اس بات پر افسوس کرتا تھا کہ اس نے اغذیات کے  
زمانے بیس جن با توفی کو اپنے اور پر لازم کر دیا تھا وہ آشکارا ہو گیتیں اور یہ بھی دریافت

کرتا تھا کہ آیا مجھ سے کوئی ایسی لغوش ہو گئی جس کی وجہ سے عقلانی قلب جاتی رہی، اس نے یہ بھی کہا کہ اس سے پہلے میں خواب میں مشاہدہ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مشرف موتا تھا، اب تذیارت، میسر نہیں ہوتی، دریانِ گفتگو میں اپنی تین خواہیں ذکر کیں۔

### پہلی خواب

اس نے کہا جس وقت رفیع الدولہ <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کو تخت شاہی پر بٹھایا گیا تھا اس وقت میں نے آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رفیع الدولہ کے بعد کون بادشاہ ہو گا؟ فرمایا کہ روشن اختر (محما شاہ) میں نے عرض کیا روشن اختر کے بعد کون ہو گا؟ فرمایا ایک اور ہے حس کا ہونا زہر نہ کے برابر ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون ہو گا؟ فرمایا "تو"۔ پھر میں نے یہ دریافت نہیں کیا کہ میری حکومت کب تک چلے گی۔

### دوسری خواب

جس وقت نادر شاہ کی طرف سے قتل عام واقع ہوا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ کویا ایک حصہ کھینچ رہے ہیں اور اشارہ فرمائ رہے ہیں میں نے عرض کیا حصہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک زبردست آگ لگی ہے، میں نے حصہ کر دیا ہے ناکہ قلعہ محفوظ رہے۔

### تیسرا خواب

میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کلاغی  
دستِ مبارک سے تیار فرم رہے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ تیرے واسطے بنارہ  
ہوں -

بادشاہ سے فقیر نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک  
پر بیعت ہونے کا طریقہ بیان کیا اور بادشاہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت  
مبارک کے تقدیر کے لئے کہا، اس نے کہا کہ رفیع الدوام اور روشنِ اختر دالی  
خواب میں جو سورتِ مبارک دیکھی تھی وہ میرے ذہن میں ہاعتر ہے، فقیر نے کہا  
کہ اسی بجائے دل کے سامنے رکھو۔ اس گفتگو کے بعد مسجد میں فقیر کے ساتھ نماز  
پڑھ کر خدمت ہوا۔ والسلام

# مکتبہ یازدم

بِنَامِ شَشْعَمْ مُحَمَّدْ عَاشُورٍ

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام  
شیخ محمد عاشق سلیمان اللہ تعالیٰ نقیر قطب اللہ علی عنہ سے بعد از سلام  
مطالعہ کریں۔

الحمد للہ کہ اس تھادتہ عامجیس عایفیت نصیب ہے کہ اس تحلیل کو معلوم  
نہیں ہوا کہ مخالف کی فتح آئی تھی یا نہیں، نہ تو بوط ڈالنے والوں کی لوبٹ  
سے کوئی اذیت پہنچی اور نہ اس ناوان و جوان (تعزیزی ٹیکس) سے جو  
حوالیوں پر ڈالنیا تھا کہ میں ذیر بار ہوا۔

سابق میں عالمگیر نے جو کچھ کہہ دیا گیا تھا کہ اس فتنہ میں تم کو سلامتی  
حاصل رہے گی وہ بھی طیور میں ایا۔ اکثر کی جائیدادوں کی سندیں،  
(دستاویزیں) غلطیا ہو گئیں مگر میری سند کہ دستخط کر کے مجھ کو داپس کر دی

گئی ہے۔ اس وقت احمد شاہ دُرّانی جنگ جاٹ کی طرف متوجہ ہے جو کچھ  
وقوع میں آتے گا بعد کو لکھا جاتے گا۔ اہل شہر اپنے قتل ہونے سے تو محفوظ  
رہتے، لیکن دولت کا مادہ کافاسدہ ہے جن لوگوں کے مزاجوں میں پیدا ہو گیا  
کھامس کا تنقیدہ پورے طریقے پر ہو گیا۔ چنانچہ عبرت کی چیز ہے کہ جو لوگ جاہد  
حشمت میں جس قدر زیادہ تھے، قید و عزب اور سزا مجھلکتے میں بھی وہی آگے آگے  
رہتے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کھانا چاہا وہ محفوظ رہا۔

والسلام

---

# مکتبہ دوائرہ

منام

مولف (عنی شیخ محمد عاشق سہلی)

حقائق و معارف اگاہ عزیز الفقدر سجادہ نشین اسلام کرام شیخ  
محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر و طالب اللہ عنی عنہ کی جانب سے بعد محبت کے  
مرطابہ کریں، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے خیر بعایت عطا لافزار کی ہے آج ایک دن  
سُنی گئی ہے جس نے یک گونہ تشویش غاطر پیدا کر دی وہ یہ کہ درستی کی فوتبیں باڑھنے  
کی جانب روانہ ہو رہی ہیں اور یہ بات تشویش کا باعث ہے بھی۔

میراظنِ غالب یہ ہے کہ پہلیت اور بوڈھانہ کی طرف جانے سے ان  
وجوں کو کوئی تعلق نہیں ہے، حاصلِ کلامِ فضلِ الہی سے امیدِ قوی ہے کہ خدام کو  
اور ہم کو نام آفات سے محفوظ رکھے گا اور یہی اطمینانِ ذلیل ہیں موجود ہے  
اگرچہ پسپت ظاہر کچھ نہ کچھ تشویش بھی ہوتی ہے اور تدبیرِ اصلاح کی جاتی ہے۔

والسلام

# مکتوب پیرزادہم

ہنام

مولف العیٰ شیخ محمد عاشقؒ

ح فالق د معارف آگاہ عزیز اقدر سجادہ نشین اسلام کرام شیخ  
محمد عاشق سلی اللہ تعالیٰ فیقیر و طالب اللہ عزیز عنہ کی جانب سے بعد سلام کے  
معطالعہ کریں ۔

خیر و عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں  
اور تھیس ہمیثہ عافیت سے رکھے، آپ کا مکتوب گرامی پہنچا اور آپ کا موضع پہلت  
میں سلامتی کے ساتھ کام معلوم ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ خیریت سے وہاں  
پہنچے ۔

دستور کے موافق اسال بھی اختلاف میں داخل ہوا اس توفیت کے  
ملئے پر اور مزید احسانات کے دروازے کھلنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں ۔  
جو بائیس ذار دات احوال کے قبیل سے ہیں ان کا لکھنا چند ایں

لطف نہ دے گا باقی جو "معارف" کے قبیل سے باقی ہیں ہو انسان اللہ تعالیٰ  
بعد فراغتِ اخلاق بشرطِ سہولت لکھی جائیں گی۔

جو کچھ فقیر کو معلوم ہو رہا ہے یہ ہے کہ احمد شاہ ابد الی خالقین کی  
سر کو بی کے لئے پھر آئے گا۔ اور بعد نہام ہے اپر "و عده متده" کے شاید  
اسی سر زمین میں اپنی ددعیتِ حیات کو سپرد کرے گا، لگنا ہوں کی کثرت اور  
لعنی کاموں کے ہجوم کے باوجود اب تک جو کام کی نوعیت ہر قرار ہے غالباً اسی  
دعبہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو طائفتِ خالقین کو تھہر نہیں کر سکتا ہے۔

**صلام**

# کتبہ چہاروہم

بسام

## پندہ مولف اشیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاہ ہر بیانِ قد رستجادہ نشین اسلاف کرام  
شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیرِ علی اللہ عزیز عہنکی جانب سے بعدِ سلام کے  
مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہوں اور اس سے دُنیا اور آخرت میں  
غافیت اور عفیمانگتا ہوں۔

گرامی نامہ مشکلیں شمامہ پہنچا حقیقتِ حرقوہ داضح ہوتی ۔ کچھ ای  
نظر آتا ہے کہ طی العقد الملوکی ہو گی، فوجیں حرکت میں آئیں گی اور شہر نہ بیالا ہوئے  
اللہ سے یہ دعا ہے کہ اس "حادثہ" میں مخالفینِ اسلام پر ہمیں عیوبت  
پڑے ہوں، تہذیبی بھر، مسلمان جوان بلا ایں عزماں کی حیثیت سے پڑے ہوئے ہیں  
محمد و امداد میں، اللہ تعالیٰ افسوس ہے اور دعا کیں کا قبول کر سند والا ہے ۔

جو کچھ قضاۃ قدر میں ہے چاروں ناچا رہنزوں نہوں میں آتے گا۔ اس جماعت کو خوشخبری ہو جو تسلیم و رضا کو اپنا شعار بناتے ہوتے ہے، اپنے مقال سے بھی احمد اپنے حال سے بھی، ایسی جماعت کو خوشخبری ہو کہ جب کبھی ہوا تے قدس "جھے گی اس کی حافظہ ناہر میں۔

"البَيْتُ مِيرے کام کا بنانے والا اللہ ہے جس نے قرآن فتح کا درود یہ بھکر کا دو  
کو دست رکھتا ہے، وَالسلام

---

# مکتوب پانزہ دھم

بِنَاءً

## پندرہ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقائق و معارف آگاہ عزیز الفقدر سجادہ نشین اسلاف کی ام فقیر  
وَلَّ اللَّهُ عَنِّي عَنْ كُلِّ طَرَفٍ سے بعد سلام مطاع کریں اخیرو غایبیت پر ملک عذابی  
ادا کرنا ہے۔

سید فتح اللہ خاں کا خط بیجا آن کو یا حقيقة الحجۃ کے علاوہ سے  
۹۹ مرتبہ طبقہ حصے کے لئے لکھا گیا۔ اور تم سورہ نیمل ایک ہزار ایک بار اس  
طور پر کرتے کریا گیا کہ اس کے ادول داخڑ خپد بار باریں الفاظ درست پڑھاتے ہوئے  
صلی علی سید القاھرین علی اعلم اعلیٰ اعلیٰ العالیین یعنی اے  
اللہ درجت بیچ اس ذاتِ نقدس پر جو سردار ہے اللہ کے دشتیں بیبر تھر  
کرنے والوں کی۔

چند تعویید مسلاخ المحبی بکیجے گئے اور ان کے خط میں یہ فقرہ بھی

تھریوں ہے — فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ الحمد للہ مسلمان دریاست  
پار ہو کر ایک بار جماعتِ مریٹہ پر حملہ کروں تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک  
عجیب نشان مشاہدہ میں آتے گی، <sup>فَكُلْ</sup> مخالفین علمکار کی طرح منتشر ہو جائیں گے  
والسلام

الحمد لله رب العالمين

سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْأَكْبَرُ  
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ  
لَا يَنْهَا كُلُّ فَلَكٍ عَمَّا يَشَاءُ  
يَعْلَمُ مَا تَكُونُ تِغْيَيرًا

# مکتب شانزدہم

شیخ محمد عاشق پیرسلی

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ  
 محاشر عاشق اللہ تعالیٰ - فیقر و طائل اللہ علی عنی کی جانب سے بعد اسلام مطالعہ  
 کریں۔ نامہ مشکلیں شمارہ پہنچا، وہ دہشت جو اس طرف مخالفین اسلام  
 کی ذوج کے قریب آجائی کی وجہ سے بھیل کئی ہے اُس کا علم ہوا، رب العزت  
 کی بارگاہ سے التجاہے کہ تریۃ الصالحین کو جہنم آفات سے محظوظ رکھے۔

# مکتبہ مقتدم

بنا م

مؤلف العین شیخ محمد عاشق ہمدانی

..... لکھا تھا کہ کیا اچھا ہوا اگر انکاتِ رمضان میں پلیت آکر

کروں — فقیر باتِ دل سے چاہتے ہیں کہ شہرِ دہلی کے موجودہ ناسازگار  
حالات کے پیشِ نظر کہ یہاں روزِ نیافتہ کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں  
فتنہ تسمم کا خوف لا جی مونا رہتا ہے۔ مناسب ہنیں ہے کہ اپنا گھر بار اور  
اپنے متعلقین کو یہ ہی جیوب رہ دیا جائے۔

وہی عربی کا مشہور مصروفہ مناسب حال ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ  
(کبھی) ہمایں کشتوں کی خواہش کے برخلاف چلتی ہیں۔

# مکتوبہ ششندہم

بِنَامِ

## مولف (شیخ محمد عاشق)

حقائق و معارف آگاہ اعزیز القدر سجادہ نشین اخلاقی بحر امام شیخ  
محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ - فیقر و قلی اللہ علی عنہ کی جانب لجد اسلام مطابع  
کریں - . . . . .

اصل قیمتی ہے کہ تو یعنی فتنہ لیکنی ہے جب اذاج اہم الی کی آمد آمد  
کشیر کی طرف سئی نگئی تو وہ پوشید خطرہ ظاہر ہو گیا، اور اس بارے میں شورہ کیا گیا  
بعد شایر تیلے پایا کہ جب نوبت لاہور تک پہنچے اس وقت خاندان کو پھلت  
کی طرف روانہ کروں، اس لئے کہ قبل پیدا ہونے فتنہ کے خواہ مخواہ کہیں کچل پڑنا  
کم عقلی ہے اور ہجوم فتنہ کے بعد وقت گزایا گھنڈ کی بات ہے، البتہ تک ہی بات  
دل میں عطاں لی ہے جس کا اپر ذکر کیا گیا ہے، معلوم نہیں یہ بات جلدیں  
آئے والی ہے، یا کچھ مدت کے بعد۔ . . . . والسلام

# مکتوبِ نور و حم

بجانب مولانا سید احمد

(دجور دہیلیکھنڈ کے ساکن ہیں)

..... فیقر و طاللہ علی عنہ کی جانب سے بعد از سلام

مسنون مطاع معکریں -

جو احباب وہاں سے بہاں آتے "آں سیاوت آب" کی تعریف اور  
شکریے سے ترزیان لئے وہ بیان کرتے لئے کہ آپ نے بادشاہ اسلام کی جمایت و  
رفاقت کے واسطے نیز مسلمانوں کی بوٹ مار اور قتل ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے  
روہیلوں کے شکروں کی اس عمدہ طریقہ پر تنظیم کی ہے کہ اس سے اچھی یہم  
خیال ہیں بھی نہیں آ سکتی، ان باتوں کے سنبھلے نے فیقر بہت ہری سرور و خونشل  
ہوا اور آپ کے لئے دنیا و آخرت میں بلند تری مرتبہ کی دعاء بے ساختہ بناں سے

نکلی -

# مکتب تم

بجانب

## وزیر الملک آصف جاہ

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطف

بعد حمد وصلوات کے وضیح ہو کہ اس فقیر کے دل پر یہ امر و فتح ہو گیا  
ہے کہ عالم ملکوت میں یہ بات مقرر شدہ ہے کہ مخالفین اسلام ذلیل و خوار ہوں گے  
بعد ازاں باغی لوگ رسو اور خانہ خراب ہوں گے، اگر جناب عالیٰ ان پدمعاشوں کے  
مقابلہ میں کمتر تباہ کر آجایں تو یہ تمام کارنامے جناب کی طرف منسوب ہونے گے<sup>۱</sup>  
اور یہ سیاہی کی تابع دار ہو جائے گی، اور ملت مرحومہ کے روانہ اور اسلام حکومت کی  
استقامت کا یاعث جناب عالیٰ کی قرار دیا جائے گا۔

کوشش مفڑی اور فوائد غظیم اشان مرتب ہوں گے اگر آنحضرت پوشش  
نہ فرمائیں گے تو یہ تمام مخالف عوام آسمانی حاذناشت اس سے ہلاک و مضمحل ہو جائے گا۔  
اس صورت میں جناب عالیٰ کی طرف کوئی نیک نامی کی بات منسوب نہ ہو سکے گی۔

(ترجمہ شعر فارسی) اے محوبِ حصل میں تو تیریِ رعن کا کام مشکل انشانی  
کرنا ہے ابیکن مصلحت کی بنابر آہو سے چین، اُک طرف مشکل کو منسوب کر دیا گیا  
ہے ॥

چونکہ یقینت بالکل یقینی ہے اس لئے آں عزیزِ القدر سے یہ اختیار  
کہی گئی اور لکھی گئی، وقت کو غنیمت جائیئے اور مخالفین کے مقابلہ میں جدوجہد کرنے  
میں ذرا براہم کوتا ہی جائز رکھئے۔ کچھ عرضہ کے بعد کام خود بخود اپنے ہو جائیگا  
(ترجمہ شعر عربی)

جس وقت گرد و غبار ہے گاڑ عنقریب دیکھے لے گا کہ تیری سواری  
میں گھوڑا لھقا، یا گدھا یعنی عنقریبِ حقیقتِ حال کھل جائے گی۔

چونکہ ایک دوسری حقیقت کا انہما مطلوب تھا، اور درستی و خیر خواہی  
مقصود ہے، اس لئے کسی قدر مبالغہ سے بھی احتراز نہیں کیا گیا، اس سے  
زیادہ کھول کر بات کہنا مشکل ہے۔

گوئے توفیق و کرامت درمیان انگلندہ انہ  
کس بسیماں درلئی آید سواراں را چہ شد ۲۴۵

یعنی توفیق و کرامت کی گلینہ درمیان میں ڈال دی گئی ہے سوار دل  
میں سے کوئی بھی صید ان میں نہیں آتا اخڑا بھیں کیا ہو گیا ہے؟ وہ بات  
جو کہ اپنے نازدار دل سے درپرداہ کہا کرتا ہوں اس مقام پر بے پرداہ لکھی گئی ہے تاکہ

## مکتبہ سیاست و حکومت

٢٦

## وزیرالممالک آصف جاہ

..... بعد محمد وصلواة فقير وَالله عَنْهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جانب سے

و فتح ہو کے — اللہ تعالیٰ ا پنے کرم سے شجرِ اقبال کے نتے میوے کو مبارک  
و مسعود کرے اور اس درختِ سعادت را آپؐ کی پروردش ہیں بلے اندازہ پروردیں  
عطافِ ناسے، آمین۔ بقیۃ الکلام یہ ہے کہ حکیم مطلق جل شانہ نے آدمی کو دو چیزوں  
سے مرکب فرما ہے، ایک بدن عفسی جو کہ حرستی خواہشیوں کا تقاضا ہے، دوسرے  
روح جو کہ غفار مددِ حقہ اور اعمالِ نافعہ کی خواہشمند ہے۔ یقینی طور پر آدمی کی  
سعادت بھی جسم و روح دونوں سے متعلق ہے، فنظرتِ سلیمان رکھنے والے حضرات  
دولان قسم کی سعادتیں جمع کرتے ہیں، فقط ایک قسم پر اکتفا نہیں کرتے۔ جس طرح  
غذائے رُوح ضروری ہے (اسی طرح غذا سے جسم بھی ضروری ہے) کیونکہ ان دونوں  
میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے مزانگ روح درہم برہم مہ جاتا ہے۔

مسلمانوں سے مظلالم کا دفعہ کرنا اور دین کی اشاعت کرنا، نیز رسم نیک  
بخاری کرنا سراپا سعادت در سعادت ہے۔

وَالسَّلَامُ

---

# مکتبہ سٹڈیو م

## وزیر الملک آصف جاہ بخار

خدا سے تعالیٰ بے نہایت ترقیات عطا فرماتے اور دونوں جہاں کی  
نعمتوں سے خوش اور دونوں جہاں کی مشیموں سے محفوظ رکھے ۔ بعد اس  
دعا کے واضح ہو کر بابا فضل اللہ نے ہم سے بعض باتوں کا استفسار کیا فیکر کے  
دل میں یہ آیا کہ اُن باتوں کا جواب بذبانِ قلم واضح کیا جاتے ۔  
یہ تمام اختیاں جو ظاہر ہو رہی ہیں فیکر کے اعتقاد میں اس کا سبب  
وہ کوئا ہمی عمل ہے جو جنگِ مریضہ کے سلسلہ میں اختیاری یا اضطراری طور پر  
وافعِ موئی جن دنوں فیکر نے گاہ کیا تھا، اس وقت کامِ ہوتا تو عجیب بیکھر جتیں  
پیش گاہ خداوندی سے (وقت کی سازگاری کی وجہ سے) بارش کی طرح  
برس جاتیں، اگرچہ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ تقدیری خواست کو شامل ہے  
لیکن کار خانہ حکمتِ الٰہی میں ہر کام کسی ذکری خیر سے وابستہ ہے ۔

خیر جو بات گذر گئی وہ گذر گئی —

فَيَنِدُ فَطْبَ خَالِعَانَ كَمْ تَعْلَمُ اللَّهُ تَعَالَى كَفْضُلُ دَكْرِمٍ سَعَى  
یہ امید ہے کہ عنقریب ختم ہو جائے گا۔ ظاہراً ایسا ہوتا ہے کہ شخص سرسنبہ نیں  
ہو گا اور اپنے باطل مدعای کو حاصل نہ کر سکے گا، جو کچھ فقیر کو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے  
کہ آن عزیز القدر منصور و منظر اور محفوظ و محفوظ ہیں۔

بادشاہ کا باہر جانا مناسب نہیں، ان کا یہیں رہنا بہتر ہے، البتہ  
شاہزادوں میں سے آپ جس کو چاہیں آپ اپنے ہمراہ لے لیں، بقیہ کلام یہ ہے  
کہ آن عزیز القدر کو خدا سے عزاداری نے ہندوستان سین را قسط بخشنا ہے، ہم لوگ بڑی  
بڑی امیدیں قائم کئے بیٹھے ہیں کہ آپ کے ذریعہ رفع مظلوم، تغیر رسم بد، تزویج  
دین حق، اقامت امیر خیر، اشاعت علم و نماز و روزہ یہ سب کچھ عمدہ طریقے پر ہو گا  
اس لئے کہ آپ کے اندر ایک بھی شان اور سعادت محسوس ہوتی نہیں، اور آپ کا  
مزاج بھی صلاحیت، ذکاوت اور غربت امور خیر لئے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔  
شاہزادیں مقنیاتِ رامانہ کی وجہ سے ابھی تک مذکورہ بالا امور خیر میں سے کسی کا  
ٹھہرو ہیں ہو سکا۔ خدا کرے کہ اس کے بعد تلاشی مانافت ہو جائے۔ اس قدر  
البتہ گزارش ہے کہ فی الحال جس قدر طاقت ہو گرائی غلہ دور کرنے میں سعی ملیغ  
فرمایں، اور اطرافِ عالم میں جو لوٹ صح رہی ہے اس کو حتی الامکان ختم کرنا بھی  
صفر دری ہے۔ دا شلام

# مکتب بستہ سوم

لطف

## تاج محمد خاں پلوچ

رفت دعاں مرتبت عزیزاً القدر فواب تاج محمد خاں مخصوصاً مخلوق  
 اور پندرہ نویت خداوندی بخوبی میں فیتو و طالله عزیز عنہ کی جانب سے بعد  
 سلام مجتبی الرزام کے واضح ہوک — آپ کا مکتب بگرامی جاتوں  
 کی کرشی سے متعلق ہنسجا، اللہ تعالیٰ کے فضل مکرمتے امید یہ ہے کہ وہ مخالف  
 کو پامال کر دے گا، خاطر جمع رکھیں — اندریں ہالت صفری ہے کہ:-  
 آں عزیزاً القدر اموسی خاں اور دیگر تجھا عاشت مسلمین کے ساتھ میا افقت کریں  
 اور آپس میں دوستی دیکھیں کو کام میں لائیں اور اپنی طاقت کو دشمنوں کے  
 مقابلہ میں حرف کریں۔ غالب امید ہے کہ جمیع مسلمین اور ان کی حسنیت  
 کی برکت سے تازہ فتح نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اقرآن عظیم میں فرمائے ہے اُن  
 نے حضروالله یعنی صرکرد۔ یعنی اگر تم اللہ کے دین کی مدد کر دے گے تو وہ تباہی

مد کرے گا۔

اس زمانے میں دشمنانِ دین کے غالب ہونے اور مسلمانوں کے منغلوب ہونے کا سبب سوائے اس کے اور کچھ بہیں ہے کہ مسلمان اپنے انزوں فنا لی کو دریں میں ملتے ہیں، اور ہمود کو اپنے کار و بار میں خیل بناتے ہیں، خاکرہ کے ہندو غیر مسلموں کا استیصال گوارا کریں گے، دود اندیشی اور تحمل محمود شمسی ہے لیکن اتنی بہیں کہ غیر مسلم مسلمانوں کے شہروں پر غالب آئے جیسا میں اور ہر روز نایک شہر پر قبضہ کرتے رہیں، یہ وقت تحمل اور صلح اندیشی کا ہنسی ہے۔ یہ وقت خدا پر بہروز کرنے اور استعداد و حرب ظاہر کرنے اور غیر مسلمانوں کو جوشیں دلانے کا ہے اگر آپ ایسا کریں گے تو اغلب ہے کہ ”نیزم نصرت“ اچلنی شروع ہو جاتے گی۔ فیقر و کچھ جانتا ہے وہ یہ ہے کہ جنگ جات ایک مسلم ہے کہ اول اقل خوفناک و خرناک معلوم ہوتی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ اکی قدرت پر پوچھا تو کل دعتماد کر کے اس جانب توجہ دلت ہو گی تو ظاہر ہو گا کہ سوائے نماش کے دہاں کچھ نہ تھا، ایک کہ اپنے حالات اور استعداد و حرب کی کیفیت سے الٹاٹ دیں تھے اکریں گے۔ یہ چیز دعائیں محفوظت و نصرت میں مدد و معافی اور سلسہ جیگیاں ہوں گی۔

دالشکام

# مکتوب بستہ چہارم

بطرف

## نواب مجدد الدولہ ہے سادر

خدا کے عزِ جل مخدیظا و مخلوق اور اپنی حشیم عنایت میں آپ کو ملحوظ رکھے۔ اس وقت آپ کا فالانامہ پہنچا جس میں روئیدا لٹکرا اور ان صنیعین را یوں کی تفصیل تھی جن کو لوگ اپنے دماغوں میں پکا رہے ہیں۔

عدیز القدر میں افیق اس قدر رجاتا ہے کہ عالم ملکوت میں ہر سڑھہ و جھٹ کا استیصال مضموم ہے اور وہ بعض اشخاص جن کی توجہ کو اس قسم کے امور کے حل و عقد میں عنایت فرمایا گیا ہے، ان مخالفین کے استیصال کی دعا کرنے کے لئے برابر امور میں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو دن بدن آپ کے دل میں ان کے استیصال کا جذبہ موجز ان نہ ہوتا۔

اگر اس بعد بحث کا آنا حق ہوا جو کہ سلطنتِ تیموریہ کی تخریب کے درپے ہے تو قول خداوندی "إذْ كَيْدِي مُتَّيْنٌ" یعنی نیری

نہ سیر طہی صبیوطا ہے — کام مدد اُق بھی یقینی طور پر ظلم سر ہو گا۔ اطمینان  
رکھیں۔ والسلام۔

# مکتب سبتوں میں

بطوف  
نواب عبداللہ خاں کشمیری

آپ کو خدا سے عروج جل محفوظ و مخلوق ظا اور اپنی حشمت عنایت میں لمحو ظا کئے  
گرامی نامہ پہنچا۔ آپ نے علاقہ جات میں اقامت کرنے کے لئے دریافت کی  
تھا۔ عزیز القدر بابا۔ ایک جماعت کے دل پر بار بار ہر وگرو  
کے استیصال کے لئے وہاں کریں۔ لا جذبہ سید امبوہ ہے، ہرگز ان کے دمیسان  
سکونت پذیر نہ ہونا چاہئے۔ اگر اس دنیا میں جن کا ارادہ کر لیں سب سے  
بہتر ہے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت کے لحاظ سے بھی۔ اگر ممکن ہو سکے تو  
دہان سے فتح مہمندی ہے۔ الرجح بیت اللہ کریں گے تو انشا اللہ تعالیٰ  
و ایسی کے بعد بہت سے فائدے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کریں گے۔ یہ  
فتنہ کا زمانہ ہے کیوں خواہ مخواہ خوف و خطر میں اپنے آپ کو رکھا جائے۔  
واش دام

# مکتب سیٹ و م

بجانب

## حافظہ حارہ اللہ (پنجابی)

..... دہلی میں ایک جادہ شیم واقع ہوا، قوم جاٹ نے دہلی کے شہر کہنہ کو لوٹا اور حکومت اس فساد و تشرارت کو دفع کرنے سے عاجز ہی، اُنھوں نے مال بولے، اعزت و ناموس کو پر باد کیا، اور مکلفت کو آگ لکائی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بمع اہل و عیال و مال و مکامات کے ہاتھ سے  
دستِ ستم سے محفوظ رکھا..... اور یہ روٹ مار کا حادثہ اور اہل بیت  
میں ہوا، اور آخر شعبان نک باتی رہا۔

حواشی

و

تعليقفات

# حوالشی

۱۰ حدیثِ نبوی ہے :-

"آئُمَّا الَّذِينَ النَّصْرٌ" ابوالشیخ فی التَّوْبَیْغِ عَنْ ابْنِ عَلَیْهِ

ملاحظہ ہوا الجامع الصیفی، سید علی رطبیج مینیہ مصر (۲۱۳ھ) جلد اول ص ۸۹

۱۱ سر جدید فنا نکھل سر کار کا خیال ہے

"ادرنگ زیب کی شمالی ہندوستان سے غیر حاضری کا اندازہ سب سے پہلے

جاوں نے اٹھایا..... انہوں نے سب سے پہلے سلطنت کی فوجوں کا تنقیڈ

سیاہ دوسرکری طرز پر اپنی تنظیم شروع کر دی، ہر جاٹ کسان کو تلوار چلانی سکھائی

جائی تھی انہاس کو بندوقیں وغیرہ دی جاتی تھیں، چالوں نے عمل کرنے کے

جو اُسے اور لڑکاہار کا اعلیٰ جیع کرنے کے لئے جو مرکز بناتے تھے وہ گڑھیاں

کھلانی تھیں، یہ چوڑیاں چھوڑنے لگتے تھے جو مگر ان جگہوں میں بنتے جاتے

تھے۔ میٹی کی دیواروں سے اُن کو اتنا سعبتو طالبد مستحکم کر دیتے تھے کہ تو پہنچا کر

منقلہ کر سکتے تھے۔ ملاحظہ ہوتا تھا کہ اُنگز زیب ہا جنپنچم صفحہ ۴۹۶

۳۵۔ خالصہ سے مراد دہ علاقہ ہے جو براہ راست مرکزی حکومت یعنی بادشاہ کے تحت ہوتا تھا۔ اس کے محاصل بادشاہ لپٹے افسران کے ذریعہ وصول کرتا تھا۔

اس کے برخلاف جاگیر کا علاقہ موتا تھا جس کے محاصل جاگیردار وصول کرتے تھے اور جس کا براہ راست مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

R. P. Tripathi ۹۵

Some Aspects of Muslim Adm: p 308

دہلی کے ہر صاحبِ بصیرت فرمائزوں کی بیوکوشش رہی ہے کہ خالصہ کا علاقہ بڑھایا جاتے، ایسی صورت ہیں بادشاہ، صوبائی گورنمنٹ اور جاگیرداروں کے رحم و کرم پر ہمیں رہتا اور مرکزی دفاتر اور محلاتِ شہری کے اخراجات کے لئے جس قدر رقومات کی ضرورت ہوتی ہے وہ براہ راست بادشاہ کو ملتی ہے تھیں، اگرچہ صوبائی حکومتیں یا جاگیردار بادشاہ کے خلاف بغاوت کریں یا محاصل ادا نہ کریں تو بادشاہ پر فوری اثر ہمیں پڑتا۔

ضیاء الدین برلنی، مبارک شاہ جلیلی کی ایک سیاسی فلسفی کا ذکر کرتا ہے۔

”بے دیہاد زمیں ہاک در عجم علائی بخالصہ بان آ در وہ بودند در عصر اور میان

یافتہ“ (تاریخ فیروز شاہی ص ۳۸۲)

آئی جب ہندوستان آیا تو اس نے اپنے افسران کو جاگیریں ضرور دیں، لیکن خالصہ کا بڑا خیال رکھا، مثلاً بہار کی جاگیر محمد زمان کو دی، لیکن ایک کمر درا در ۲۵ لاکھ کے محاصل کا علاقہ

حال فہرست قرار دے دیا۔

## Memoirs of Babur ( ملاحظہ ہر p. 663)

شاہ وطن اللہ صاحب کے زمانہ میں خالصہ کی کمی سے بادشاہ کی رندگی پر جو اثر پڑا امقل، اس کا حال ایک معاصر بود رخ، مصنف تاریخ عالمگیر نامی کی زبانی سینے تک ملے ہے

”صوبہ بہتی کے پر گئے اور چند دیگر صوبوں کے پس گئے جو خالصہ میں شامل تھے

اور جن سے بادشاہ کے ذلتی ملزمن کی تباہیں ادا ہوتی تھیں، وہ ہاتھ سے

نکل گئے تھے۔ سہارہ پورہ جس کے محاصل جائیگرداروں کے حوالے کر دیتے

گئے تھے، اب بخوبی خالصہ میں بیلہ کے قبضہ میں تھا، اگرہ کے قریبے

علانی جاؤں کے پاس تھے۔ بجھے پر کے مادھو سنگھ نے نارنوں وغیرہ

کے علاقوں پر تسلط کر لیا تھا، میتھا کہ ایک محل بھی خالصہ میں نہ تھا،

..... ذہب باینجا رسمید کہ بادشاہ کے سترخوان کے لئے بھی روپیہ نہ

دہا۔ سیگات بہت سے احراجات اپنی جیب خاص سے کرتی تھیں ۔۔۔

(تاریخ عالمگیر نامی۔ قلمی سخن ص ۲۹ - ۳۰ - ۳۱)

Sarkar : Fall of the Mughal Empire ۳۵

یہ ملاحظہ ہو۔ مگر جو افلاق بڑھانے سے مرکزی حکومت کے انتظام میں فرق آ جانا ہے، ہلکتے کے اجزاء میں نظم و ضبط کا اعلیٰ معیار قائم نہیں رہ سکتا، مرکزی حکومت، جائیگرداروں کے دھم کر کے پر ہوتی ہے، فاسدہ تاریخ کا ایک ناقابل تردید اصول ہے کہ:—

"The more the jagers, the more unhappy is the peasant and unstable is the government."

یعنی جتنی زیادہ جاگیریں مہول میں اتنی ہی حکومت کمزور، اور

اشتکار پر شان چولے ۔

شاہ صاحبؒ کی نگاہ حقیقت ہیں تھیں اُنہوں نے جاگیر داری کو بالکل ختم کرنے کا مشورہ نہیں دیا کیا میں صورت میں جاگیر دار، حکومت کے خلاف مسخر ہو جاتے، اور سیاسی ابتری اور انتشار میں بخاف ہو جاتا۔ شاہ صاحبؒ مشورہ دیتے ہیں کہ چھوٹے منصب داروں کو جاگیریں نہ دی جائیں اور پرواسی دوہرات بتا لیجیں ۔

۲۵۔ منصب داری کے مختلف پہلوؤں کے تفعیلی مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو

Abdul Aziz: "The Mansabdari System and the Mughal Army"

C.S. K. Rao Sabit: Some notes

on Mughal Mansab, J.I.A. ۳۷  
۲۵۰-۶۲

۲۶۔ "حق نہ کر" کو قرون وسطی کے سیاسی اور سماجی نظام میں ایک ناکاہل قدوہ یہ اخلاقی وصول کی اہمیت حاصل تھی۔ اُنکو ہمی کو بدترین اخلاقی فرم سمجھا جانا تھا۔ رحمت الدین

یہ حضرت نظام الدین اور یادہ کا قول نقش کیا گیا ہے ۔

"بزرگ حق است حق نمک... حق آن نگاه تو اندر و اشت" ،  
قلیل شخه ۷ (ب)

برلن ص ۲۵۵ عفیف (ص ۴۶) تاریخ مبارک شاہی ص ۸۶  
تاریخ قاؤدی ص ۳۲۳ ایلیٹ اور غیرہ سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے ۔

پروفیسر محمد حبیب صاحب نے "خزان الفتح" کے مقدمہ میں اس پر فضیلی گفتگو کی ہے

ملاحظہ ہو : - The Campaigns of Sultan Alauddin Khilji

XV. مر رہنگ

امکھار دیں صدی میں نمک حرامی کو ایک آرٹ بنایا گیا تھا، اس صدی کی ساری

تاریخ نمک حرامی اور عدارتی کی ایک شویں دائرہ ایس ہے، کفر و رذماں روا ایسے سیاسی اور  
اخلاقی مجرموں کو سرزناہیں دیتے تھے، اس کے اثرات عوام پر پڑتے تھے۔ شاہ صاحب کے  
خیال میں سیاسی زندگی کی بہتری کا دراز "نمک حرامی مانے خاتمہ میں تھا" ۔

امکھار دیں صدی میں محل فوجوں کی حالت انتہائی خراب تھی، نظم و ضبط اور فرمابنبرداری

کے بجائے بُلطی اور حکم عدو لی عام ہو گئی تھی۔ سرو ولزے ہمیگ نے لکھا ہے ۔

"سلطنت کے زوال کا ایک بڑا سبب فوجوں کی بُلطی اور بُلے فاعدگی

بھی تھی..... فوج کے اعلیٰ افسران آپس میں لڑتے رہتے تھے... دشمنوں سے

پوشیدہ خط دکتابت کرتے تھے..... عام بُلطی نے فوج کو ایک بُلے ترتیب

ہجوم کی صورت میں دی تھی، نہ کوئی عسکری تربیت کھنی نہ نظام... غیر حاضری

کی سزا بہت دی جاتی تو ایک دن کی تھوڑا کاٹ لی جاتی۔... فوجی جرائم کے  
لئے سزا نہیں، افسر کبھی بہت ہی زیاد مخفیہ سزا لگاتے پر بھاگ کریں  
میں گھو اوتا۔.... اس قسم میں رفاقتہ عزم تھا کوئی سپاہیان غیرہ۔

*Cambridge History of India* p. 374-75  
Irvine : The Army of the Indian Vol IV  
Nizam ul Mulk ہر ۲۹۶-۲۹۷  
Mughals. ۱۵۲۰-۱۶۳۸

۵۵ احمد شاہ (۱۵۲۰-۱۶۳۸) کے زمانہ میں تین سال تک فوجیوں کی تھوڑیں  
ادا نہیں کی گئیں، مجبور ہو کر سپاہیوں نے شورش کی، محلوں کے دروازے روک کر گھر سے  
ہو گئے۔ ایک امیر کا جنازہ چار دن تک پڑا رہا اور فوجیوں نے اس وجہ سے دن نہ سمعھ دیا  
کہ اس نے تھوڑیں ادا نہیں کی ہیں۔ شاکر خاں پامی پتی نے کہا ہے کہ احمد شاہ کے  
زمانہ میں محلات شاہی کے ساز و سامان کی فہرست بنائی کا مذاروں کو دی گئی تھی، تاکہ  
اس کو فروخت کر کے سپاہیوں کی تھوڑیں ادا کر دی جائیں (ذکر شاکر خاں بندی) (ص ۳۴)

*Fall of the Mughal Empire* p. 346-347.  
Nizam ul Mulk ہر ۳۴۶-۳۴۷  
Fall of the Mughal Empire

فوجیوں کے انلاس کا اندازہ مصنف "تاریخ عالمگیری" میں اس بیان سے ہوتا ہے۔

"فوجیوں نے انلاس سے تنگ آگرائے گھوڑے بیچ دیتے تھے، پیدیل

ذوق کے پاس وردیاں نہ رہی تھیں، جا بزرگوں کو چارہ نہ ملنا تھا اس وجہ سے

وہ مرنے لگے تھے، فوجی اپنے گھر ووں سے باہر نکلتے تھے، اور بعض اوقات شنا

سواری کی ہمراہی میں بھی نہ ہوتے تھے۔ (تاریخ عالمگیر شافی رقلمی) ص ۱۵-۲۳ وغیرہ

نیز ملاحظہ ہے

## Fall of the Mughal Empire Vol II p 37

۵۹ مرکزی حکومت کی نا اہلی اور بادشاہوں کی سُستی اور عدم توجی کی اس سے بڑھ کر مثالی شکل ہے کہ انہوں نے غالصہ کا علاقہ لکھا ہی کھٹکا یعنی دہلی سے پالم تک کر دی یعنی، اول تو اس زمانہ میں غالصہ کا علاقہ لکھا ہی کھٹکا یعنی دہلی سے پالم تک۔ پھر جب اس کے محاصل و عدول کرنے میں بھی بادشاہوں کو وقت ہوتے ہوئے تو تبلیجہاندرا کو تاریخ کر دینا ہی بہتر ہے۔ پاہر کے سیاسی تدبیر کا ذکر اس سے پہلے (بندھ ۲) میں گذر چکا ہے کہ اس نے بھار میں بھی غالصہ کا علاقہ رکھا۔ اسی سچوائیں یہ تھے کہ دہلی کے غالصہ کا انتظام کرنے سے معذور تھے۔

۶۰ اس خط کے عنوان میں مکتوپ ایک کاتا نام ظاہر ہے کیا گیا، لیکن اس کے مطابق سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا منحاطب احمد شاہ ابدالی ہی ہے۔

(ا) شاہ صاحب نے شروع میں ہندوستان کے حالات اور واقعات جس طرح بیان کئے ہیں ان کا منحاطب ایک غیر ملکی ہی ہو سکتا ہے ہندوستان کے کسی بادشاہ کو اس طرح جائز نیا ای اور تاریخی تفصیلات بتانے کی ضرورت ہمیں یقینی ہے۔

(ب) اسی خط میں فرماتے ہیں۔ "لا جرم بر ای حضرت فرض عین است

قصیدہ مہدیستان کردن ۴

رسیں اچونکہ احمد شاہ ابد الٰی کو خط لکھ رہے ہیں اس تے جہاں

مغل بادشاہ احمد شاہ کا ذکر آیا ہے وہاں پس متحمل شلا لکھا ہو

(ش) بحیثِ الدلیل کے نام خطوط اتے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو احمد شاہ

ابد الٰی کے حملوں کا علم رہتا تھا۔

۹ الفہ - شاہ صاحبؒ نے جن صوبوں اور حکومتوں کا بہاں ذکر کیا ہے ان کے مختصر تاریخی حالات کے لئے ملاحظہ ہو

تاریخ فرشته، جلد دوم

طبقاتِ اکبری جلد سوم

۱۰ گجرات کا صوبہ جغرافیائی، اقتصادی، تجارتی، عسکری اور سیاسی اعتبار سے  
مہما بہت اہم تھا، دکن پر سلطنت قایم رکھنے کے لئے اس پر اقتدار ہونا ضروری تھا، مغلیہ  
بادشاہوں نے اس علاقہ کو اپنے قبضہ سے نکال کر جس سیاسی بعیت کے فقدان کا  
ثبت دیا اُس کی تفہیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Irvine : Later Mughals

Vol II p. 165 - 215

۱۱ - صوبہ مالوہ، جمنا سے مزینہ اٹک پھیلا ہوا تھا، اس کے مغرب میں راجپوتانہ اور  
شرق میں بند عربیکھٹہ تھا۔ سلطنتِ مغلیہ کے لئے اس کی جغرافیائی پوزیشن اور

زراعی اہمیت بے حد زیادہ تھی، جنوبی اور شمالی ہندوستان کے دریاں یہ کڑی کی مانند تھا۔ اینہوں، گناہ، انگور، چالیہ، غیرہ کی زبردست کاشت یہاں ہریقی تھی صرف دھرتی میں گجرات کے بعد اس کی اہمیت سب سے زیادہ تھی اور شمالی ہندوستان سے دکن کو جانے والی فوجوں کو ملوہ تھے ہی لگز زنا پڑتا تھا، مرٹپوں اور شمالی ہندوستان کے دریاں یہ پُشتر کی مانند تھا، اس کے نکل جانے کے بعد مرٹپوں کا طوفان کفت برداشت اور اس کا تفصیل کئے ملاحظہ ہو۔

### Raghubir Singh : Malwa in Transition p 109-111

Irvine : Later Mughals Vol II  
p. 242 - 245.

سلہ مرٹپوں نے اپنا اقتدار کس طرح بڑھایا ہے اس کے لئے ملاحظہ ہو

Sarkar : Fall of the Mughal Empire  
Vol I p. 67-76<sup>22</sup>

"How the Maratha  
power spread over the Mughal  
Empire?"

مرٹپوں کے اقتدار کا عوام پر اتفاقاً دی اثر کیا پڑا؟ طبقاً طبائی نے لکھا ہے،

"یہتے دارند کہ ہر جادوست یا بندوجوہ معاش جیسے خلق خدا بند کر دے

لطفِ خود می کشند و زمینداری و مقداری و عملی پڑا ری گرمی باقاعدہ میں

نگذاشتہ، اساس دارستان کا رہائے مذکورہ را ازیجہ ذہن برکنہ بینا دیا

دخل و تصرف ب خود فايم کند، سير المتأخرین -

اس کے بعد صاحب سیر المتأخرین اللہ ایک زبردست معاشری اور اقتصادی حقیقت کو اس طرح مذہبی انداز میں بیان کیا ہے۔

"رازتی مطلق تعالیٰ شانہ" کو رازتی مطلق اللہ تعالیٰ جو

روزی رسان سہند مسلمان است مہدیہ سہند مسلمان دلوں کا روزی پنجھا

برات رزق اصناف خلاعن برہیں والا ہے، اسی نے ہر ایک کی روزی

زین لاشنہ تمام ایں مملکت بر کا حصہ اسی سرزین (سہند) میں قدر

یک قوم پہ طور مسلم فرمایا ہی، یہ سلطنت کی ایک قوم کے

فائدہ کیلئے اس طرح مخصوص کی جاسکتی ہے تو انہ ماند یا"

۔ چونکہ سے مراد لگان کا وہ پر تھا حصہ ہے جو مریٹے جبراً مغلیہ سلطنت کے ان دور اُفواہ علاقوں سے دصول کرتے تھے جو ان کے رحم درم پر تھے۔

موترخوں نے اس کی نوعیت کے متعلق مختلف رائیں ظاہر کی ہیں۔ مانڈے

نے لکھا ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد وہ علاقے کسی تحریکی طاقت کے حملوں سے محفوظ

ہو جاتے تھے اور یہ بالکل و نہ کسی کے *ووچہ نہ کہہ سکتا ہے* ماند تھا

سرکار کا خیال ہے کہ اس طبقیں کے دینے کے بعد صرف مریٹوں کے حملوں سے

نجات مل جاتی تھی - مریٹوں پر دصری طاقتیں کے حمل سے بچانے کی کوئی ذمہ داری

عامہ ہوتی تھی، چونکہ، "اکوؤں کو حزیلے کا ایک طریقہ تھا" سارے سائے نے

لکھا ہے کہ یہ خراج تھا جو مفتودہ علاقوں سے بھا جانا تھا۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ پر۔

Sarkar: Shivaji and his Times  
p. 407-408

Sarkar: History of Aurangzeb  
Vol IV p. 262-3

Sen: Military System of the Maratha  
p 28-53

Sen: Administrative System of  
the Marathas, p. III.

۱۵۔ سخت نادنیا فی ہوگی اگر یہ سمجھا جائے کہ شاہ صاحب غیر مسلم جماعتیں سے  
لقصب کی بناء پر یہ لکھ رہے ہیں، مرتضیٰں کی ہنگامہ آرائیوں سے ہندو اور مسلمان  
سب ہی جستا نہ ہوتے تھے۔

بیکال کا مشہور شاعر گنگارام، بیکال پراؤں کے جملیں کا حال لکھتا ہے

”برگیوں لے دیہاتوں کو دُنیا شروع کر دیا..... کچھ لوگوں کے انہوں نے

ہاتھہ، ناک اور کان کاٹ لئے، کچھ کومار ڈالا، خونپورت ٹھوڑتوں کو روہ

ہسیتوں میں باندھ کر لے گئے، جبکا پیسدار جی زماں کر حکیم نہ تھا تو دوسرا کمزرا

نہ تھا۔ عورتیں چھینیں مارتی بھیں..... آنکھوں نے ٹھروں کو آگ لگادی اور

ہر طرف روٹ مار کرتے ہوئے گھوے۔“

سر جبد و ناف سر کا نہ گنگارام کی یہ عبارت لفظ کی ہے اور لکھا ہے

کے مریضوں کی زنا کے معاملہ میں بہت بڑی شہرت پختی۔ ملاحظہ بلا

Fall of the Mughal Empire Vol I  
p. 87.

پر نگاہی مصطفوں نے بھی مریضوں کی ان حرکتوں پر کا لوز میں اٹنگیاں دیکھیں  
ملاحظہ ہو۔

Pissurlen car :  
Portuguese & Maratas (ii)

p. 49.  
بنگال کے ایک شہر پنڈت دیشوار و دیاپتی نے ۱۷۳۷ء میں مریضوں کے  
ہنگاموں اور مظالم کا ذکر نہایت در دل انگریز ہے میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو

Fall of the Mughal Empire I  
p. 88.

ان سب بیانات کے پیش نظر، شاہ صاحب کے اس جملہ پر غیر کیا جائے  
تو اس کی صداقت کا اعتراض کرنا پڑتا ہے۔

۱۶۰ - جمنا کے جنوبی علاقے میں آگرہ سے دہلی تک جات آباد رکھتے، ان کی مشرقی سرحد چنبلی کھنچا  
اس علاقے میں ان کی ہنگامہ آلاتی کا یہ عالم تھا کہ مرکزی حکومت کا ناک میں دم آگیا تھا  
بقول سرکار ”دہلی اور آگرہ کی سڑک پر ایسا کاشابرداشت نہیں کیا جا سکتا  
تھا۔“ Fall, Vol I, 369 میں بڑی احتیاط برتنی پڑتی رکھتی، دکن کو اجسیر ہوتی ہیں جو فوجیں جاتی تھیں وہ اسی  
علاقے سے گزرتی تھیں۔

بہادر شاہ کے زمانہ میں اس سڑک کی محدود ش حالت کا اندازہ دستیار لالانشا

سکھ دین تجھ سے ہوتا ہے۔ ملک خطہ بیوی سستور ال انشار از یار محبر۔ ص ۳۰

۱۲۷۶ء میں جب بڑی تباہ کے اس علاقہ سے گزرے تو انہوں نے بھی ان

## ہنگاموں کو دیکھا۔ *Later Mughals I*

جان سرمن (John Surman) (جن ۱۶۹۴ء)

میں یہاں سے گزرنا تھا، اُس نے بھی جاؤں کی امن سوز حرکتوں کا ذکر اپنی ڈائرسی میں

کیا ہے ۱۶۹۴ء

۱۲۷۷ء - شاہ جہاں کے عہد میں جاؤں نے ایک مرتبہ زبردست شورش برپا کی تھی ۔

۱۲۷۸ء میں متحیر کافونج دار مرشد فلی خان ہن سے رہنماء مارا گیا تھا ۔

۱۲۷۹ء سرحد و ناکھ سرکار، تاریخ اور زنگ زیب جلد ستم جم ص ۷ - ۲۹۶ پر لکھتے ہیں

"اور زنگ زیب کی شمالی ہندوستان سے بغیر حاضری کافایہ دوئی جات

بیداروں، راجہ رام اور رام چہرے نے اٹھایا۔ ..... راجہ رام کی قانون شکن

حرکتوں کو آگرہ کا گرہ ریز صافی خاں کیہی نہ روک سکا، جاؤں نے راستے بند کر دیئے

اور بہت سے علاقوں کو لوٹا۔ اور اکبر کے مقبرہ کو بیٹھنے کے لئے سکندرہ کا

رُخ کیا، لیکن میر ابوالعقل نے جوہاں کا فوجدار تھا بہادری سے مقابلہ کیا

اور باغی کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ راجہ رام نے مشہور تواری افسر اصغر خاں

کا صمام لیتا ..... اصغر خاں جاؤں سے رہنماء مارا گیا ۔"

۱۲۸۰ء میں کو اوزنگ زیب نے مشہور جزبل خاں جہاں کو کلتاش ظفر جنگ کے

جاڑیں کے مقابلہ کے لئے بھیجا، خان جہاں کو شکست ہوئی تو اوزگت زیب سو خطروں کی نوعیت کا اندازہ ہوا اور اپنے رٹ کے اعظم کو جاڑیں کی سرکوبی کے لئے رد آنے کیا۔ اعظم ابھی جرہاں پوری پہنچا تھا کہ شہنشاہ نے اُس کو واپس بلا بیا اور اعظم کے بڑے بیٹے بیدار بخت کو جو اس وقت، اسال کا تھقا جاڑیں کے مقابلہ کے لئے بھیجا (دسمبر ۱۷۸۶ء) یہاں شاہ صاحب کا اشارہ بیدار بخت ہی کی طرف ہے۔

۱۹ شاید یہاں شاہ صاحبؒ کا اشارہ راجہ بھشن سنگھ رجے پور کی طرف ہے میکن راجہ بھشن سنگھ نے جاڑیں کے استیصال میں بڑا برداشت کام کیا تھا اور اس وقت بیدار بخت سے اس کی مخالفت کا کوئی واقعہ نظر سے نہیں گزر۔ راجہ بھشن سنگھ نے اور نگز تیب سے تحریری عہد کیا تھا کہ وہ جاڑیں کے مشہور قلعہ سنی "کو بریاد کر دے گا" (تاریخ اور نگزیب ج ۵ صفحہ ۳۰۰)

سرکار نے لکھا ہے کہ راجہ بھشنؒ اپنے باپ اور دادا کی طرح بڑے صفت کی ارز و رکھنا تھا، اور اس لئے یہ اہم کام انجام دیتے کا وعدہ کیا تھا۔ سنی کا محاصرہ بیدار بخت نے کیا تھا، ممکن ہے راجہ کو شہزادہ سے اسی لئے مخالفت بیدار ہو گئی ہو کہ ایسا اہم کام جس کے لئے اس نے اپنے آپ کو پیش کیا تھا، شہزادہ کے سپرد کیوں کر دیا گیا۔

۲۰ غرض بیرکت زمانہ میں چو دامن کے ہنگاموں کی تفعیل کے لئے ملاحظہ ہے۔

۱۷۱

Irvine : Later Mughals,  
Vol I p. 321-27.

شاہ صاحب نے جس مہم کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے مفصل و اتفاقات اردوں  
لے بیان کئے ہیں۔ چورامن نے قطب الملک دزیر کو ۲۰ لاکھ روپیہ رشیت دے کر  
اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ فرزخ سیر کے صلح کر لینے کا مشورہ دے۔

(اردوں جلد اول ص ۳۲۲)

راجہ ج سنگھ رجھورامن کے خلاف بھیجا گیا تھا) اس مصاحت کے خلاف تھا  
اس کا خیال تھا کہ چورامن کی طاقت کے ختم ہونے میں زیادہ غرض نہیں ٹھے گا، اس کے  
بخاری مشورہ یہ صلح کر لی گئی۔ فرزخ سیر خود اس صلح کرنے آمادہ تھا مگر قطب الملک نے  
مجوز رائے صلح کرائی، جب چورامن دہلی آیا تو فرزخ سیر نے اس کو صرف ایک مرتبہ دربار میں  
آئے دیا، دوسری مرتبہ دربار میں حاضری کی اجازت نہ دی۔

Irvine : Later Mughals  
I p. 327

قطب الملک کے چال چلن اور سیاسی ہنگاموں کے لئے ملاحظہ ہو۔

Sarkar : Fall of the  
Mughal Empire Vol I p 10-11  
۱۷۱ تغفیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Irvine : Later Mughals II p  
126-127  
۱۷۱ محمد شاہ (۱۶۲۸-۱۷۱۹) کا بیٹا احمد شاہ تھا جو اس کے بعد تخت پر

بیھیسا۔ یہاں شاہ صاحب نے اس کا نام لکھنے کے بجائے پر محنت اکھاہر  
ایسا عمدہ آکیا ہے، شاہ صاحب احمد شاہ عبدالی کو خط لکھر رہے ہیں اس لئے اس کا  
نام لکھنا سو مرادِ ادب خیال کیا۔

۲۳ صفرِ جنگ، سعادت خاں صوبہ دار اودھ کا دادخوا، <sup>۳۹</sup> سعدہ عین سعادت خاں  
کے انتقال پر اودھ کا صوبہ دار ہو گیا، اور انھار وہی صدمی کی سیاست میں  
کافی حصہ لیا۔ مختصر حالات کے لئے ملاحظہ ہے۔

Fall, Vol I, pp. 22-24, 442-448

۲۴ <sup>۹</sup> ربیعہ <sup>۲</sup> اے کو سورجِ حل جات نے پڑائی دہلی کو روٹا نہا، سرحد نانھ سرکار نے  
اس کا بغیضیل ذکر اپنی کتاب <sup>۳</sup> Vol I p 480 Fall  
میں کیا ہے۔ لکھا ہے۔

” وزیر کو خود لڑکے میں تامل نہا، اس لئے سورجِ حل کو آگے بڑھا دیا  
اس نے پڑائی دہلی کو خوب لوٹا..... عام لوگوں پر سخت مصیبت آئی  
بہت لوگوں نے خود کشی کر لی ..... جاؤں کے اس منگاہ کو لوگ  
جات گردی کے نام سے یاد کرتے تھے ۔“

ہر چون دوسرے مصنف چہار گذرا شجاعی کا بیان ہے کہ جب جاؤں نے  
لوٹنا شروع کیا تو دہلی کے باشندے گھبرا سیت اور پریتی ایسی میں گھرنے نکل کر کھڑے  
ہیئے، وہ در بدر گلی بگلی مارے پھرتے تھے، بالکل اس طرح جیسے کوئی ڈٹا ہو گا

۱۶۳

جہاں ظالم موجوں کے رحم ذکر م پڑتا ہے، لگوں کی طرح ہر شخص پریشان حال اور  
کھبڑا یا ہر انظر آنکھا ہے۔ (قلمی نسخہ ص ۴۱۰)

۵۲۵ صفر جنگ کے خلاف بادشاہ کی تفضیلی کارروائی کے لئے ملاحظہ ہو۔

Sarkar : Fall of the Mughal Empire Vol I - p. 483-500.

۵۲۶ سراج الدله کی طرف اشارہ ہے جو شہزادی علی دردی خاں کے استقالے کے بعد بیکال کا صوبہ دار ہوا تھا۔

۵۲۷ گر اگری کے دوسرے تناک دانتعات کے لئے ملاحظہ ہو۔  
Fall of the Mughal Empire, Vol II p 37

الفہم۔ ملاحظہ ہو سیر المتأخرین صفحہ ۸۶

طبا طبائی نے لکھا ہے کہ سلطنت اور شہنشاہ اس وقت بے معنی الفاظ ہو کر  
رد کر رکھتے۔

۵۲۸ ملاحظہ ہو۔

Fall of the Mughal Empire I p 481

۵۲۹ نادر شاہ کے حملہ نے مغلیہ سلطنت کی کمزوری عمارت کو منزہ نہ کر دیا تھا۔

سرکار نے لکھا ہے کہ نادر شاہ کے حملہ نے دہلی سلطنت کا ایک مرکز تباہ کر دیا

Vol I p 7) شاہانِ مغلیہ کا سیاسی اقتدار خاک میں

مل گیا۔ کرنال کے میدان میں دس یارہ ہزار سپاہیوں کا خون ہوا۔ دہلی کے تقریباً ۴۰ ہزار نعمتوں نتیخ ہوئے۔ سہند و نستان کی بعض نئی طائفتوں کا عروج بھی اسی وجہ سے ہوا، دہلی کی سلطنت انی مکردار ہو گئی کہ ان نئی طائفتوں کا مقابلہ نہ کر سکی پر فیضیر سری رام گنپتا نے بتایا ہے کہ سکھوں نے اس جملہ سے بے حد فائدہ اُبھٹا یا اور پنجاب میں بوٹ مار کی۔

## History of the Sikhs, pt. 3-4

۲۹ قرآن پاک ۲۹:۳۸

۳۰ قرآن پاک ۵۹:۵

۳۱

۳۲ قرآن پاک ۲۵:۳۸

۳۳۔ صفر درجنگ نے سورج محل جاث کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا، ملاحظہ ہو۔

## Fall of the Mughal Empire Vol II p. 435

۳۴۔ یعنی احمد شاہ (۱۶۵۳ - ۱۷۰۸) جیسا کہ آگے آنے والی عبارت سے

ظاہر ہے۔

۳۵۔ احمد شاہ کی والدہ کا نام ادھم بانی تھا، اس نے اس زمانہ کی سیاست میں بڑا حصہ بیان کیا، احمد شاہ نے اس کو بانی جیوی صاحبہ، نواب قدر سیہ صاحبہ لہذا میں صاحب جیوی صاحبہ اور قلبہ عالم وغیرہ کے خطابات یکے بعد دیگرے دیتے تھے

امدشتا کے عہد میں سارا انتظامِ مملکت اسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا تھا۔ بڑے  
بڑے احرار اور انسان دوزانہ اس کی ڈیپوٹی می پر حاضر ہوتے تھے، وہ پردے کے

پسچھے سے ساری عرضیاں اور کاغذات سننی تھی اور ان پر احکامات لکھواتی تھیں۔

۳۶ - رفیع الدولہ، بہادر شاہ بن اونگ زیب کا منجھلہ بیٹا تھا، سادات ہارہ نے  
۲۰ جون ۱۹۴۷ء کو رفیع الدربات کو تخت سے ہٹا کر رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھا دیا  
تھا، اس نے کل چار تھیں اور ۲۱ دن حکومت کی۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۷ء کو درگاہ

خواجہ قطب الدین بختیار کا کمیں دفن کیا گیا۔

۳۷ - پہشان اختر، بہادر شاہ بن اونگ زیب کا چو تھا بیٹا تھا۔ رفیع الدولہ کے بعد  
ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ غازی کے لقب سے تخت پر بٹھایا گیا۔ ۲۲ نومبر  
تک حکومت کی۔

۳۸ - یہاں شہزادہ محمد ابراہیم کی طرف اشارہ ہے جس کو عبد اللہ خاں (سبید بارہ)  
نے محمد شاہ کی زندگی میں ۱۵ اراکنی برلن ۱۹۴۷ء کو تخت پر بٹھا دیا تھا، تھوڑے ہی  
دنوں کے بعد محمد شاہ نے اس کو پکڑ پیدا کیا اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ جہاں  
۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کو اس کا استقالہ ہیگیا۔

۳۹ - احمد شاہ، محمد شاہ کے بعد تخت نشین ہوا تھا، اس کے دور حکومت کے  
حالات کے لئے ملاحظہ ہے۔

۳۵ نادر شاہ کا قتل عام ار مارچ ۱۷۳۹ء (۲۰ دبروز الموار) ۹ بجے صبح سے شروع ہوا تھا اور ۲ بجے دو پہنچک جاری رہا۔

۳۶ احمد شاہ عبدالی نے جب پانچیں بارگز ۱۷۵۷ء (مہدوستان پر حملہ کیا تو جاؤں کی طرف خاص طور سے توجہ کی۔ اس علاوہ کتفیل کیلئے ملاحظہ ہے۔

Fall II. Vol. 114 - 125

۳۷ بارگز ضلع منظفرنگر (بی، پی) میں ایک قبیہ ہے، سید بہادران جنپول نے اُنیسویں صدی کی سیاست میں نمایاں حصہ لیا تھا، اسی جگہ کے باشندے تھے۔

۳۸ بوڈھانہ اور گھٹولی، ضلع منظفرنگر (بی، پی)، کے دو قصبات ہیں گھٹولی میں بھلکت ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، بھلکت کو شاہ ولی اللہ صاحب کے مولد ہرنے کا سترن حاصل ہے۔

۳۹ احمد شاہ عبدالی کے حملوں کے لئے ملاحظہ ہو ضمیمه

۴۰ اس زمانہ میں شاہ صاحب نے فدب و جگر پریلیت کی پرشیان حالی کا کچھ ایسا اثر نفاذ کر "عز بار" ہی کا لفظ ان کی زبان سے نکالتا تھا۔ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔

"ما مردم غربت ہم کو در دیا رہندرستان آباد کے ماغربت اعتماداً نہ"

(وصیت نامہ ص ۲۰۶)

۴۱ قرآنِ پاک ۷: ۱۹۶

۴۲ شاہ صاحب صرف دلیلہ سباد ہے پر اکتفا ہنپیں کرتے عمل کی تلقین بھی

ساتھ ساتھ کرتے ہیں، یہ شاہ صاحب کا مخصوص انداز ہے، اُن کی نظر میں کامیابی

کا انحصار ددعاء، اور "عمل" دونوں پر رکھا۔

<sup>۵۸</sup> قریۃ الرحمہ کیں سے مراد پہلت ہے شاہ صاحب پہلت ہی میں پیدا ہئے تھے

اپنی پیدائش لگاہ کی سلامتی کا خیال شاہ صاحب کو ہر وقت رہتا تھا، اس سے  
قبل بھی ایک مکتب میں اپنی تشویش کا انٹہمار کیا ہے۔

<sup>۵۹</sup> یہ متنبی کا مصرع ہے جس کا صدریہ ہے۔

### ماکل ماتینمنی الرعید رکہ

<sup>۶۰</sup> - احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۵۲ء میں کثیر پر حملہ کیا تھا، حملہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Islamic Culture, Vol XI No 4  
پ ۴۹۹-۵۰۰  
۱۹۵۱

<sup>۶۱</sup> حضرت محمد الف ثانیؑ نے اپنے کتابیات میں متعدد جگہ اس شعر کو استعمال کیا ہے  
یہاں شاہ صاحب بالکل اسی ذہنی کیفیت میں اس کو نقل کرتے ہیں۔

<sup>۶۲</sup> صعدر جنگ کی نظر میں روہیلوں کی طاقت کانتے کی طرح کھلکھلی کھنچی جب وہ برلن فتح  
آیا تو اس نے روہیلہ کھنڈ کی منظہب الدین خاں نوبیرہ عظمت اللہ خاں سابن  
گورنر زہرا د آباد کے نام دربار مشاہی سے جاری کرادی، قطب الدین سات ہزار فوج  
اکٹھا کر کے عازِم روہیلہ کھنڈ ہوا، حافظہ الملک نے اس فقدم سے باز رکھنا چاہا، مجبوراً  
حافظہ الملک نے جنگ کی، رام گنگا گئے سکنار سے جنگ ہوئی اور قطب خاں مارا گیا

شہادت نے یہ خط آسف جاہ کو اس وقت لکھا ہے جبکہ قطب خان کا  
ہنگامہ شروع ہوا تھا، اس میں پیش گئی بھی کی ہے کہ "سربرخون ہدتر"  
لاخط ہرگز کستانِ رحمت"

*Life of Hafiz ul Mulk*, p. 28  
*Cambridge History of India* IV.  
*Fall of the Mughal Empire I* p. 377 <sup>p 424</sup>

۵۴ سبیر اکتوبر ۱۶۵۶ء میں گرانی غلہ کا یہ عالم تھا کہ رد پیر کے ۹ سرگیوں ملتے تھے، ہنگام کی  
دال رد پیر کی آدھ سیر ماش کی دال رد پیر کی پانچ سیر، دہلی میں دو ایں نک گرائی گئیں

*Fall of the Mughal Empire II* p. 154

۵۵ قرآن پاک : ۸ : ۲۷

۵۶ ۱۱۴۱ھ مطابق ۱۶۷۸ء -

"قتل وغارتگری کی یہ انتہا ہے کہ دہلی رجب سے شعبان تک لڑتی رہی اور مغلیہ سلطنت  
با کل بے بس رہی تاریخوں میں اس دوٹ کا تفصیلی حال نہیں ملتا، بہر حال ان حالات  
میں کوئی تنجیب کی بات نہیں کہ مسلمانوں نے خود رجہ مایوسی کی حالت میں "جوہر" کر کے  
اپنے اپ کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

# ضمیمه جات

## شاہ ولی الدّم و ہلوی کی سوانح اور تصنیف

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے حالات اور سوانح میں ایک منحصرہ رسالہ "الجزء الطیفی فی ترجمۃ العبد الصعیف" تصنیف فرمایا تھا۔ یہاں ہم فارسی عبارت کا اردو میں خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"یہ فقیر ہوا رسول اللہ ہم برود چھار شنبہ طلوع آفتاب کے وقت پیدا ہوا تاریخی نام عظیم الدین، نکالا گیا۔ ولادت سے پہلے خود والدین اور چند صلحانے بیڑے بارے میں بہت سے بشارتی خواب دیکھتے ہیں کو بعض دوستوں نے مستقل رسالہ "القول الحلى" میں بھی جمع کر دیا ہے۔ عمر کے پانچویں سال مکتب میں بھٹھا دیا گیا۔ ساتویں سال والد ماجد نے نماز روزہ شروع کر دیا اور اسی سال "رسم سنت" عمل میں آئی۔ اور جیسا کہ یاد رکھیا ہے اسی سال قرآن پاک ختم ہوا اور فارسی تعلیم شروع ہوئی یہاں تک کہ دسویں سال شرح طلا جامی پڑھ لی اور مطالعہ کتب کی استعداد پیدا

ہو گئی۔ چودھویں ہی برس میں شادی کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور والد ماجد نے اس معاملہ میں انہتائی عجلت سے کام لیا۔ اور جب سعید والوں نے والد ماجد کے تقاضوں کے جواب میں سامان شادی تیار نہ ہونے کا عذر کیا تو آپ نے اُن کو لکھ کر یہجا کہ میری یہ جلد بازی بلا وجہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں کوئی راز ہے۔ ہندو یہ مبارک کام بلا تاخیر ہی ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ والد بزرگوار کے اصرار سے اسی سال یعنی چودھویں ہی برس میں شادی ہو گئی۔ اور وہ راز بعد میں اس طرح ظاہر ہوا کہ نکاح سے تھوڑے ہی دن بعد میری خوش دہن کا انتحال ہو گیا۔ اس سے چند ہی روز بعد میری اہلیہ کے ننانے وفات فرمائی۔ پھر حینہ ہی دنوں میں عم بزرگوار شیخ ابو الرضا محمد قدس سرہ کے صاحبزادے شیخ فخر عالم نے وفات پائی۔ اور یہ صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ میرے بڑے بھائی شیخ صلاح الدین کی والدہ ماجدہ نے داغ مفارقت دیا۔ ان صدمات کے ساتھ ہی والد ماجد پر ضعف اور مختلف قسم کے امراض کا غلبہ ہوا اور وہ بیکھتے دیکھتے آپ کی وفات کا سامنے عظیم بھی پیش آگیا۔ ان حوارث کے پیغمبَر جانے پر معلوم ہوا کہ شادی کے مقابلے والد ماجد کی عجلت فرمائی میں کیا راز تھا۔ درحقیقت اگر اس وقت یہ کام اس طرح عجلت سے انجام نہ پاتا تو ان حوارث کی وجہ سے پھر مدتوں بھی اس کا موقع نہ آ سکتا تھا۔

شادی سے ایک سال بعد یعنی پندرہ سال کی عمر میں والدہ ماجد کے

ہاتھ پر نیچنے بیعت کی اور شائع صوفیہ بالخصوص حضرات نقش بندی کے  
 اشغال میں لگ گیا۔ اور توجہ و تلقین اور آداب طریقت کی تعلیم و فرمادہ پوشنگ کی  
 بہت سے میں نے اپنی نسبت کو درست کیا۔ اسی سال بیضادی کا ایک حصہ پڑھ  
 کر گوپا ان دیار کے مروجہ نصاب تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ والد ماجد نے اس  
 تقریب میں بڑے پیارے پر خواص و عوالم کی دعوت کی اور مجھے درس کی اجازت  
 دی۔ جن علوم و فنون کا درس اس تک میں مردج ہے، ان میں دلیل گئی کہ میں  
 میں نے سبقاً سبقاً پڑھیں۔ حدیث میں پوری مشکوہ شریف سوائے "کتاب  
 الہیوع" سے "کتاب الاداب" تک کے تھوڑے حصے کے، اور صحیح تجارتی  
 کتاب بعد تجارتی تک اور شماں ترمذی کامل اور تفسیر میں تفسیر بیضادی اور تفسیر  
 مدارک کا ایک حصہ اور حق تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت بھی پڑھ  
 یہ ہوئی کہ کامل غرور و غلکر اور مختلف تفاسیر کے مطالعہ کے ساتھ والد ماجد کے درس  
 قرآن میں مجھے حاضری کی توفیق ملی اور اس طرح میں نے کئی بار حضرت سے متن  
 قرآن پڑھا اور یہی میرے حق میں "فتح غیظہم" کا باعث ہوا۔ اور علم فقه میں شرح دنیا  
 اور ہدایہ پوری پڑھیں اور اصول فقہ میں جاتی اور توضیح توتیخ کا کافی حصہ اور منطق  
 میں شرح شمسیہ پوری کا اور شرح مطالعہ کا کچھ حصہ اور کلام میں شرح عقائد سع  
 حاشیہ خیالی اور شرح موافق کا بھی ایک حصہ۔ اور سنوک و تصنیف میں  
 عمارت اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ اور علم المحتائق میں شرح رہائیات مولانا جامی

لواحہ مقدمہ شرح معنات اور مقدمہ نقد المفہومی، اور فن خواص اسماں و آیات میں  
والد ماجد کا خاص مجموعہ اور طب میں موجزاً اور فلسفہ میں شرح پدائیہ الحکمتہ وغیرہ  
اور نحو میں کافیہ اور اس کی شرح از ملاجای اور علم معانی میں مطول اور مختصر المعانی  
اس قدر جتنے یہ ملازموں کا حاشیہ ہے اور بہیت و حساب میں بعض مختصر  
رسائے پڑتے ہیں۔ اور الحمد للہ کہ اسی تحقیقیں کے زمانہ میں ہر فن سے خاص منا  
پیدا ہو گئی اور اس کے خاص سائل اور اہم مباحثہ میرے ذہن کی گرفت میں  
آگئے۔

میری عمر کے سترھوں سال والد ماجد رضی ہوئے اور اسی مرض میں  
واصل برحمت حق ہو گئے۔ اور اس مرض وفات ہی میں مجھے سعیت دار شاد  
کی اجازت مرحمت فرمائی۔

خدا تعالیٰ کا ایک بڑا احسان یہ ہے کہ حضرت والد ماجد جب تک رہے  
اس فقیر سے بے حد راضی رہے اور اسی رضا مندی کی حالت میں اس دنیا  
سے تشریف لے گئے۔ حضرت والد کو حصی توجہ میرے حال پر رہی ایسی ہر  
باپ کو اپنے بیٹوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ میں نے کوئی باپ، کوئی استاد،  
اور کوئی مرشد ایسا نہیں دیکھا جو اپنی اولاد یا اپنے کسی شاگرد یا مرید کی طرف اس قدر  
توجہ اور شفقت رکھتا ہو جو حضرت والد ماجد کو میرے ساتھ تھی۔

پھر حضرت کی وفات کے بعد بارہ سال تک کتب دینیہ اور معقولات کے

دریں میں اشتغال رہا اور ہر علم دفن میں غور کرنے کا موقع تھا۔

ماہ سب اربعہ کی فقہہ اور ان کی اصول فقہ کی کتابوں اور ان احادیث کے غائر مطالعہ کے بعد جن سے وہ حضرات اپنے مسائل میں استفادہ فرماتے ہیں "نور غیری" کی مدعے "فقہاء محدثین" کا طریقہ دل نشین ہوا۔ غرض والد ماجد کی وفات سے برس اس طرح گذرنے کے بعد حریم شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور آخر ۱۴۲۳ھ میں یہ فقیر نجح سے مشرف ہوا۔ اور ۱۴۲۴ھ میں مکہ منظہ اور مدینہ منورہ کی مجادلت اور شیخ ابو طاہر قدس سرہ اور دیگر شیخ حریم شریفین سے اخذ روایت حدیث کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران میں روضہ حضرت سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم میری توجہ کا خاص مرکز رہا۔ اور الحمد للہ کہ مجھ فقیر پر اس دربار قدسی سے بے پایاں نیوض و برکات کی بارش ہوتی۔ یہاں سفر مبارک یہیں حریم شریفین اور عالم اسلامی کے بہت سے علمائے کرام کے ساتھ خوب رنگین صحبتوں کا موقع تھا۔ حضرت شیخ ابو طاہر مدینی قدس سرہ کی طرف سے تمام طریق صوفیہ کا جامع خرقہ بھی اسی بارکت سفر میں عنایت ہوا۔

پھر ۱۴۲۵ھ کے آخر میں نجح سے مکرر مشرف ہو کر اول ۱۴۲۶ھ میں وطن واپس آیا۔ اور ۱۴۲۷ھ رب جنور ۱۴۲۷ھ کوٹھیک جمعہ کے دن بفضلہ، صحیح سلامتہ دلن مالوت دلی پہنچ گیا۔ "تبیل ارشاد" و "اما بنعمرہ" و "بیک نحمدہ" بعض خاص انعامات الہیہ کا بھی تذکرہ کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ کا عظیم ترین انعام اس بندہ پر یہ ہے کہ اس کو خلعت فتحیۃ  
بخشنا گیا ہے اور اس آخری دور کا افتتاح اس سے کرایا گیا ہے۔ اس سلسلہ  
میں جو کام مجھ سے لیئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ”فقہ“ میں جو ”مرضی“ ہے اس کو جمع  
کیا گیا اور ”فقہ حدیث“ کی از سر نو بنیاد رکھ کر اس فن کی پوری خارت تیار کی گئی اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام و ترغیبات بلکہ تمامی تعلیمات کے اسرار و مصالح کو  
اس طرح منضبط کیا گیا کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے یہ کام اس طرح ہنسی کیا  
تھا۔

نیز سلوک کا وہ طریقہ جس میں حق تعالیٰ کی مرضی ہے اور جو اس دور میں کامیاب  
ہو سکتا ہے مجھے اس کا اہمام فرمایا گیا۔ اور میں نے اس طریقہ کو اپنے دور سالوں  
”ہمفات“ اور ”انطاف القدس“ میں علم بند کر دیا ہے۔

ایک کام مجھ سے یہ نیا گیا کہ متقدہ میں اہل سنت کے عقائد کو میں نے دلائل و  
برائیں سے ثابت کیا اور معقولیوں کے شکوک و شبہات کے خس و خاشاک سے  
ان کو قطعی پاک کر دیا۔ اور ان کی تقریر بحمد للہ ایسی کہ جس کے بعد کسی بحث کی گنجائش  
ہی ہنسی رہتی۔ علاوه ازیں مکالاتِ اربقة ابداع، خلق، تدبیر، اور تدہلی کی حقیقت  
اور نفوس انسانیہ کے استعدادات کا علم مجھے عطا فرمایا گیا۔ اور یہ دونوں یہے  
علم ہیں کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے ان کے کوچہ میں قدم بھی ہنسی رکھا۔ اور حکمت  
عملی (کہ اس دور کی صلاح و فلاح اسی سے وابستہ بلکہ اسی میں مخصر ہے) مجھے بھر پور

دی گئی۔ اور کتاب و سعدت و آثار صحابہ سے اس کی تطبیق و تفصیل کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔ اس سب کے سوا مجھے وہ ملکہ عطا فرمایا گیا جس کے ذریعہ سے میں تمیز کر سکتا ہوں کہ دین کی اصل تعلیم جو فی الحقيقة آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہے وہ کیا ہے اور وہ کیا کیا باتیں ہیں جو بعد میں اس میں ٹھوٹی گئی ہیں؟“

## تصانیف

- |  |                                 |
|--|---------------------------------|
| (۱۲)، شرح تراجم ابواب صحیح بخاری       | (۱)، فتح الرحمن                 |
| (۱۳)، مجموعہ رسائل اربعہ               | (۲)، الفوز الکبیر               |
| (۱۴)، تفہیمات الہبیہ                   | (۳)، فتح الخبیر                 |
| (۱۵)، خیر کشیر                         | (۴)، مصنف                       |
| (۱۶)، فیوض الرحمن                      | (۵)، مسوی                       |
| (۱۷)، الدرالثین فی مبشرات الہبی الامین | (۶)، حجۃ اللہ البالغہ           |
| (۱۸)، انفاس العارفین                   | (۷)، لمبور البازغہ              |
| (۱۹)، اذالتة الخغا عن خلافۃ الخلفاء    | (۸)، قرۃ العین فی تفضیل الشیخین |
| (۲۰)، انسان العین                      | (۹)، انصاف                      |
| (۲۱)، القول الجمیل                     | (۱۰)، عقد الجید                 |
| (۲۲)، انتباہ فی سلاسل اولیا ر اللہ     | (۱۱)، تحفۃ المودین              |
| (۲۳)، الطافت القدس                     |                                 |
| (۲۴)، سطعات                            |                                 |

- (٢٥) بمحات (٢٦) العطية الصدّي  
 (٢٧) لمحات (٢٨) فتح الودود في معرفة الجنود  
 (٢٩) كتوبات في مناقب امام بخارى و (٣٠) مسلفات  
 ابن قيميه -
- (٣١) مكتوب المعارف مع مكاتيب ثلاثة (٣٢) سرور المحررون  
 (٣٣) الججز والطيف (٣٤) المقالة الوضيّة في الوصيّة والنيصيّة  
 (٣٥) شفار القلوب (٣٦) زهراوين  
 (٣٧) تأييل الاعاديث (٣٨) تأييل حديث  
 (٣٩) هوا من شرح حزب الحجر (٤٠) العقيدة الحسنة  
 (٤١) المقدمة الينسية (٤٢) حبس حديث  
 (٤٣) شرح رباعتين (٤٤) مأثر الاجداد

# شاہ ولی اللہ کے ۱۱ صاحبزادے مغلیہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی ولادت ۱۴۰۳ھ میں اور وفات ۱۴۴۲ھ

یہ ہوئی تھی۔ اس بستی میں مندرجہ ذیل شاہزادے مغلیہ تھت پڑائے۔

(۱) ادریگ زیب عالمگیر (۱۴۵۸-۱۴۰۷)

(۲) بہادر شاہ اول (۱۴۰۷-۱۴۱۲)

(۳) مختار الدین جہاندار شاہ (۱۴۱۲-۱۴۱۳)

(۴) فرج سیر (۱۴۱۳-۱۴۱۹)

(۵) نیکو سیر (۱۴۱۹)

(۶) رفیع الدربافت (۱۴۱۹)

(۷) رفیع الدولہ (۱۴۱۹)

(۸) محمد شاہ (۱۴۲۰-۱۴۱۹) - محمد ابراہیم - (۱۴۲۰)

(۹) حمید شاہ (۱۴۲۰-۱۴۲۸)

(۱۰) عالمگیر ثانی (۱۴۲۸-۱۴۵۹)

(۱۱) شاہ عالم (۱۴۵۹-۱۴۸۰)

# احمد شاہ اپدالی

۱۴۳۲ء میں جب نادر شاہ نے قندھار پر شکر کشی کی تو ایک شخص احمد خاں نامی جنگی قیدی کی حیثیت سے اس کے پاس لایا گیا۔ نادر شاہ اس سے بہت متاثر ہوا اور اس کو یساوں پنا کر اپنے ذاتی خدمتگاروں میں شامل کر لیا۔ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اس نے بہت جلد ترقی کر لی اور وہ نادر شاہ کے نہایت اعلیٰ درجعہ فوجی افسروں میں شمار ہونے لگا۔ بعد ازاں نادر شاہ نے اس کو خزانہ کا ہشتم بنا دیا اور اس پر ضریبِ اعتماد کا انعام کر لیا۔ گلستانِ رحمت میں لکھا ہے کہ وہ نادر شاہ کی مجلس کا رکن بھی ہو گیا تھا۔<sup>۱</sup> نادر شاہ اس کے متعلق کہلے ہو رہا میں کہا کرتا تھا کہ اس نے ایران۔ تورات اور ہندستان میں کوئی شخص ایسی خوبیوں اور صلاحیتوں کا نہیں دیکھا جسیا کہ احمد خاں ہے۔ نادر شاہ کی ہمایت پر احمد خاں اکثر اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب ۹ روزی الحجہ ۱۱۵۴ھ المطابق ۹ مارچ ۱۷۳۹ء کو نادر شاہ،

له خزانہ عامرہ۔ ص ۹۔ ماثر الامراء جلد دوم۔ ص ۱۹، ہشتم خزانہ کو منکد باشی  
کہتے ہے گلستانِ رحمت (قلیلی سخن)

محمد شاہ کے محل میں ناتھ کی حیثیت سے افضل ہوا تو احمد خاں دیوان عام کے پاس نظام الملک پن پلٹھ خاں آصف جاہ کے ساتھ بیٹھا۔ نظام الملک نے چب اس کا پھرہ دیکھا تو بلندی اور عظمت کے آثار نظر آئے۔ اور پیش گوئی کی کہ شخص ضرور بادشاہ بنے گا۔ یہ خرسی طبع نادر شاہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اس نے احمد خاں کو اپنے پاس بایا اور جیب سے چاقونکال اس کے کان خورڑے تھوڑے کاٹ دیئے اور کھائے۔ جب تم باوشاہ ہو جاؤ گے تو ان کو دیکھ کر میری یاد تازہ ہو جائے گی۔

۲۰ جون ۱۸۴۷ء کو نادر شاہ اپنے کیمپ میں مارا گیا۔ اس کے مرتبے ہی سلطنت میں انتشار اور پلنگی پیدا ہو گئی۔ احمد خاں نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور افغانستان میں آزاد حکومت کی ہنا ڈال دی۔

امد شاہ نے در درواں لگھ کا لقب اختیار کیا۔ بعد کو اسی نسبت سے ۳۰ تاریخ احمد شاہی (قلعی) تاریخ سلطانی لکھ نادر شاہ کے قتل کے بعد جب احمد شاہ افغانستان کو بجا گا تو لا ہور کے ایک درویش کو اپنے ساتھ لیا۔ شاہ صابر نے نادر شاہ کے قتل سے تین دن پہلے پیش گوئی کی ہتھی کہ احمد شاہ بادشاہ ہو گا۔ ابھی افغانستان بھی نہ پہنچنے تھے کہ شاہ محمد صابر نے احمد خاں سے بادشاہست کا اعلان کرنے کا اصرار کیا۔ احمد خاں نے تاہل کیا تو مٹی کے ایک ڈھیرہ نمبر دستی بھدا دیا اور کھایا مہما راتخت ہے۔ بچھر گیوں کا ایک خوشہ سریر رکھا اور ہجاتم ذراں بادشاہ ہو، سیر المتعارفین (ج ۳) ص ۲۶ تاریخ چین شاہی (قلعی)

اس کا غاندان مورانی کہلانے لگا۔ ابدالی سے ایک مشہور افغان قبیلہ کا نام ہے جس سے احمد شاہ مسلک تھا۔

احمد شاہ نے ہندوستان کے حالات کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ تخت نشینی سے پہلے وہ کئی بار ہندوستان آیا تھا۔ بیہاں کی دولت، مرکز کی مکرودی، امارات کی مفسداتہ حکتیں۔ سب اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں۔ چنانچہ ۳۴۲ھ سے ۴۹۷ھ تک اس نے ہندوستان کو فتوحاتیں کیں۔ ان حملوں کے اسباب مختلف تھے۔ بعض مرتبہ وہ خود آیا۔ بعض مرتبہ بلا یا گیا۔ ۶۷۲ھ میں اس کا چھٹا حملہ باشکل مختلف نوعیت کا تھا۔ ہندوستان کے حالات سے بدول ہونے کے بعد سخیدہ امراڑ بالغ نظر علماء اور مشائخ نے اس کو بیہاں آنے کی دعویٰ تھی۔ طبا طبائی نے لکھا ہے:-

”نجیب الدوّلہ دراجہماںے ہندوستان از دست مرہٹہ عادالملک بجا  
آمادہ زوال دولت و ملک خود از دست بر د مرہٹہ برائے العین مشاہدہ منود عارف استدعا“

له قبیلہ کا نام ابدالی پڑنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ احمد شاہ کے اجداد میں سے ایک بزرگ خواجہ ابو الحسن ابدال حشمتی کے مرید تھے۔ اور اسی نسبت سے ابدالی شہرو ہو گئے تھے۔ بعد کو ان کے قبیلہ کا نام ہی ابدالی مشہور ہو گیا۔ ملاحظہ ہوتا تھا حسین شاہی از سید ابوالمحاسن حسین الحسینی (تلہی) ص ۶

بخدمت احمد شاہ عبدالی نگاشتہ خواہاں درود اوشدند"

(سیر المتأخرین)

احمد شاہ بعض اعتبار سے اپنے عہد کے ہنایت ہی ممتاز حکمرانوں میں تھا۔ اس کی صلاحیت جہانی، تدبیر، عسکری لیاقت کا اعتراف اس کے مخالفین تک نے کیا ہے۔ اس نے اپنے ملک کو غلامی سے بجات دلائی۔ اور افغان علاقہ کو جو اس وقت چھوٹی چھوٹی منتشر یا اسٹوں پر مشتمل تھا۔ ایک مخصوص طیاسی سانچہ میں "دھال کر" افغانستان" کی شکل دی۔

احمد شاہ مذہبی رحجانات کا آدمی تھا۔ علمار و مشائخ کا ہجوم اس کے گرد رہتا تھا۔ پشاور۔ لاہور۔ اور ٹپالہ کے مشائخ کی خدمت میں وہ اکثر حاضر ہوا ہے۔ ملی اجیروں پانی پت کے مزارات پر اس نے عقیدت سے حاضری دی ہے۔ جنگ پانی پت کے اگلے دن وہ حضرت بوعلی شاہ قلندر کے مزار پر نیاز مندا نہ گیا تھا۔ ہر جمعرات کی شب میں وہ علمار و مشائخ کو کھانے پر بلاتا تھا اور مذہبی معاملات پر لگنٹو کرتا تھا۔ وہ خود ہنایت پابند شرع سنی تھا۔

ان تمام مذہبی دلچسپیوں کے باوجود وہ اہمیتی غیر متعصب اور سیع لنظر تھا۔ اس کے ملک میں شیعہ، ہندو، عیسائی سب پوری مذہبی آزادی کے ساتھ رہتے تھے۔ افغانستان کی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ ایران کے شمالی علاقہ سے نادر شاہ نے عیسائیوں کو لا کر کابل میں بسادیا تھا۔ ہندوؤں

عیسائی دنوں اطینان کے ساتھ افغانستان میں زندگی بسر کرتے تھے  
اس کی تصدیق ۱۸۵۷ء میں جارج فورستر نے کی ہے۔

فیر رنے لکھا ہے کہ مشرقی ممالک کی بہت سی خرابیوں سے احمد شاہ  
مبرہ اتفاقاً۔ شراب نوشی، اینیون وغیرہ سے اچتناب کی کرتا تھا۔ لامب اور منافقانہ  
حرکتوں سے پاک تھا۔ مذہب کا سخت پابند تھا۔ اس کی سادہ لیکن باوقتار  
عادتیں اس کو ہر دلعززی بنا دیتی تھیں۔ اس تک پہنچنا آسان تھا۔ وہ انصاف  
کا خاص خیال رکھتا تھا۔ کبھی کسی نے اس کے فیصلہ کی شکایت نہیں کی۔  
۲۰۔ رجب ۱۸۵۶ء مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو ابدالی کا انتقال ہوا۔

۱۔ لاحظہ ہو

“A Journey from Bengal to  
England ! VOL I

۲۔ لاحظہ ہو

“History of the Afghans

# احمد شاہ ابدالی کے حملے ہندستان پر

احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۴۸ء میں سے ۱۷۵۱ء تک ہندوستان پر  
نوجملے کیئے رسات حملے شاہ ولی اللہ صاحب کی زندگی میں ہوتے ہتھے۔

پہلا حملہ ۱۷۴۸ء میں پنجاب پر ہوا تھا۔ احمد شاہ نے لاہور اور سرہند  
پر بغیر مقابلہ کے قبضہ کر دیا۔ لیکن جب آگے بڑھا تو منوپور کے مقام پر مغلوں کی  
نوجوں نے حملہ کیا اور احمد شاہ کو شکست کھا کر وہ اپس ہونا پڑا۔

۱۷۵۰ء میں احمد شاہ ابدالی نے دوسری بار پنجاب پر حملہ کیا۔ صدر جنگ  
نے مغل بادشاہ احمد شاہ کے اصرار پر ابدالی کے خلاف مرتباں سے معاہدہ  
کیا۔ لیکن یہ معاہدہ بار آور نہ ہوا۔ معین الملک نے جولاہور کا والسرائے تھا، ابدالی  
سے ضلع کریں اور پنجاب کا کچھ علاقہ احمد شاہ کے حوالہ کر دیا۔

لہ آند رام مخلص نے اپنے ذکرہ میں اس حملہ کا فصل ذکر کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو۔

Sarkar's Hall Of The Mughal Empire Vol I A.D. 207-233  
Sarkar's Hall Of The Mughal Empire Vol II. 417-419

تاریخ احمد شاہی کے مفہوم کا بیان ہے کہ اس علاوہ کو حوالہ کر دینے کی ہدایت  
مغل شہنشاہ نے کی تھی بلکہ

احمد شاہ ابدالی کا تیسرا حملہ ۱۵۸۶ء میں ہوا۔ معین الملک نے حملہ کی  
خبر سنکرنا لکھ رہا پڑے ابدالی کے پاس بھیجے تاکہ یہ رقم سے کروہ واپس ہو جائے  
لیکن اس نے پیش قدمی کو حارہی رکھا۔ معین الملک ابدالی سے جنگ کرنے  
کے لیے آمادہ نہ تھا۔ لاجھور کے ایک پاٹر تا جرگ کو رائل نے حملہ آور سے صلح  
کرنے کی سخت مخالفت کی۔ بالآخر یہ ہی طے ہوا کہ جنگ کی جائے۔ کو رائل  
میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس کے مردنے سے معین الملک کی ہمت ٹوٹ گئی  
صلح کی پیش کش کی گئی۔ احمد شاہ ابدالی نے جواب میں کہلا بھیجا۔ میں کو رائل سے  
نہ چاہتا تھا۔ اب وہ ختم ہو گیا۔ تم جاؤ، اطہیان سے رہو، میں نے جتنے  
روپے کا مطالیبہ کیا تھا وہ پیسجد دے ۱۱۴-۱۱۵

لہ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔  
Elliot & Dowson, Vol VIII ۱۱۴-۱۱۵

۳۰ حملہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

Sarkar: Fall Of The Mughal Empire Vol I-427-28.

Elliot & Dowson, Vol VIII n. 167. ۳۱

Elliot & Dowson, Vol VIII n.122-123 ۳۲

۵۲ء میں پوچھی بار ابدالی ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ احمد شاہ ابدالی نے کشمیر کے گورنر سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لے۔ گورنر نے انکار کیا تو ابدالی نے حملہ کر دیا۔ رنجیت دیلوایہ ۱۸۳۵ء راجہ جموں نے ہنایت بہادری سے مقابلہ کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی اور کشمیر، احمد شاہ ابدالی کے قبضہ میں پہنچ گیا۔

احمد شاہ ابدالی کے پانچویں حملہ کی نوبت پہلے چار حملوں سے باہک مختلف تھی۔ اس مرتبہ دیکھائی دی وہ خود نہیں آیا تھا بلکہ بلا یا گیا تھا۔ عالمگیر شاہی نے اپنے مغربی وزیر عاد الملک غازی الدین سے چھوٹکارا حاصل کرنے کیلئے ابدالی کو دعوی کیا تھا۔ فرحت الناظرین کے ایک بیان سے ایسا خیال ہوتا ہے کہ عالمگیر شاہی نے بحیثیت ایک ذریعہ اس کو دعوت نامہ بھیجا تھا۔

لہ اس حملہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

Islamic Culture vol XI No. 4, P. 499-500

Law de lauriston · Memoire sur

quelques affaires de l'empire mogol (1756-1761) P. 159

Erancklin History of the Reign of Shah Alium P. 4

Elliot & Douson Vol VIII P. 163.

پھر حال احمد شاہ ابدالی آیا۔ محل میں عالمگیر شافی سے ملاقات کی یہ تمام تک سے دکیلوں کو بلوایا گیا۔ اور انہوں نے احمد شاہ کونڈ ریس پیش کیں۔ جاؤں کے سردار کے علاوہ سب نے ابدالی کے اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابدالی نے غازی الدین کو منطل کر کر عالمگیر کے سب سے بڑے بیٹے علی گوہر کو نائب سلطنت مقرر کیا۔ یہ اور اپنے بیٹے کی شادی عالمگیر شافی کی بھتیجی سے کی۔ یہ اس کے بعد ابدالی نے جاؤں کے علاقہ کا رُخ کیا۔ اس ہم میں غازی الدین نے اس کی بے حد مدد کی۔ ابدالی اتنا خوش ہوا کہ عالمگیر کو لکھا کہ اس کو پھر دیزیر مقرر کر دیا جائے۔ عالمگیر شافی نے مودباہ انجکار بھی کیا۔ لیکن ابدالی نے قلعہ ان وزارت غازی الدین کے حوالہ کر دیا۔<sup>۱۷۵</sup> اور سجیب الدولہ کو امیر الامر مقرر کر دیا۔ ابدالی کا چھٹا حملہ ۱۸۶۰ء میں ہوا۔ ہنگاب سے مرہٹوں نے ابدالی

Elliott & Douson Vol VIII P. 247. ۱۷

Francklin: History of the reign of  
of Shah Aulum P.P. 5-6

Elliott & Douson Vol VIII P. 265 ۱۷

Francklin P.P. 6-7 ۱۷

کے بیٹے اور جہاں خال کو بھجو گا دیا تھا۔ ابدالی کو اس کا بدلہ لینا تھا۔ اور صریح یہاں  
مرہٹوں کے غلبہ کو دیکھ کر نجیب الدولہ، شاہ ولی اللہ دہلوی اور چندر امرار  
باقدار نے احمد شاہ سے امداد کی درخواست کی۔ اس جنگ کا حال مقدمہ  
میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ابdalی نے ۱۷۴۲ء میں ساتواں حملہ ہندوستان پر کیا۔ اس حملہ کا مقصد  
سکھوں کی ہنڈگامہ آرائی کو روکنا تھا۔ ۱۷۴۳ء میں ابدالی نے آٹھویں بار حملہ  
کیا۔ اس وقت یہ مشہور ہو گیا تھا کہ احمد شاہ ابدالی کا مقصد انگریزوں کو بنگال  
سے نکالنا ہے۔ انگریزوں نے فوج کا ایک وسٹہ ال آباد بھیجا یا تھا تاکہ اس کا  
 مقابلہ اودھ میں کیا جائے۔ ۱۷۴۹ء میں ابدالی نے آخری بار سکھوں پر حملہ کیا۔

۱۰ جنگ پانی پت کے تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہوں۔

Sarkar: fall of the Mughal empire

vol II p 298 - 372

Casi Raja Pundit: An account  
of the last battle of Panipat

edited by HG: Rawlinson. G.A. Mall-  
eson: Afghanistan, P. 289-291-

اس موقع پر اس کی فوج کے بارہ ہزار سپاہیوں نے خدا ری کی اور  
ابدالی کو مجبوراً کابل دا پس ہونا پڑا۔

## Islamic Culture

۱۰

Vol. XXI P. 506-507

# نَجِيبُ الدُّولَةِ

پشاور سے ۲۵ کوں کے فاصلہ پر ایک گاؤں مسزی ہے۔ اسی مقام پر ۱۷۸۰ء میں نجیب الدولہ پیدا ہوا تھا۔ یہاں اس کو نہ تعلیم حاصل کرنے کے مواد ملے نہ زندگی بسر کرنے کا کوئی ذریعہ ملا۔ تلاش معاش میں دو آب کے علاقہ میں آگیا۔ اللہ نے اسے بے پناہ صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ ۱۷۸۳ء میں آنولہ پہنچ کر علی محمد خال کے یہاں ملازم ہو گیا۔ شروع میں بارہ سوار اس کے یونچ رکھے گئے تھے۔ جلد ہی وہ ترقی کر گیا اور کئی سو سوار اس کی ماتحتی میں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد علی محمد خال کو شہنشاہ نے سرہنڈ کا گورنر مقرر کیا۔ نجیب خال، اس کے ہمراہ گیا۔ علی محمد خال کو اس کی صلاحیتوں کے پر کھنے کا موقع ملا۔ جب علی محمد خال، سرہنڈ سے آنولہ واپس آیا تو دوندے خال نے (جس کی لڑکی درستیم سے نجیب کی شادی ہو چکی تھی) چاند پور، نگینہ، بھنور وغیرہ کے علاقہ

۱۔ نجیب التواریخ۔ از نصیر الدین (تلہی نسخہ حبیب گنج) ص ۱  
۲۔ نجیب التواریخ۔ ص ۵ (ب)

نجیب کے سپرد کر دیئے۔

جب صفر جنگ اور مرہٹوں نے افغانوں پر حملہ کئے تو نجیب خاں نے اپنی شجاعت اور بہادری کے جو ہر دلکھائے۔ حافظ الملک نے اس کو ایک ہزار سوار پر حملہ دار مقرر کر دیا۔

۱۸۵۳ء میں احمد شاہ اور صفر جنگ میں رسمی کشی شروع ہوئی۔ نجیب خاں نے ایک عالم مولوی نذر محمد کے وعظ سے متاثر ہو کر بادشاہ کی امداد کا ہتھیہ کر لیا۔ اور ایک ہزار سوار کے ساتھ دہلی روانہ ہو گیا۔ راستے میں روہیلوں کو اپنے ساتھ شریک کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دس ہزار آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ عادالملک نے شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور نجیب خاں کو نجیب الدولہ کا خطاب اور پنج ہزاری منصب عطا ہوا۔ نجیب الدولہ نے اس جنگ میں اپنی مردانگی اور شجاعت کا پورا پورا ثبوت دیا۔ بادشاہ نے فوجوں کی تنخواہ کے عیوض میں دواب کا علاقہ عطا فرمایا۔ نجیب خاں چار ماہ بعد اپنے علاقے میں واپس آیا۔ اب اس کی حیثیت بدل گئی تھی۔ شامان مغلیہ سے اس کا براہ راست تعلق ہو گیا تھا۔ دہلی کی سیاست میں اس کا حصہ ہو گیا تھا۔ ترقی کرتے کرتے وہ دہلی کا ڈکٹیٹر ہو گیا۔ ۱۸۷۰ء سے نجیب دہلی کی سب سے بڑی شخصیت تھا۔ تمام سیاست اس کے گرد گھومتی تھی اور وہ سارا نظام حکومت اپنے کا نہ چوں پرستیجا لے

ہوتے تھا۔

بنجیب الدولہ کو علوم رسمی کی تعلیم یقیناً نہیں ملی تھی۔ لیکن اس میں تمام وہ خوبیاں تھیں جو محنت، دیانت داری، اور تحریر سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی عسکری لیاقت بے پناہ تھی۔ وہ دشمنوں کی سازشوں کا توڑ کرنا جانتا تھا۔ ناساز حالات میں اس کی دوڑ میں نگاہ صحیح را عمل دیکھ لیتی تھی۔ خود اعتمادی اور سیاسی بصیرت کی اس میں کبھی کبھی محسوس نہیں ہوئی۔ جب جواہر سنگھ کی فوج نے جس میں مر ہے ٹکہ اور جاٹ تینوں شاہی تھے۔ وہلی پر حملہ کیا تو اس نے مردانگی سے مقابلہ کیا۔ سرجہ و ناخن سرکار نے لکھا ہے۔

”ایک سورخ کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس کی کس خوبی کی سب سے زیادہ تعریف کرے۔ میدان جنگ میں اس کی حیرت انگریز قیادت کی، یا مشکلات میں اس کے تیز نکاحی اور صحیح رائے کی، یا اس کی اس فطری صلاحیت کی جو اس کو انتشار اور ابتزی میں ایسی رہا۔ دکھادیتی تھی جس سے نیچے اس کے موافق نکل آتا تھا۔“

— ”ج م ص ۱۶۴“

بنجیب الدولہ اپنی قومی درد اور مذہبی جذبہ رکھنے والا انسان تھا۔ اس نے مغلیہ سلطنت کو بچانے کے لیے وہی سب کچھ کیا جو سلجوقیوں نے خلفاً بنی غلبہ اس کے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے کیا تھا۔ اس کی مذہبی و پیغمبریوں کا یہ عالم لفظاً کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں۔

"نَزَدْ بُخِيْبُ الدَّوْلَةِ نَهْ صَدَرْ عَالَمْ بُوْ،"

ادْفَنْ بُخِيْبُ رُوْسَيْهِ وَاعْلَى پَا نَصَدْ" مِنْفَوْنَاتِ ص ۸۱

روہیلکھنڈ کے ایک مشہور عالم حاجی محمد ہندی صاحبؒ نے اس کی شان میں متعدد قصیدے لکھے ہیں۔ دلایا لکھنے ہوا انشاء ہندی (قلمی)

بُخِيْبُ الدَّوْلَةِ نَهْ بُخِيْبُ آبَادِ بِیْ ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ اس مدرسہ کی اساس مدرسہ حیمیہ کے اصول اور قواعد تھے۔ ولی الہی حکمت اور فلسفہ کی ترویج و اشاعت میں اس مدرسہ کا خاص حصہ تھا۔ مولانا عبد الدین سندھی مر جوم کے خیال کے مطابق شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک کا ایک زبردست مرکز مدرسہ بُخِيْبُ آبَادِ بِیْ تھا۔

بُخِيْبُ الدَّوْلَةِ حضرت شاہ ولی اللہ کے معتقدین خاص میں سے تھا۔ شاہ صاحب سے وہ اپنی مشکلات میں امداد و اعانت اور رہنمائی کی درخواست کیا کرتا تھا۔ ابدالی کو ہندوستان دعو کرنے میں شاہ ولی اللہ صاحب کے ساتھ وہ بھی شریک تھا۔ اس جنگ میں وہ مقامہ الحبیش کا افسر تھا۔ احمد شاہ جب ہندوستان سے واپس ہوا تو اس کو "امیر الامراء" مقرر کیا۔ سیر المتأخرین میں لکھا ہے۔

"بُخِيْبُ الدَّوْلَةِ رَأَمْوَرْ بِهْ دُونْ شَاهْ جَهَانْ آبَادَ كَرَدْ" ص ۹۱۵

احمد شاہ ابدالی کا ہندوستان آنا، بُخِيْبُ الدَّوْلَةِ کا اس کے ساتھ

شریک ہونا، مرتباں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو حتم کرنا، اور پھر سنجیب الدوّله کا امیر الامر  
ہو جانا۔ یہ سب شاہ ولی اللہ<sup>ؐ</sup> کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

سنجیب الدوّله نے ۱۴۰۰ء کو انتقال کیا۔ اس کی عدل  
گستاخی اور باخ نظری کا یہ واقع ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گا کہ وہ جس وقت  
بستر مرگ پر آخری سانس میں رہا تھا تو اس نے اپنی فوجوں کو (جو اس کے  
ساٹھ ہاپوڑ کے مقام پر ہیں اور گذھ کا میلہ ہو رہا تھا) حکم دیا کہ گذگا کے میلے  
میں آنے والے ہندو یا تریوں کے جان و مال کی پوری حفاظت کی  
جائے۔ (سرکار۔ ج م ص ۱۵)

# نوابِ محمد الدّولہ

نوابِ محمد الدّولہ عبد المجید خاں کشمیر کے رہنے والے تھے۔ وطن چھوڑ کر دہلی آگئے تھے۔ کچھ دنوں عنایت اللہ خاں کے ساتھ رہے۔ اس کے انقال کے بعد اعتماد الدّولہ قمر الدّین خاں کے ساتھ رہنے لگے۔ اور شاہی نوکری کر لی۔ ماترا لاصراء میں لکھا ہے۔

"از اینجا کہ متعددی پختہ کار بود رفتہ رفتہ بعد واقعہ  
نادر شاہ در عهد فردوس آرام گاہ بدیوانی خالصہ و  
قتو از اصل و اضافہ به منصب شش نہزاد سوارو  
عطائے علیم دلقارہ و پاکی بھالردار و خطابِ دلولہ  
پہاڑ بدرجہ بلند شیگی تصفا عالم نمود۔"

حبلہ سوم ص ۸۰۸ - ۸۰۹

مفتاح التواریخ میں لکھا ہے :-

"نوابِ محمد الدّولہ عبد المجید خاں کشمیری در عهدِ احمد شاہ  
بادشاہ دہلی عہدہ سیوم خشی گری داشت در ستمبر ۱۱۶۵ھ"

نوت شد۔ سنا تھے سنگہ متخلف بہ بیدار تاریخ

### بتعییہ گفتہ ۵

حیف آں امیر دان ارفت از جہاں نافی

و اکر دبر رغ اور ضواں در جہاں را

تاریخ حلش را پرسیہ از فرد گفت

فرودس با مسکن عبدالمجید خاں را

یعنی اگر لفظ فرودس را با عدد عبدالمجید خاں بیجا کئی

تاریخ برآید ص ۳۳۳

نواب عبدالمجید خاں کے انقال (۱۸۵۱ء) کے بعد ان کے لئے

عبدالاحد خاں کو مجدد الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔ عبدالاحد خاں مجدد الدولہ نے بھی  
بڑا اقتدار حاصل کیا تھا۔ اور شاہ عالم بادشاہ کے مزاج میں بڑا خل ہو گیا تھا۔

(ماہر الامراء ج ۳ ص ۸۰۸) جب دہلی میں بخت خاں کا اقتدار ہوا تو اس کو

قید کر دیا گیا تھا۔ مجدد الدولہ عبدالاحد خاں مذہبی حلقة میں مقبول تھا۔ مرزا منیر جا  
جاناں ایک مکتب میں لکھتے ہیں۔

”حال مردم ایس شہر از روز یکہ بخت خاں

آمدہ از شاہ تا گدا تباہ است و ذکر

خلاص مجدد الدولہ بر زبان خاص عاصم } مکتبہ ۳

است ما خدا کے تعالیٰ زود بظهور آرڈ ”کتابت طیبات

مجد الدوّله عبدالمجید خاں کا۔ دجن کے نام شاہ ولی اللہ صاحب نے خط لکھا تھا، حال تاریخوں میں بہت منحصر ملتا ہے۔ لیکن ان کے بیٹے کے تفصیلی و اتفاقات تاریخوں میں درج ہیں۔ لاحظہ ہو۔

ماڑا الامرار۔ ج ۲ ص ۸۰۷۔

Sarkar: Fall of the Mughal Empire vol in  
Chapter xxx

History of the Reign of Shah Aulum,  
by Francklin Chapter VI

موجز الذکر کتاب میں ص ۸۰ پر مجدد الدوّله کی تصویر کا عکس بھی دیا گیا ہو  
فرنیلن نے شمسہ ۱۶۹۸ء میں کتاب لکھی تھی۔ اس لیئے یہ تصویر قابل اعتبار  
ہے۔

# مولانا سید احمد (از مردم دیار رہنے والے)

اُن کا پورا نام مولانا سید احمد المشہور بہ شاہ جی بابا تھا۔ اپنے زمانہ میں روہیل کھنڈ کے با اثر علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ تاریخوں میں ان کا نام ایک سفارت کی قیادت کے سلسلہ میں ملتا ہے۔

صفدر جنگ کو جب روہیلوں میں انتشار اور نفاق پیدا کرنے کا خیال پیدا ہوا تو نواب قائم خاں ابن نواب محمد خاں شکش وائی فرخ آباد کو روہیل کھنڈ کی سند دربار شاہی سے دلا دی۔ تاکہ اس میں اور حافظ حجت الملک میں ٹکڑا پیدا ہو جائے۔ اور اس شکش میں جس کی بھی شکست ہو، بہر حال افغانوں کا ایک قوی بارو ٹوٹ جائے۔

قائم خاں نا تجربہ کا رنوجوان تھا۔ صفر جنگ کے ہاتھوں میں کھلیتے رگا۔ حافظ الملک نے اسی سمجھانے کی کوشش کی لیکن بار آور نہ ہوئی۔ اور وہ ۳۰ نومبر ۱۷۴۷ء کو ۵۰ ہزار فوج اور چار سو ٹری توپیں لے کر روہیل کھنڈ کی فتح کے ارادہ سے نکل کھڑا ہوا۔

حافظ الملک نے مولانا سید احمد کو معہ دو اور علماء کے قائم خاں

کو سمجھانے کے لیے بھیجا۔ مولانا نے بڑی کوشش کی کہ قائم خاں جنگ سے باز آجائے۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ قائم خاں کے ہتھم محمود خاں نے ہبایت اہانت آئیں لہجہ میں جواب دیا۔

”تم سعید ہو۔ پیرزادے ہو۔ تم کو معاملات دنیا کا کیا حال معلوم تم کیوں اس قسم کے کاموں میں ہاتھ ڈالتے ہو۔“ سید صاحب صلح سے، نا اسید ہو کر حافظ الملک نے پاس داپس تشریف لائے اور تمام گفتگو کا اعادہ کر کے فرمایا۔

”آپ کو پوری خاطرجمی کے ساتھ جنگ کرنی پڑی ہے۔ انشا اللہ فتح اور فیروزی نصیب ہو گی۔  
کیونکہ جب میں مخالفوں کے پاس سے رخصت ہوا تو میں نے قائم خاں۔ محمود خاں اور دیگر حاضرین مجلس کے جسموں پر سر نہیں دیکھے“

د ملاحظہ ہو ”گلستانِ رحمت“ فلمی نسخہ

حیات حافظ رحمت خاں ص ۳۲ - ۱۱

Life of Hafiz-ool-Moolk,

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سید احمدؐ نے رہیلوں کو ان کی طاقت کے استحکام اور مختلف قوتوں کے مقابلہ میں ہر طرح کی مدد وی۔

جب قطب الدین خال نے روہیل کھنڈ پر حملہ کیا تو حافظ الملک نے چار شخصوں کو مدافعت کے لیئے بھیجا۔ دونوں خال۔ عبد الاستار خال۔ بخیب خال اور مولانا سید احمدؐ کے صاحبزادے سید معصوم شاہ۔

(حیات حافظ رحمت خال۔ ص ۳۹)

---

# کتابیں جنکے حوالے درج ہیں

**ستحری** - (۱) تفہیمات الہمیہ۔ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ (مطبوعہ علمی مجلس ڈاہیں)

(۲) فیوض المحرین۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (۳) حجۃ اللہ البالغ۔ (دو جلد) شاہ ولی اللہ دہلوی (۴) الجامع الصغیر۔ سیوطی۔ (مطبع میہمنیہ۔ مصر) (۵) الف) دیوان مقتبی۔

**فارسی** - (۶) تاریخ عالمگیر ثانی۔ مصنف نامعلوم (قلمی) (۷) سیر المذاخین۔ سید علام حسین خاں طباطبائی (مطبوعہ فوکشور) (۸) طفروقات شاہ عبدالعزیز۔ شائع کردہ قاضی ابوالدین ریحی (مطبع محمدیانی میرٹھ) (۹) تاریخ فیروز شاہی۔ ضیاء الدین برلنی۔ (ایشیاک سوسائٹی لکھنؤ)

(۱۰) راحت البحین۔ محفوظ شیخ نظام الدین اولیار۔ از امیر خسرو (قلمی نسخہ) (۱۱) تاریخ فیروز شاہی عفیت والیشیاک سوسائٹی لکھنؤ (۱۲) تاریخ مبارک شاہی۔ یحییٰ سرہندی (ایشیاک سوسائٹی لکھنؤ) (۱۳) تذکرہ شاکر خاں۔ نواب شاکر خاں بن لطف اللہ خاں (قلمی) (۱۴) تاریخ ذرشة۔ ہندوشاہ ذرشة (نوول کشور) (۱۵) طبقات اکبری۔ جلد سوم۔ نظام الدین بخشی دلکھنؤ (۱۶) دستور الانشار۔ یا محمد (قلمی) (۱۷) چہار گلزار شجاعی۔ ہر چون داس (قلمی) (۱۸) وصیت نامہ۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۹) مکتوبات مجدد الفتنی (۲۰) الجرم والطیف فی ترجمۃ العبد الغیف۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (۲۱) دسی خزانہ عامرہ۔ علوم علی آزادہ (کامپور) (۲۲) ماڑہ الامراء۔ (ہرسہ جلد) (۲۳) گھنستان جنت محمد مستحباب خاں (قلمی نسخہ) (۲۴) تاریخ حسین شاہی۔ عاد الدین حسینی (قلمی نسخہ) (۲۵) تذکرہ آئندہ رام مخلص (مطبوعہ رام پور) (۲۶) بخیب التواریخ۔ نصیر الدین (قلمی نسخہ) (۲۷) انسان شاہدی حاجی محمد مہدی (قلمی نسخہ) (۲۸) مفتاح التواریخ۔ (۲۹) کمات طیبات۔

**اردو** - شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک۔ مولانا عبد اللہ سندھی (لاہور) حیات حافظ رحمت خاں۔ سید الطاف علی بریلوی (بدایوس) حیات ولی۔ مولوی حمیم سخنسرد (لہور)

- Sir J. N. Sarkar .... Fall of the Mughal Empire,  
 (3 Vols ).
- Prof. M. Habib .... The campaigns of Alauddin  
 Khalji.
- Dr. R. P. Tripathi .... Some Aspects of Muslim  
 Administration.
- Abdul Aziz .... The Mansabdari System and  
 the Mughal Army.
- Cambridge History of India Vol. IV.
- Irvine .... Later Mughals (2 Vols.)
- Irvine .... The Army of the Indian  
 Mughals
- Raghbir Singh .... Malwa in transition.
- Sarkar .... Shivaji and His Times.
- Sarkar .... History of Aurangzeb Vol. IV.
- Sen .... Military System of the  
 Marathas
- Sen .... Administrative system of the  
 Marathas.
- Pisurlencar .... Portuguesese Maratas.
- H. R. Gupta .... History of the Sikhs.
- Elliot .... Life of Hafizool Mulk.
- George Forster .... A Journey from Bengal to  
 England (London 1793)  
 Vol. I

THE JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY  
LIBRARY.

Feri

DATE LOANED

Class No. ۱۹۱۶۸۳۴ Book No. ۵۲۴۷

W.

Vol. Copy

Elli

Accession No. ۳۵۳۲۸

Shah

Law

Ra

ies af-  
Mogol

G

Last  
(Casi

35000

- ۱- احتشام احمد نظامی - نفیس منزل - مسلم یو نیو رستھی - علی گڈھہ  
۲- مولوی نسیم احمد فریدی - محلہ جنڈا شہزادہ - اصر وہدہ